

تیسرا سوال

از مطیہ جہاں



تمیں سوال

از مطیہ جہاں

اس ناول کے تمام جملہ حقوق Magazine Beam The کے لئے محفوظ کئے جاتے ہیں۔
"تمیں سوال" از مطیہ جہاں صرف اور صرف Magazine Beam The کے لئے لکھا گیا ہے۔ کسی بھی فرد ادارے، انٹرنیٹ، ویب یا ڈائجسٹ کو اس کے کسی بھی حصے کی اشاعت کا کوئی اختیار نہیں۔ حتیٰ کہ فیس بک پر بھی اس کے کسی بھی حصے کے Screenshot پوسٹ کرنے کی ممانعت ہے۔ ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شروع خدا کے پاک نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

"اور وہ تمیں سوال مجھے میری محبت تک لے گئے۔"

احتساب:-

"میں یہ ناول ثنا حسین (مرحومہ) کے نام کرتی ہوں۔"

آغاز:-

میں ہیٹھ:-

اُس کمرے میں ضرورت سے زیادہ روشنی تھی۔ وہ اس وقت اُسکے سامنے بیٹھی تھی۔
آج اُس نے اپنے خون کا ذائقہ چکھا تھا جو اُسکے ہونٹوں کے کناروں سے بہہ رہا تھا، دل کی
دھڑکنوں کی آواز اتنی بلند ہو چکی تھی کہ اُسے اپنے آس پاس گونجتی محسوس ہو رہی تھی۔ اور درد، وہ
تو اتنا تھا کہ اُسے اپنا سارا وجود دکھتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ جانتی تھی اُس پر قیامت آ چکی ہے۔
اُس نے پستول اُسکی پیشانی سے ٹکا رکھا تھا۔ آج پہلی بار اُسکے ہاتھ کانپ رہے تھے، اس حد
تک کہ اُسے پستول کو تھامنے کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کی مضبوطی کا استعمال کرنا پڑ رہا تھا۔
پر پھر بھی وہ بے بس نظر آ رہا تھا۔ اُس نے دیکھا اُن دو آنکھوں میں خوفِ دُورِ دُور تک نظر نہیں آ
رہا تھا۔

آج تو وہاں وہ جذبہ تھا جسے محسوس کر کے کوئی بھی ڈر جائے، وہ جذبہ جو برباد کر دیتا ہے، جو آپ

کو مار کر جینا سیکھا دیتا ہے، سمجھا دیتا ہے کہ ساری کائنات کی بنیاد کیوں اُس ایک جذبے پر رکھی گئی ہے۔ کیونکہ بیشک وہ اس قابل ہے۔ آج اُس نے محبت کو دیکھا تھا، سمجھ گیا تھا وہ کہ اُسکی تلاش ختم ہو گئی ہے، پر ایسے.....؟ یہ قسمت نے کیا کر دیا تھا اُن دونوں کے ساتھ.....؟

وہ دونوں اپنے خواب کی تعبیر کے روبرو کھڑے تھے پر ایسے کہ جیسے اب وہی خواب اُن پر ہنس رہے تھے، جیسے آج خواب یہ کہہ رہے ہوں کہ یہی تھی ہماری اصلیت، ہم تو ایسے ہی ہیں، ادھورے رہ کر بھی درد دیتے ہیں اور کبھی کبھی پورے تب ہوتے ہیں جب ہمیں آنکھوں سے باہر کا راستہ دکھا دیا جاتا ہے پر ہم تعبیر لیے لوٹ آتے ہیں اور تب یہی انجام ہوتا ہے ہمارا.....۔ تم بتاؤ اب خوش ہو تم دونوں.....؟

ارے یہ کیا چہرے پر اُداسی، آنکھوں میں سوال، آنسو، زخموں سے رستا خون، جبکہ یہ تو تعبیر ہے، منزل ہے، صلہ ہے.....۔

منزلوں پہ آ کے رکتے ہیں دلوں کے کارواں
کشتیاں ساحل پہ اکثر ہیں ڈوبتی ہیں پیاری۔
وہ دونوں خاموش تھے اور کوئی ہنس رہا تھا، شاید وہ قسمت تھی.....!

☆.....☆.....☆

آغاز.....:-

میں ہیٹن:-

سورج نے اُس گھر کی کھڑکیوں کا رخ کیا اور روشنی بنا دستک دیے اندر داخل ہو گئی، فروری کا خوبصورت موسم تھا سورج کی کرنے اُس چہرے پر برسنے لگی تھیں۔

کالے بال، گوری رنگت، سبز آنکھیں، 5 فٹ 6 انچ کا قد 23 سال کی عمر۔ اگر کوئی اُسے یہ کہتا

کہ وہ بہت خوبصورت ہے تو یہ ایک پل کو بھی نا انصافی نہیں ہوتی۔ تھوڑی کے پاس کسی چوٹ کا نشان تھا پر یہ نشان اُسکے حسن میں داغ جیسا نہیں تھا۔

اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور کھڑکی سے نظر آنے والے خوبصورت منظر کو دیکھا..... کیا خوبصورت صبح تھی، آج سورج بہت تڑپانے کے بعد مہربان ہوا تھا۔ کھلا آسمان، قریب کھلتے ہوئے بچوں کا شور اور کبوتروں کے بولنے کی آوازیں۔

"کیا بیکار صبح ہے۔" کھنک نے چادر جھٹک کر ایک طرف پھینکی اور اٹھ کر بیٹھی۔ اُسے غصہ آرہا تھا کہ اگر اُس نے رات کو کھڑکی پر پردے گرادیے ہوتے تو اب وہ کچھ دیر مزید سو جاتی پر اگلے ہی پل اُسے یاد آیا کہ آج اُسے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ وہ اٹھی اور تیار ہونے چلی گئی۔

جینز کی پینٹ پر لانگ شرٹ اور اوپر اوور کوٹ پہنے وہ ایک دوپٹے جیسا اسکارف گلے میں لٹکائے دروازے کی طرف بڑھی۔ کھنک کی اُس چھوٹے سے اپارٹمنٹ سے باہر آنے کی دیر ہوتی تھی، وہ دنیا کے اور ساری دنیا جیسے اُسکے مقابل کھڑی ہو جاتی تھی۔

جیسے کھنک اس جہاں کی ہے ہی نہیں۔ پہلے ہمسائی نے اُسے دیکھ کر منہ موڑ لیا تو پھر قریب بیٹھے کبوتر بھی اڑتے بنے۔

کھنک بھی کوئی ملن سارا انسان نہیں تھی۔ اُس کے چہرے پر جہاں بھر کا غصہ دیکھا جاسکتا تھا جیسے کسی نے اُس سے بات کرنے کی کوشش بھی کی تو وہ قریب پڑی کوئی چیز اٹھا کر اُسکے سر پر دے مارے گی۔

کھنک اپنی گلی سے گزر رہی تھی، وہاں ایک چھوٹا بچہ اپنے جوتوں کے تسمے باندھنے کی کوشش کر رہا تھا جو شاید بھاگتے ہوئے کھل گئے تھے اور ظاہر تھا کہ اُسے باندھنے نہیں آتے تھے۔ وہ تقریباً 6 سال کا ہوگا، آنکھوں پر موٹے شیشوں والی عینک اور چہرے پر معصومیت۔ کھنک اُس کے

پاس سے گزری کہ.....

"مس کیا آپ میری مدد کر دیں گی؟ میرے شولیس کھل گئے ہیں۔" بچے نے بہت تمیز سے پوچھا۔ کھنک نے دوپل اُسے دیکھا اور۔۔۔

"نہیں۔" کھنک نے اچانک کہا۔ بچہ چونکا۔

"تمہاری ماں کو انہیں اچھے سے باندھنا چاہیے تھا۔ اور میں مدد کیوں کروں، میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔" کھنک تو اُس بچے پر پھٹ ہی پڑی اور ہاتھوں میں کاغذ کے اُس بڑے سے رول کو تھامے وہاں سے چلتی بنی۔ بچہ کھنک کو دیکھتا ہی رہ گیا۔

کھنک سب ویز کی طرف جا رہی تھی۔ اُسے مین مارکیٹ سے گزر کر جانا تھا جہاں ہمیشہ بہت رش ہوتا تھا۔ ہر طرف چہل پہل، لوگ اپنی اپنی زندگی میں مصروف۔ چہرے دیکھ کر کہانیوں کا اندازہ لگا پانا بے حد مشکل، جانے کون کس حال میں، پر سب مصروف اور حرکت میں نظر آتے تھے۔

پر کھنک.....!

اُسے دیکھ کر تو کوئی بچہ بھی یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ زندگی سے تنگ آئی ہوئی تھی، جیسے اُسے اپنی اور زمانے کی ہر ایک بات سے مسئلہ تھا۔ وہ آدم بیزاری کی کیفیت سے بھی آگے نکل چکی تھی۔ اُسے کسی کی پرواہ نہیں تھی..... یہاں تک کے اپنی بھی نہیں۔

یہ دنیا ایک سمندر جیسی ہے جہاں طوفان ہیں تو بھنور بھی ہیں، تلاطم بھی، لہریں، ٹھہراؤ اور خاموشی بھی۔ یہاں کسی کے پاس کشتی ہے، کسی کے پاس نہیں ہے، کوئی تیر رہا ہے کوئی ڈوب رہا ہے تو کوئی صرف کھڑا ہے۔ کوئی اپنی منزل کی طرف راستے پر گامزن ہے تو کوئی راستے سے بھٹک گیا ہے۔ کسی کو کشتی کی تلاش ہے، کسی نے پالی ہے تو کسی نے کھودی ہے۔

اور کسی کو اُسکی اپنی کشتی سے ہی دھکا دے دیا گیا ہے۔

پرکھنک، وہ اس سمندر کا ایک ایسا کردار لگتی تھی جس کے پاس کشتی بھی تھی اور اُسے پار لے جانے کی ہمت بھی، پر وہ جان بوجھ کر ڈوب جانا چاہتی تھی۔

کھنک سینٹرل پارک پہنچی، اُسے کسی سے ملنا تھا۔

مین ہیٹن ایک خوبصورت اور مشہور شہر تھا۔ اس شہر میں سب اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ کھنک اُس بینچ کی طرف بڑھی تو وہ شخص کھنک کی آہٹ پر کسی چور کی طرح چونکا۔ مارکس ایک مشہور بلڈر تھا۔

"او یہ تم ہو....." اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ کھنک آگے بڑھی اور بینچ پر بیٹھی۔

"تم دو گھنٹے لیٹ ہو۔" اُس نے شکایتی انداز میں کہا تھا۔

"تو.....؟" پرکھنک کو کیا پرواہ۔

"یہاں کتنا رش ہو گیا، اگر تم پہلے آ جاتی تو ایسا نہ ہوتا۔" مارکس نے آس پاس دیکھ کر کہا۔ اُسکے انداز بھی چوروں والے ہی تھے، گھبراہٹ تو چہرے سے نمایا ہو رہی تھی۔

"اور اگر آپ یہ غلط کام نہیں کر رہے ہوتے تو آپکو اتنا سوچنا پڑتا..... ایم آئی رائٹ مسٹر مارکس.....؟" کھنک نے الفاظ کھینچ کر طنز کیا۔ مارکس لا جواب ہو گیا تھا۔

اُس نے کھنک سے ایک 40 اسٹوری بلڈنگ کا نقشہ بنوایا تھا جس کے لیے وہ کھنک کو 50 ہزار ڈالر پے کر رہا تھا جبکہ اپنی کمپنی کو یہ کہہ کر کہ یہ نقشہ اُس نے خود بنایا ہے وہ اُن سے لاکھوں وصول کرنے والا تھا اور کمپنی والوں کو شک کیونکر ہوتا کیونکہ کھنک کا کام سچ میں اس قابل تھا کہ اُس کے لاکھوں ادا کیے جاتے۔

وہ اس کام میں بہت ماہر تھی کیونکہ یہ اُسکا شوق بھی تھا اور خواب بھی، لوگوں کے لیے اُنکے

خوابوں کے آشیاں نے ڈیزائن کرنا۔

"کام ہو گیا.....؟" مارکس نے پوچھا۔ کھنک نے نقشہ اُسکی طرف اس انداز سے بڑھایا کہ اگر وہ اپنے ہاتھ کی تیزی پر قابو نہیں پاتی تو رول مارکس کی آنکھ میں جا لگتا۔

"ہاں۔" کھنک نے کہا۔

برائی کی شروعات کہیں نہ کہیں اچھائی سے ہی ہوتی ہے، جب اچھائی ہار مان جاتی ہے، جب اچھے لوگ اپنا کام اچھے سے نہیں کرتے۔

وہ بُرا تھا جو کھنک کی محنت کو اپنی محنت کہنے والا تھا اور کھنک کو تو جائز اجرت بھی نہیں مل رہی تھی اُسکی محنت کی۔ تعریفیں ہوتی پر کسی اور کے لیے..... پر یہاں کھنک بھی غلط تھی جس کو اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

مارکس نے کھنک کو لفافہ پکڑایا اور دونوں وہاں سے ایسے پلٹ گئے جیسے ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں تھے۔ کھنک کے لیے اب مہینے بھر کے خرچے کا انتظام ہو گیا تھا، اب اُسے کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ وہاں سے نکلی، اب اُسے کہیں اور جانا تھا۔

☆.....☆.....☆

آبادی سے بہت دور بنا وہ گھر ایک اولڈ ہاؤس تھا جسکے آس پاس خالی اور بڑے بڑے پلاٹ تھے، معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھر وہاں تنہا کھڑا ہے۔ یہ ایک ٹرسٹ بھی تھا۔

اسمٹھ نے ٹیبل پر سے کچھ بل اٹھائے۔ اسمٹھ کی عمر 25 سال تھی، وہ ایک خوبصورت اور مضبوط انسان تھا۔ چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں میں پریشانی لیے وہ اُن بلز کو دیکھ رہا تھا۔

جینی کچھ پل دروازے میں کھڑی اسمٹھ کو دیکھتی رہی، پھر جیسے اُسے ہوش آیا اور وہ اندر داخل ہوئی۔

"کافی" جینی نے کہا، وہ اسمتھ سے دو سال چھوٹی تھی اور یہاں کام کرتی تھی۔ اُس نے کافی ٹیبل پر رکھی۔ یہ اسمتھ کا آفس تھا۔

"ابھی نہیں جینی۔" اسمتھ اُسکی طرف متوجہ نہیں تھا۔

پر وہ اُسکی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ اسمتھ کی توجہ کا مرکز جینی کبھی نہیں ہوتی تھی۔ وہ پریشان لگ رہا تھا۔ وہ کافی سارے بلز تھے جو اسمتھ کو آج ہی پے کرنے تھے۔

"مام آپ سے ملنا چاہتی ہیں، وہ کہہ رہی تھیں آپ کو منالیں گی۔" جینی نے بہت اُمید سے کہا۔

"جینی پلیز، میں بہت پریشان ہوں، ابھی تم یہاں سے چلی جاؤ۔" اسمتھ نے خاصے روکھے انداز میں کہا تھا۔

"آپ ہمیشہ مجھے جانے کا کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں۔" جینی کا انداز شکایت والا تھا پر وہ تھوڑی ڈری ہوئی بھی لگ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اسمتھ ایک سنجیدہ اور پتھر دل انسان تھا جسے اُس نے صرف ایک انسان کے لیے موم ہوتے دیکھا تھا۔

"بات ختم اس لیے کرتا ہوں کیونکہ یہ بات شروع نہیں ہو سکتی۔ اب جاؤ، چلی جاؤ یہاں سے۔" اسمتھ نے جیسے آخری بار کہا اور جینی اُداس ہو کر وہاں سے چلی گئی۔

کچھ دیر بعد اسمتھ اپنے آفس سے نکل کر گارڈن تک آیا ہی تھا کہ سامنے سے کسی کو آتا دیکھ کر اس کے قدم وہیں رک گئے۔

کھنک بھی اسمتھ کو دیکھ کر رُک گئی تھی اور اُسکے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھی جبکہ اسمتھ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔

"واہ..... دیکھو تو کون آیا ہے، کھنک کاظمی، وہ بھی پورے چھ مہینے بعد۔" اسمتھ نے طنز کرتے

ہوئے اعلان کرنے والے انداز میں کہا تھا، شاید وہ اُن خالی میدانوں کو سنا رہا تھا جہاں اسمتھ اور کھنک گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ اُس سنسان سڑک کے پار رکھے اُس بیچ کو سنا رہا تھا جہاں بیٹھ کر وہ کبھی بحث کرتے تو کبھی ایک دوسرے کی ہمت بڑھاتے۔

"میں یہاں کام نہیں کرتی اور نہ ہی تم میرے بوس ہو جو یہ رد عمل دے رہے ہو۔" کھنک نے یاد دلایا تھا۔

"پر کبھی تم یہاں کام کرتی تھی، میں تمہارا بوس بھی تھا اور ایک اچھا دوست بھی، اور یہ رد عمل میں اس لیے دے رہا ہوں کیونکہ مجھے تمہاری یاد آ رہی تھی، فکر ہو رہی تھی مجھے تمہاری۔" اسمتھ نے بھی غصے سے کہا۔ وہ بھی بھرا بھرا اور کھنک سے بے حد ناراض تھا پر نہ کھنک اُسے منا رہی تھی اور نہ اسے اس ناراضگی کی کوئی فکر تھی۔

"تمہاری فکر تمہارا مسئلہ ہے، نہ حق جتاؤ جب جانتے ہو کہ حق نہیں ہے تمہیں اور نہ ہی یہ انداز دکھاؤ جن سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

کھنک نے اپنے الفاظ پر زور دے کر کہا۔ آج وہ لڑکی انتہا کی بے پرواہ لگی تھی۔
"کوئی نئی بات کرو۔" اسمتھ بھی غصے میں تھا۔

کھنک اب مزید غصے میں لگ رہی تھی جبکہ اسمتھ اُسے دیکھ رہا تھا۔

"اب کیا سارا دن مجھے یوں ہی گھورتے رہو گے.....؟" اب کھنک نے طنز کیا۔

"مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی پر میں اُس حد تک بد قسمت ہوں جسکے بعد اُمید بھی دم توڑ دیتی ہے۔" اسمتھ سنجیدہ تھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں مذاق کے موڈ ہوں.....؟" کھنک نے بے حد سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

"نہیں ہو تو کیوں پچھلے 4 سال سے ایسے ظالم مذاق کر رہی ہو کھنک، کیوں مجھے روک رکھا ہے

کہ میں تم سے ملنے بھی نہیں آ سکتا.....؟" اسمتھ دو قدم آگے بڑھا، وہ بہت بے چین لگ رہا تھا۔

"دشمن ہوں تمہاری، تمہیں درد دے کر سکون مل رہا ہے مجھے..... اب خوش.....؟" کھنک نے تلملا کر کہا۔

"میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے مجھے تمہارا یہ رویہ برا نہیں لگتا..... یہ تم نہیں بول رہی ہو۔" اسمتھ نے یقین سے کہا تھا۔

"غور سے سنو اور دیکھو اسمتھ، یہ میں ہی بول رہی ہوں۔ تمہیں خود کو دھوکہ دینے کی عادت سی ہو گئی ہے پر مجھے نہیں۔" کھنک نے یقین سے کہا تھا۔

"تب تو تم فائدے میں ہو..... خیر آ جاؤ، وہ جاگ رہے ہیں۔" اسمتھ نے کھنک کو اندر جانے کا راستہ دیا۔

اور کھنک کو وہاں لے جانے کے لیے جہاں اُسے جانا تھا وہ اُسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔
"مجھے پتا ہے ان کا کمرہ کونسا ہے، تمہیں میرے ساتھ ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"
کھنک اچانک اسمتھ کی طرف متوجہ ہو کر بولی جیسے اُسکے وجود سے تنگ آ گئی ہو۔

"ان کو دوسرے روم میں شفٹ کر دیا ہے۔" اسمتھ نے بتایا۔

"میں ان کو تلاش کر لوں گی۔" کھنک نے تنگ آئے ہوئے انداز میں کہا۔

"آج مجھے تم سے بات کرنے کے لئے بہانوں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے، اب کم سے کم بہانے تو رہنے دو کھنک۔" اب اسمتھ نے التجا کی تھی۔

کھنک نہیں بولی اور دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ یہ ایک لمبی لابی تھی۔

"تم نے یہ جاب چھوڑ دی، دوستی چھوڑ دی، اپنی زندگی کو جینا چھوڑ دیا، پر شکر ہے تمہارے اندر

اب تک احساس تو باقی ہے کہ تم اُن سے ملنے آ جاتی ہو۔ "اسمتھ نے آرام سے کہا۔
یہ 4 سال پرانی بات تھی۔ کھنک وہاں کام کرتی تھی، یہاں سب کھنک کے دوست تھے لیکن وہ نہ
صرف دوست بلکہ اُس نے ان کو باپ کی جگہ بھی دے رکھی تھی اور وہ ان کی بے حد عزت کرتی
تھی، اپنے دل کی ہر بات اُن سے شیئر کرتی تھی۔

"احساس کی بات تم اس دنیا میں کھڑے ہو کر نہ ہی کرو تو اچھا ہے۔" کھنک نے رُک کر کہا۔
"تو پھر تم یہاں کیوں آئی ہو ایک 70 سالہ بوڑھے انسان سے ملنے جن سے تمہارا کوئی رشتہ بھی
نہیں ہے۔ یہ احساس نہیں تو اور کیا ہے.....؟" اسمتھ نے سوال کیا۔

"یہ کچھ بھی نہیں ہے۔" کھنک نے کہا۔ وہ لا جواب ہو رہی تھی اس لیے بنا سوچے سمجھے بولی۔
"جب ہم دُست راہ پر ہوں تو ہمیں کوئی لا جواب نہیں کر سکتا اور تمہیں تو کوئی لا جواب نہیں
کر سکتا تھا، میں تو بالکل بھی نہیں۔ اب تم جانتی ہو کہ تم....." اسمتھ بول رہا تھا کہ۔
"اس لیے میں یہاں نہیں آتی، تم سب مجھے میری زندگی کا وہ حصہ یاد کروانا شروع کر دیتے ہو
جس کو میں بھول جانا چاہتی ہوں۔" کھنک نے جیسے خود سے کہا تھا۔
"وہ حصہ نہیں کھنک، اُس شخص کو بھولنے کی کوشش کرو جس نے وہ حصہ، وہ وقت برباد کیا ہے۔"
اسمتھ نے التجا کی۔

"اسے بھی بھول چکی ہوں۔" کھنک نے کہا۔

تو پھر واپس آ جاؤ۔ "اسمتھ نے فوراً کہا۔ وہ بہت بے چین اور ترسا ہوا لگ رہا تھا۔
کھنک نے اُسکی حالت پر غور کیا۔

"بہت بے چین ہو اسمتھ..... خیریت ہے.....؟" کھنک نے طنز کیا تھا۔

"کیوں میری سزا بنتی جا رہی ہو کھنک؟ میرا قصور بتا دو پھر بھلے جان سے مار دینا، تمہاری قسم

اُف تک نہیں کہوں گا، بس ایک بار..... "اسمتھ بول رہا تھا کہ کھنک نے اُسکی بات کاٹی۔
 "میرا فیصلہ ٹھیک تھا مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔" کھنک نے کہا اور وہاں سے جانے لگی کہ
 اسمتھ نے کھنک کا ہاتھ پکڑا۔ کھنک نے پلٹ کر اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا جیسے آنکھوں ہی
 آنکھوں میں اسمتھ سے کہا ہو کہ اُسے ہاتھ نہ لگائے۔ اسمتھ نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔
 "سوری..... میرا غصہ اُن پر مت نکالو، وہ خوش قسمت ہیں کہ تم اُن سے ملنے آتی ہو۔" اسمتھ
 نے خود کو نارمل کیا۔

☆.....☆.....☆

یہ ایک نارمل سائز کا کمرہ تھا۔ وہاں آس پاس ضرورت سے زیادہ روشنی تھی پر اب ماریہ کو اپنے
 آس پاس اندھیرا نظر آ رہا تھا۔
 جسکا اُسے ڈر تھا وہی ہو چکا تھا۔ اُسے کہا گیا تھا کہ ایسا ہو سکتا تھا پر تب اُسے خود پر بھروسہ تھا۔ اور
 اب سب ختم ہونے والا تھا۔
 ماریہ نے دیکھا اُس کے مضبوط ہاتھ ٹیبل پر رکھی پستول کی طرف بڑھے۔
 "آئی ایم سوری..... میں تم سے محبت کرتی ہوں..... یہ جھوٹ نہیں ہے..... دیکھو..... وہ
 سب جھوٹ نہیں تھا، وہ لمحے، وہ وقت جو ہم نے ساتھ گزارا..... میری آنکھوں میں
 دیکھو....."

Do you really think I'm lying sweetheart.....?."

ماریہ نے پہلے روتے ہوئے التجا کی اور پھر خود پر قابو پا کر مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے
 بولی۔

اُن بڑی سرمئی آنکھوں نے اُسے دوپل گھورا۔ وہاں بھی آنسو تھے، افسوس تھا اور شاید دکھ بھی۔

ماریہ کو اپنی موت کا چہرہ دکھائی دیا۔

"فیض..... نہیں۔" ماریہ نے ناں میں سر ہلاتے ہوئے التجا کی پراگے ہی پل اُس کمرے میں گولی چلنے کی آواز گونج گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

"سوری مجھے تمہاری فکر لگی رہتی ہے۔" اسمتھ نے کہا ہی تھا کہ...

"نہیں چاہیے مجھے تمہاری فکر، تمہاری دوستی اور نہ ہی تم..... یہ سوچنا چھوڑ دو کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے کیونکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ مجھے رونے کے لیے تمہارے کندھے کی ضرورت نہیں ہے اسمتھ۔" کھنک کا لہجہ خاصہ روکھا تھا، وہ چلا کر بولی تھی۔

اسمتھ نے دوپل اُسے دیکھا۔

"جو زخم تمہارے دل پر لگا ہے وہ میرے دل پر مت لگاؤ کیونکہ تم جانتی ہو کہ وہ کتنا گہرا اور تکلیف دہ ہے۔" اسمتھ نے التجا کی۔

"یہ بھی تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں۔" کھنک نے لا پرواہی سے کہا اور وہاں سے چل پڑی۔

اسمتھ کھنک کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ اُسے دائیں طرف بنے کمرے سے حل چل کی آواز آئی۔ اسمتھ نے دیکھا وہ جینی تھی۔

"تم ہماری باتیں سن رہی تھی.....؟" اسمتھ حیران ہوا۔

"نہیں۔" جینی نے کہا۔

"نہیں کیا.....؟ تمہیں تو ویسے بھی کھنک کی جگہ لینے کا شوق ہے۔ اچھا لگا ہوگا اس کا میرے ساتھ وہ رویہ دیکھ کر، کیوں ہے نا.....؟ پلیز چلی جاؤ یہاں سے....." اسمتھ نے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ جینی اسمتھ کے پاس سے گزرنے لگی کہ ایک نظر اسمتھ کو دیکھا۔

"جو اُس نے کھنک کے ساتھ کیا وہ آپ کے ساتھ کر رہی ہے اور آپ وہ میرے ساتھ کر رہے ہیں۔" جیسے ہی اسمتھ نے جینی کو دیکھا اس نے نظریں جھکالیں اور وہاں سے چلی گئی۔ جینی اسمتھ سے اپنی محبت کا اظہار کر چکی تھی اور وہ اپنے انکار کا۔



کھنک جیمز کے روم میں داخل ہوئی۔ اب وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں جاتے تھے۔ کھنک قریب جا کر ان کے قریب پڑی کرسی پر بیٹھی۔ اس سے پہلے کہ وہ بولتی انہوں نے آنکھیں نہیں کھولیں پر وہ خود ہی بول اٹھے۔

"کیسی ہو کھنک.....؟" وہ بہت آرام سے پیار سے بولتے تھے۔

"ٹھیک ہوں۔" کھنک نے اتنا ہی کہا۔

"پروجیکٹ کیسا جا رہا ہے تمہارا.....؟" جیک نے پوچھا۔

"پروجیکٹ..... کونسا پروجیکٹ؟" کھنک حیران ہوئے بنا نہ رہ سکی۔

"وہی پروجیکٹ جس پر تم 4 سال سے کام کر رہی ہو۔ وہی جس کا نام ہے 'مجھے میری زندگی برباد کرنی ہے'۔ کہاں تک جا پہنچی ہو؟ کیا کیا برباد کر چکی ہو؟

کچھ بچ گیا، یا اس کے بھی درپے ہو؟ دوست چھوڑ دیے، ہمیں چھوڑ دیا، خود کو بھی۔ اب خوش ہو نا تم.....؟" جیمز اب بھی پیار سے بول رہے تھے، کھنک نے جواب نہیں دیا۔

"70 سال کا ہوں میں، بہت لمبی زندگی جی ہے میں نے اور اب بھی میں ستر سال کی زندگی اور جینا چاہتا ہوں۔ جانتی ہو کیوں.....؟ کیونکہ زندگی اس قابل ہے کہ اس کا ہر ایک پل خوشی سے جیا جائے۔" جیمز سمجھا رہے تھے۔

"جیمز پلیز میں یہاں لیکچر سننے نہیں آئی ہوں۔" کھنک انکی بات کاٹ کر بولی۔

"تمہیں لیکچر کی ہی ضرورت ہے، تم تو واسطوں اور منتوں سے بھی آگے نکل گئی ہو، اب تمہیں شروع سے سمجھانے کی ضرورت ہے کہ زندگی کیا ہے۔" جیمز کھنک کے لیے بہت پریشان تھے۔

"یہ کام یہ وقت قسمت اور زمانہ پہلے ہی کر چکا ہے، آپ خود کو ہلکان نہ کریں۔" کھنک کا انداز مشورہ دینے والا تھا۔

"فکر نہ کرو جلد ہی لیکچر سنانے والا یہ بوڑھا یہاں پر نہیں ہوگا، اور وہ دوست بھی جو تمہارے لئے پریشان رہتا ہے۔ پر تمہیں شاید تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا؟" جیمز نے پوچھا تھا۔
کھنک نے کاندھے اچکائے اور جیمز حیران رہ گئے۔ کچھ دیر بعد کھنک وہاں سے چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

اسمٹھ واپس اپنے آفس میں آیا تو اسے اپنے ٹیبل پر 20 ہزار ڈالر پڑے ملے جو کھنک ہر بار کی طرح وہاں رکھ گئی تھی۔ اسمٹھ ان کو دیکھ رہا تھا۔ آج ہی تو وہ پریشان تھا اور کھنک اُسکی مدد کر گئی۔
"او کھنک..... کیوں کرتی ہو تم ایسا.....؟" اسمٹھ نے خود سے کہا جب جینی وہاں آئی۔
"مجھے کھنک کی سمجھ نہیں آتی.....". جینی نے خود سے کہا۔

"اُسے فکر ہے پروہ جتنا نہیں چاہتی۔" اسمٹھ نے کہا۔
"اتنی ہی فکر ہے اُسے تو واپس کیوں نہیں آ جاتی۔" جینی کے لہجے میں کھنک کے لیے نیک جذبات نہیں تھے۔

"تم چاہتی ہو وہ یہاں آ جائے.....؟" اسمٹھ حیران لگا۔ ظاہر ہے جینی ایسا کیوں چاہے گی۔
"نہیں..... میں تو چاہتی ہوں وہ یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلی جائے پروہ بھی عجیب ہے..... نہ یہاں آتی ہے نہ یہاں سے جاتی ہے۔" جینی نے جیسے ہی کہا اسمٹھ نے اُسے غصے

سے دیکھا اور وہ نظریں جھکائے وہاں سے چلی گئی۔

کھنک شام کو گھر جا رہی تھی کہ اس نے ایک موشن بل بورڈ پر کچھ لکھا دیکھا۔ "ڈی آئی کیو ٹیسٹ"

یہ ایک بہت بڑی کمپنی تھی، ان کے کالج تھے، اسکول بھی۔ وہ مختلف کورسز کرواتے تھے، اور بھی بہت کچھ..... لکھا تھا کہ وہ کوئی آئی کیو ٹیسٹ کروا رہے ہیں 90 دن سے۔ ہر روز ٹیسٹ ہوتا ہے، جیتنے والے کو انعام ملتا ہے اور اب تک سو میں سے آٹھ پرسنٹ لوگ ہی ہیں جو اس ٹیسٹ کو پاس کر چکے ہیں۔ لکھا تھا کہ اوپن چیلنج ہے، آئیں اور خود کو آزمائیں۔ کھنک نے اس کی ڈیٹیل پڑھیں اور پھر وہاں سے گزر گئی۔ وہ گھر آئی، اس نے کھڑے کھڑے ایک سینڈ وچ بنا کر کھایا اور سونے چلی گئی۔ وہ نہ موبائل استعمال کرتی تھی نہ ٹی وی دیکھتی تھی نہ کسی سوشل ویب سائٹ پر تھی نہ اسے انٹرنیٹ سے کوئی سروکار تھا۔ دوست بھی کوئی نہیں تھے اور آس پاس کے لوگ اسے عجیب اور پاگل کہتے تھے۔ اس کی زندگی ایسے ہی گزر رہی تھی اور اس کے ایسے گزرنے پر اسے کوئی افسوس تھا نہ ہی اسے بدلنے کی کوئی فکر تھی۔

☆.....☆.....☆

وہ کوئی باغ تھا، کھنک اُس کی گود میں سر رکھے آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی اور وہ کھنک کی زلفوں میں پیار سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔
جب دونوں چونکے۔

کھنک نے دیکھا سامنے ایک سرخاب ٹہلنے لگا۔
"کھنک وہ دیکھو۔" اُس نے کھنک کی توجہ اُس طرف مبذول کرائی۔
"ایک سرخاب ہی تو ہے۔" کھنک نے بے پرواہی سے کہا۔

"جو تمہیں بے حد پسند ہے۔" اُس نے بات پوری کی۔

"یہ خواب ہے۔" کھنک نے کہا۔

"کیا مطلب.....؟" وہ چونکا۔

"ہاں سرخاب تو ناپید ہو چکے ہیں..... یہ وادی جنت جیسی ہے، آپ میرے ساتھ ہیں، یہ خواب ہی تو ہے۔" کھنک نے یقین سے کہا، وہ دکھی نہیں تھی۔

اُس نے دوپل کھنک کو دیکھا اور اُسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچ کر گلے سے لگا لیا۔

"کہو میں خواب ہوں۔" اُس نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا تھا۔

"تم خواب ہو۔" کھنک نے جیسے ہی کہا اُسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا اور ایک جھٹکے سے اُسکی آنکھیں کھل گئیں۔

کھنک نے دیکھا وہ اپنے کمرے میں تھی۔ اُسکی سانس پھولی ہوئی تھی، گلا خشک ہو رہا تھا۔

کھنک نے اپنا سر پکڑا.....

"کیوں.....؟ کیوں.....؟" کھنک چلائی اور ہاتھ مار کر سائیڈ ٹیبل پر پڑ الیمپ گرا دیا۔

☆.....☆.....☆

الگلا دن۔

ڈی آئی کیو کا مین آفس۔

کھنک وہاں پہنچی، وہ بہت بڑی اور مشہور عمارت تھی۔ اس حصے میں زیادہ تر کورسز کروائے جاتے تھے، دنیا کی ہر زبان سکھائی جاتی تھی، ہر قسم کی معلومات اور نوٹس مل جاتے تھے اور وہاں نفسیاتی ڈاکٹرز بھی بیٹھا کرتے تھے۔ کھنک وہاں پہلی دفعہ آئی تھی۔ وہ ریسپشن پر گئی اور بتایا کہ آئی کیو ٹیسٹ کے لئے آئی ہے۔ اس لڑکی نے بتایا کہ کھنک کو ایک فارم فل کرنا ہوگا۔ کھنک نے فارم

فل کر دیا، اُس میں بنیادی معلومات مانگی گئی تھی۔ لڑکی نے بتایا کہ وہ کس فلور پر ہو رہا ہے اور پاس بھی دیا۔ کھنک اُس طرف گئی، وہ ایک ہال تھا جہاں ابھی میزبان نہیں آیا تھا۔ کھنک نے اندر قدم رکھا اور وہاں بس قدم رکھنے کی ہی جگہ تھی، اتنے سارے لوگ ٹیسٹ دینے آئے تھے، کچھ بیٹھے تھے باقی کھڑے تھے، کھنک بھی ایک طرف جا کر کھڑی ہو گئی۔ کھنک سوچ رہی تھی کہ (کتنے لوگ آئے ہوئے ہیں اور یہ روز اتنے ہی آتے ہوں گے۔ اب ظاہر ہے سب خود کو عقلمند اور سمجھدار سمجھتے ہیں، اگر یہی کوئی بے وقوفی ناپنے کا ٹیسٹ ہوتا تو ایک بھی شخص نہ آتا اور خود ہی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ جناب یہ تو عقل مندوں کا شہر ہے یہاں کوئی بیوقوف ہے ہی نہیں پر اب سوال یہ ہے کہ اس عقلمندوں کے شہر میں سے عقلمند ملے گا کیسے.....؟)

کھنک نے دل ہی دل میں کہا اور کچھ دیر تک میزبان اسٹیج پر آ گیا۔ وہ ایک آدمی تھا جو 30 سال کا ہوگا، چہرے پر ہلکی داڑھی تھی، صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ مسلمان تھا۔ کھنک انجان تھی پر ڈی آئی کیو کے مالکان مسلمان ہی تھے، وہ وہاں کے مالک کا بیٹا اور ایم ڈی تھا۔ اس نے مائیک کے پاس آ کر سب کو ایک نظر دیکھا، اب سب خاموش ہوئے اور متوجہ بھی۔

"گڈ مارنگ ایوری ون۔ میرا نام ظہیر خان ہے اور آج کے لیے میں آپ کا میزبان ہوں۔" وہ انگلش بول رہا تھا تو لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ کھنک کو انگلش اور اردو کے علاوہ فرینچ بھی آتی تھی۔

"تو جیسا کہ انٹرویو میں آپ سب جان ہی چکے ہیں کہ یہ کوئی عام آئی کیو ٹیسٹ نہیں ہے کوئی ہلکے درجے کا نارمل سائیسٹ یا کوئی پرائنک نہیں ہے، یہ کوئی مذاق یا ٹائم پاس بھی ہرگز نہیں ہے۔ کل تیس سوال ہونگے جو مشکل سے مشکل تر ہوتے جائیں گے، جو پرسنل بھی ہو سکتے ہیں۔ جواب آپ اپنی مرضی سے جتنا چاہیں دے سکتے ہیں۔" ظہیر تفصیلات بتا رہا تھا۔

"اس کے علاوہ ہم آپ کی کلائی پر ایک لائی ڈٹیکٹر نصب کر دیں گے۔ اگر آپ نے جھوٹ لکھا تو اس کا ہارن بج جائے گا اور آپ اُس ہی وقت ٹیسٹ سے آؤٹ ہو جائیں گے۔"

(جھوٹ بولتے ہوئے انسان کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے، اُسکی نبض بھی بڑھ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ لائی ڈٹیکٹر کلائی میں باندھنے کی بات ہو رہی تھی۔)

"جیسے ہی آپ آؤٹ ہوئے آپ کو 300 ڈالر جرمانہ دینا ہوگا۔ شاید آپ کچھ سوالوں کا جواب دینے میں کامیاب رہیں پر جیسے ہی جھوٹ لکھا، ہارن بج جائے گا اور آپ باہر ہو جائیں گے۔ آپ کی ہار کی تصویر آپ کے ہار جانے کے ثبوت کے ساتھ آپ کے تمام سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر ڈسپلے میں لگا دی جائے گی کیونکہ یہاں آنے سے پہلے آپ نے ریسپشن پر جو فارم فل کیا تھا اس میں ہم آپ کے سارے سوشل میڈیا اکاؤنٹس کا حوالہ لے چکے ہیں۔"

لوگ چونکے۔

"وہ کیوں.....؟"

"یہ تو غلط ہے....."

"یہ کیسا رول ہے.....؟"

سب بولنے لگے۔۔

"آپ میں سے جو یہ نہیں کرنا چاہتا ہو وہ جاسکتا ہے، یہاں کسی پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔ سوال نہ صرف مشکل ہوں گے بلکہ پرسنل بھی ہو سکتے ہیں۔" ظہیر تو تیر پر تیر پھینک رہا تھا۔

وہاں پر آنے کی عمر کی حد اٹھارہ سال تھی، ظاہر ہے سب بالغ تھے۔ شاید کچھ لوگ چلے گئے پر بہت کم، اب سب کی عزت کا سوال تھا۔ ظہیر نے دوبارہ پوچھا۔

"اب سب تیار ہیں؟ کوئی اب بھی جانا چاہے تو چلا جائے۔" پر کوئی نہیں گیا۔ ان سب کو ایک

کڑے جیسی چیز دی گئی کلائی میں پہننے کے لئے جسے خود سے اتار نہیں جاسکتا تھا۔ وہ پاسورڈ کی مدد سے لاک تھی۔ وہی لائی ڈٹیکٹر تھا۔ پھر سب کو ایک بڑے ہال میں لے گئے جہاں سب کے بیٹھنے کے لیے جگہ تھی۔ ایک کمپیوٹر سکرین ٹائپ کرنے کے لیے کی بورڈ اور اسکرین کے سامنے بیٹھنے کے لیے کرسیاں، 200 سے بھی زیادہ لوگ تھے۔

"بیسٹ آف لک۔" ظہیر نے ورکرز کوٹیسٹ شروع کرنے کا اشارہ کیا۔

سب کے سامنے لگی اسکرینز ایک ساتھ روشن ہوئیں۔ پہلے ویلکم آیا، پھر ٹیسٹ کا مقصد، یہ ہی لکھا تھا کہ یہ ٹیسٹ ایک عقلمند اور بہادر انسان کی تلاش ہے۔

پھر ایک تیج سامنے آیا جسے پُر کرنا تھا نام اور پیشہ فون نمبر پتہ آئی ڈی وغیرہ۔ سب یہی کرنے لگے تھے، اگر کسی نے پہلے اکاؤنٹس غلط درج کیے بھی تھے تو اب کوئی جھوٹ بھی نہیں لکھ سکتا تھا لائی ڈٹیکٹر کی وجہ سے۔

معراج صاحب اسٹیج پر آئے، وہ 60 سال کے ایک بزرگ تھے۔ یہی ڈی آئی کیو کے مالک تھے۔

"کیسا جا رہا ہے سب.....؟" انہوں نے ظہیر سے پوچھا۔

"ٹھیک نہیں ہے۔" دونوں اردو میں بات کر رہے تھے۔

"ایک سال ہونے والا ہے، ہمیں مطلوبہ نتائج نہیں مل رہے۔"

"صحیح کہتے ہیں، یہ نئی نسل بیکار ہے۔" معراج صاحب پریشان تھے۔

"فکر نہ کریں ہم کوشش کر رہے ہیں،" ظہیر نے تسلی دی۔

معراج صاحب کچھ دیر بعد واپس چلے گئے، ظہیر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ سب پر نظر بھی رکھی جا رہی تھی وہ کوئی چالاکی نہیں کر سکتے تھے۔ ظاہر ہے جب ہاتھوں میں لائی ڈٹیکٹر پہنا دیے گئے تھے تو

یہ بات تو صاف تھی کہ وہاں پر سی سی ٹی وی کیمروں کی بھی بھرمار ہوگی۔ کچھ دکھائی دے رہے تھے اور کچھ شاید ان کی نظروں سے اوجھل تھے۔ کوئی چلا کی نہیں کر سکتا تھا یا اب صرف چالا کی ہی کر سکتا تھا۔ کھنک نے انفو والے پیج کو پُر کیا اور نیکیسٹ کا بٹن پر پریس کیا تو سکرین پر ایک لڑکی کا چہرہ نظر آنے لگا۔ کمپیوٹری چہرہ اور آواز بھی۔ اس نے کہا ہائے، وہاں لینگو تچ سلیکٹ کرنے کا آپشن بھی تھا۔ دُنیا بھر سے لوگ آتے تھے اس لیے یہ سہولت دی گئی تھی۔ کھنک کو انگلش سے کوئی مسئلہ نہیں تھا پر اُس نے اُردو میں لکھنا مناسب سمجھا اور اُردو کو سلیکٹ کر لیا۔ اسکے بعد اسٹارٹ لکھا تھا۔ کھنک نے بٹن دبایا اور آواز آئی۔ اسٹارٹ۔۔۔۔۔

پہلا سوال سامنے آیا۔ یہ سب کی حقیقت کھول دینے والا تھا، ان کو یہ سمجھا دینے والا تھا کہ یہ پیج میں کوئی مذاق نہیں ہے بلکہ ایک سنجیدہ اور آفیشل ٹیسٹ ہے۔ پہلا سوال سکرین پر آ گیا اور جواب ٹائپ کرنے کی جگہ بھی لکھا تھا۔

سوال نمبر 1:-

"آپ یہ ٹیسٹ کیا سوچ کر دے رہے ہیں، وہ کیا بات ہے جسے سوچ کر آپ کو یہ لگا کہ آپ کو یہ ٹیسٹ دینا چاہیے یا آپ یہ ٹیسٹ دے سکتے ہیں؟"

کھنک نے سوال پڑھا اور جواب لکھنے لگی کہ چونک گئی، جن لوگوں نے لکھنا شروع کر دیا تھا ان میں سے لوگوں کے ایل ڈی، یعنی لائی ڈٹیکٹر، بجنے شروع ہو گئے تھے۔ ڈی آئی کیو کے ورکرز ان کو باہر بھیجنے لگے۔ ظاہر ہے کہ انسان عقل ناپنے والا ٹیسٹ دینے یہی سوچ کر آتا ہے کہ وہ عقل مند ہے پر کیا یہی اس سوال کا جواب تھا۔

کھنک نے جواب ٹائپ کرنا شروع کیا۔

جواب:- "کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ میں اس ٹیسٹ کو پاس کر سکتی ہوں۔ جب میں نے بل بورڈ

پر یہ لکھا پڑھا کہ اب تک صرف 8 پرسنٹ لوگ ہی اسے پاس کر پائے ہیں تو میرے غرور نے، جو مجھے اپنی عقل پر ہے، قہقہہ لگایا کہ کیا یہ سب بے وقوف ہیں، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ آخر چند سوال کتنے مشکل ہو سکتے ہیں، ایک نفسیاتی ٹیسٹ میں ایسی بھی کیا مشکلات ہو سکتیں ہیں کہ سو میں سے آٹھ پرسنٹ لوگ ہی اسے پاس کر پاتے ہیں۔

سو بس میں یہاں اپنی عقل ثابت کرنے چلی آئی اور یہی سوچ کر اس وقت یہ ٹیسٹ لکھ رہی ہوں۔"

کھنک نے جواب لکھ دیا اور اس کے ایل ڈی کا ہارن نہیں بچا۔ کھنک کے نیکسٹ کا بٹن ہٹ کرنے پر اگلا سوال سامنے آ گیا۔

سوال نمبر 2:-

"کیا آپ خود کو ایک اچھا انسان سمجھتے ہیں، اگر ہاں تو کس طرح، اور آپ کو آج تک کتنے لوگوں نے یہ کہا کہ آپ ایک اچھے انسان ہیں.....؟"

اس سوال میں بھی ایک پوری داستان تھی اور یہ مشکل سوال تھا، انسان خود کو برا نہ کہتا ہے نہ سمجھتا ہے جب تک یہ بات زمانہ اور زندگی اُسے اچھی طرح سمجھانا دے وہ تب تک یہی سمجھتا رہتا ہے کہ وہ بہت سے لوگوں سے اچھا ہے۔

جواب:- "میں خود کو اچھا انسان نہیں سمجھتی کیونکہ مجھے پتہ ہے مجھ میں بہت سی برائیاں ہیں۔ میں اپنے خدا سے دور ہوں، بہت سے اخلاقی جرم کیے ہیں میں نے اور بہت سی خطائیں روز کرتی ہوں۔ بے پرواہی، جھوٹ، بدتمیزی، عبادت سے دوری۔ اور جہاں تک بات ہے کہ مجھے آج تک کس نے اچھا انسان کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ان چند لوگوں نے کہا جو مجھے پوری طرح جانتے نہیں تھے، اگر وہ مجھے پوری طرح جانتے تو کبھی مجھے اچھا انسان نہیں کہتے۔

انسان پہلے اپنی اچھائی ہی پیش کرتا ہے، پہلے اپنی شخصیت کے روشن پہلو کا ہی ذکر کرتا ہے، اسی کو لے کر زمانے میں چلتا ہے۔ اندھیرے کو تو اُس نے اندھیرے میں چھپا رکھا ہوتا ہے۔ " کھنک کی کلائی میں پہنلائی ڈٹیکٹر نہیں بجا جبکہ آس پاس کے لوگوں کے ساتھ ایسا ہو رہا تھا۔ لوگ شاید بھول رہے تھے کہ ان کے پاس ایک ہی موقع تھا اس لئے بات یہاں سوچ سمجھ کر سچ لکھنے کی تھی اور وقت کی کوئی قید نہیں تھی، جلد بازی سے نہیں عقل سے کام لینے کی ضرورت تھی۔

سوال نمبر 3:-

"یہ ایک صورتحال ہے، ایک دن آپ کی آنکھیں اسپتال میں کھلتی ہیں، آپ کو پتہ چلے کہ آپ کسی بہت مشہور شخصیت کے ساتھ بہت سی ٹیوبز اور نالیوں سے جڑے ہوئے ہیں اور اس کی جان بچانے کی خاطر آپ کو مزید نو ماہ ایسے ہی رہنا ہے، آپ اپنی مرضی سے جاسکتے ہیں یہ سب چھوڑ کر پر اس طرح وہ شخص مر جائے گا اور صرف آپ ہی اسے بچا سکتے ہیں، تب آپ کیا کریں گے، چلے جائیں گے یا اپنی زندگی کے نو ماہ اُسے دے دیں گے.....؟"

کھنک نے سوال پڑھا اور جواب لکھنے لگی۔

جواب:- "بات یہ نہیں ہے کہ وہ مشہور ہے یا نہیں، وہ ایک انسان ہے جو کسی کا باپ ہو سکتا ہے، بھائی، کسی کی محبت اور کسی کا آخری سہارا بھی۔ کوئی بھی قریبی رشتہ دار ہو سکتا ہے، کسی کی جان کے بدلے 9 ماہ کی بھلا کیا حیثیت ہے۔ میں اس کی مدد کروں گی، اپنی زندگی کے نو ماہ اُسے دے دوں گی۔"

کھنک نے جواب ٹائپ کر دیا تھا، اسے ابھی تک یہ ٹیسٹ مشکل نہیں لگ رہا تھا اور ابھی تک وہ پرسکون تھی۔ اس نے اگلا سوال کھولا۔

سوال نمبر 4:-

"کیا آپ نے اپنے کسی اپنے کا دل دکھایا ہے اور کیا آپ کو اپنے کیے پر پچھتاوا ہے، اگر ہاں تو کیوں ہاں اور ناں تو کیوں نہیں.....؟"

اب کھنک سنجیدہ ہوئی اور سوچنے لگی۔

کھنک جواب لکھنے لگی۔

جواب؛ - "میں نے اپنے ماں باپ کا دل دکھایا، اُنکو بہت دکھ دیا۔

بہت برا لگا اُنہیں جب یہ پتہ چلا کہ میں نے اپنی خواہش کے لئے ان کا طے کیا رشتہ توڑ دیا ہے۔ میں نے ان کو کہا کہ یہ میری زندگی ہے، آپ اسے جینے کی کوشش نہ کریں۔ انہوں نے مجھے پیدا کر کوئی احسان نہیں کیا مجھ پر، میں ان کی اولاد ہوں پر ملکیت نہیں۔ مجھے اپنی اس بات پر بہت پچھتاوا ہے کیونکہ میں جانتی ہوں میں نے غلط کہا تھا اور یہ کہہ کر اُن کے ساتھ غلط کیا تھا، مجھے یہ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔"

کھنک نے جواب لکھ دیا، یہ بھی سچ تھا۔

اس نے خود کو چند پل دیے اور پھر اگلے سوال کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ۔

"میں نے جھوٹ نہیں بولا..... میں ایسی نہیں ہوں..... یہ کمپیوٹر جھوٹ بول رہا ہے۔" ایک لڑکی بری طرح چلانے لگی۔ پہلے اُس نے ٹیسٹ، کمپیوٹر، پھر ڈی آئی کیو اور وہاں بیٹھے سب لوگوں کو ایک ہی گالی سے نوازا شروع کر دیا۔

اُسکا ہر جملہ اُس گالی سے شروع ہو رہا تھا۔

ڈی آئی کیو کے ورکرز اُسکی طرف بڑھے اور اُسے سنبھالنے لگے۔

وہ ٹیسٹ سے آؤٹ ہو گئی تھی پر شاید اُسکے لیے یہ جھٹکا بہت بڑا تھا کہ جسے وہ ایک سچ سمجھتی تھی وہ جھوٹ تھا۔

اُسے ہال سے لے گئے تو سب واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔
سوال نمبر 5:-

"کیا آپ کو خود پر فخر ہے یا کسی کو آپ پر فخر ہے، اگر ہاں تو کس بات پر، اور کیا آپ کو لگتا کہ وہ بات سچ ہے اور آپ سچ میں فخر کیے جانے کے قابل ہیں.....؟"

جواب:- "مجھے خود پر کوئی فخر نہیں ہے کیونکہ میں خود کو ہر انسان کی طرح اچھی طرح سے جانتی ہوں۔ میرے ڈیڈ کہا کرتے تھے کہ ان کو مجھ پر فخر ہے کہ میں ان کی اچھی بیٹی ہوں پر ایسا نہیں تھا اور میں نے یہ ثابت بھی کر دیا، یہ بات کہ میں ایک اچھی بیٹی ہوں غلط تھی، اگر میں اچھی بیٹی ہوتی تو ان کی پسند اور خواہش پر اپنی پسند اور خواہش کو ترجیح نہیں دیتی۔
اس لیے وہ بات غلط تھی جس کی بنا پر وہ مجھ پر فخر کرتے تھے۔

مجھے نہیں لگتا کہ اب کسی کو بھی کبھی مجھ پر فخر ہوگا۔ وہ لوگ مجھ جیسے نہیں ہوتے جن پر دوسروں کو فخر ہوتا ہے۔"

کھنک نے جواب لکھا اور کچھ پل کو کہیں کھوسی گئی پر پھر اُسے ہوش آیا اور اب اس نے اگلے سوال کو اوپن کیا۔ لوگ کم ہو رہے تھے۔

سوال نمبر 6:-

"آپ نے آج تک زندگی میں کتنی بار جھوٹ بولا ہے، سب سے بڑا جھوٹ کونسا تھا جو آپ نے بولا اور کس سے بولا اور کیا آپ اس جھوٹ پر شرمندہ ہیں؟"

جواب:- "میں نے اپنی زندگی میں بہت سے جھوٹ بولے، اتنے کہ مجھے یاد بھی نہیں اور میں ان میں سے زیادہ تر پہ شرمندہ نہیں ہوں، مجھے نہیں لگتا کہ میں نے غلط کیا۔ جھوٹ جیسا گناہ جو خدا کو ناپسند ہے میں نے بھی ہر انسان کی طرح بار بار کیا پر میں اب بھی شرمندہ نہیں ہوں۔ اور

رہی بات سب سے بڑے جھوٹ کی تو وہ میں نے خود سے بولا اور وہ یہ تھا کہ میری محبت کو جب میری محبت کا علم ہوگا تو وہ میرا ہو جائے گا، یہ میری زندگی کا سب سے بڑا جھوٹ تھا جو میں نے خود سے بار بار بولا۔

میں اس پر دکھی ہوں پر شرمندہ میں اس پر اب بھی نہیں ہوں۔"
اب کھنک بے حد سنجیدہ اور متوجہ تھی۔

سوال نمبر 7:-

"کیا آپ نے کبھی کسی کا فائدہ اٹھایا ہے، کسی کو مینو پلیٹ کیا ہے جس سے آپ کا فائدہ ہوا ہو اور دوسرے کو بہت دکھ ہوا ہو؟"

جواب:- "میں نے کسی کا فائدہ اٹھایا ہے، میں نے اس لڑکی سے دوستی کی کیونکہ اس میں میرا ایک مطلب تھا۔ میں نے باقاعدہ پلان بنایا، اس کو پلان میں پھنسا یا اور میں کامیاب بھی ہو گئی، اپنا مطلب نکال لیا۔ مجھے نہیں پتا اسے دکھ ہوا یا نہیں کیونکہ اس کے بعد سے میں نے اسے نہیں دیکھا۔ میں نے اس کی دوستی کا فائدہ اٹھایا اور مجھے اپنے کیے پر افسوس نہیں ہے، ذرا سا بھی نہیں۔" کھنک نے لکھا۔ یہ ٹیسٹ واقعی پرسنل تھا، یہ کھنک کو وہ ساری یادیں یاد دلارہا تھا جن کو وہ بھول جانا چاہتی تھی پر اب وہ یہ ٹیسٹ پورا کیے بغیر یہاں سے جانا نہیں چاہتی تھی۔

سوال نمبر 8:-

"کیا آپ نے کسی کا دل توڑا ہے، ایسا دل جو آپ جانتے ہیں کہ آپ کے لئے سچی محبت سے بھرا تھا پر پھر بھی آپ نے اسے توڑ ڈالا؟"

کھنک کا دل اچانک سے بیٹھا۔

("تم مجھے بھول سکتے ہو یا نہیں یہ تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں۔ اگر مجھے میری محبت نہ ملی میں تب

بھی تمہیں ہاں نہیں کہوں گی، اپنے دل کی چابی توڑ دوں گی پر کسی اور کو نہیں دوں گی، تمہیں تو کبھی بھی نہیں۔ سنا تم نے؟) کھنک کو اپنے الفاظ یاد آئے اور اسمتھ کی محبت بھری آنکھیں بھی۔

جواب:۔ "میں نے ایک ایسا دل توڑا ہے جو میرے لئے محبت سے بھرا تھا اور اب بھی اس دل میں میرے لئے محبت ہے، میں یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ اپنی محبت میں سچا تھا لیکن میں نے اس کے دل کو بے دردی سے توڑ ڈالا، میرے دل میں ذرا رحم نہ آیا۔ میں نے اسے مڑ کر نہیں دیکھا، ایک بار بھی نہیں سوچا کہ وہ کتنا دکھی ہوگا، اُسے کیسا محسوس ہوا ہوگا، میری محبت تو کیا میری دوستی کو بھی اس پر رحم نہیں آیا۔"

اس سوال نے کھنک کو اسمتھ کی یاد دلا دی جو آج بھی اس کے لوٹ آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ کھنک خود کو سنبھال کر ٹیسٹ کی طرف متوجہ ہوئی۔

سوال نمبر 9:۔

"اگر آپکو پتہ چلے کہ جس انسان کو آپ دیوانوں کی سی سچی محبت کرتے ہیں وہ تو محبت کے قابل ہی نہیں ہے، وہ ایک خونی، ظالم، سفاک اور بے رحم انسان ہے بلکہ انسان کیا وہ ایک درندہ ہے تو آپکی محبت کا رد عمل کیا ہوگا.....؟ کیا کرے گی آپکی سچی محبت؟"

کھنک نے جانے کیوں سوچا کہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ لکھے اور بھاگ جائے یہاں سے..... اُسے اس سوال سے نفرت ہونے لگی۔

جواب:۔ "محبت تو محبت ہوتی ہے، یہ سب کہاں سوچتی ہے۔ محبت کیا جانے سامنے فرشتہ ہے یا درندہ۔ ہار جائے گی محبت، بکھر جائے گی، ٹوٹ جائے گی پر ختم نہیں ہوگی۔ جان دے دوں گی میں اپنی پر محبت پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گی۔"

کھنک اس سے زیادہ کچھ لکھنا نہیں چاہتی تھی، یہ سوال اُسے بھی جھنجھوڑ گیا۔

سوال نمبر 10:-

"کیا آپ کو موت سے ڈر لگتا ہے، کتنا اور کیسے، اگر ہاں تو کیوں اور اگر نہیں تو کیوں نہیں؟" کھنک نے جواب ٹائپ کرنا شروع کیا۔

جواب:- "مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا ہے۔" جیسے ہی کھنک نے یہ لکھا اُسے لگا کہ وہ چھوٹی سی مشین اُسکے خلاف بول اٹھے گی کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے پر ایسا نہیں ہوا اور وہ مزید لکھنے لگی۔

"مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا، کسی چیز کسی شخص سے ڈر نہیں لگتا، اب کسی سے نہیں۔ جس سے میں ڈرتی تھی وہ ہو چکا ہے، اب ایسا اور کیا ہو جائے گا جس کے ہونے کا ڈر ہو۔ مجھے زندگی چلے جانے سے زیادہ بھیاںک بات یہ لگتی ہے کہ آپ کے پاس زندگی تو ہو پر آپ سے آپ کی زندگی کا مقصد اور معنی چھین لیے جائیں۔ موت تو نجات ہوتی ہے ہمیں تو اس دنیا سے ڈرنا چاہیے جو زندگی کو ہی موت بنا دیتی ہے اور پھر جینے کے سبق سکھاتی ہے، مردے سے کہتی ہے سانس لو، سانس لو، سانس لو نا....."

کھنک نے پورے دل و دماغ سے جواب دیا۔ وہ جو سوچتی تھی جیسے سوچتی تھی ویسے ہی لکھ رہی تھی اور ابھی تک اس کی کلائی میں پہنا لائی ڈٹیکٹر خاموش تھا۔ یعنی اس نے اب تک جو لکھا تھا جیسا لکھا تھا سب سچ تھا۔ ٹیسٹ شروع ہوئے 20 منٹ گزر چکے تھے۔ جو لوگ بیٹھے تھے وہ بہت سوچ سوچ کر جواب لکھ رہے تھے پر کھنک تو اتنا نہیں سوچ رہی تھی۔

سوال نمبر 11:-

"آپ آخری بار کب روئے تھے، کس بات پر، کیا آپ کو لگتا ہے کہ جب آپ رو رہے تھے تو آپ ہی مظلوم تھے آپ ہی کو رونے کا حق تھا؟"

جواب:- "میں آخری بار کل رات کو روئی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ مجھے اپنی زندگی کا سب سے بڑا دکھ

یاد آ گیا تھا، سب سے برا وقت، ایک پچھتاوا اب رہ گیا۔ سوال کہ میں مظلوم تھی یا نہیں اور کیا مجھے ہی رونے کا حق تھا تو یہ ضروری تو نہیں کہ صرف مظلوم ہی روتے ہوں کبھی کبھی ظالموں کی آنکھوں میں بھی آنسو آ جاتے ہیں۔

میں مظلوم نہیں تھی کیونکہ میں جس بات پر رورہی تھی وہ ایک سوال تھا، ایک سوال جس کا جواب جانتے بوجھتے ہوئے بھی میں وہ سوال کرنے چلی گئی، اور جواب مل گیا۔ رہی بات حق کی تو مجھے تو کوئی بھی حق نہیں، نہ رونے کا نہ دکھی ہونے کا۔

سوال نمبر 12:-

"کیا آپ نے اپنی خوبصورتی اور اپنے جسم کا کوئی غلط استعمال کیا؟"

کھنک کے لیے شاید نہیں پر یہ سوال بہت مشکل تھا۔

جواب:- "نہیں میں نے ایسا نہیں کیا اور اس لیے نہیں کیا کیونکہ میں جان گئی تھی کہ یہ بھی میرے کام نہیں آئے گا۔"

یہ سوال نامہ چہروں پر سے نقاب ہٹا رہا تھا پر کھنک کے چہرے پر زیادہ نقاب نہیں تھے۔ شاید اس ہی لیے اُسے ابھی تک کوئی مشکل پیش نہیں آرہی تھی۔

سوال نمبر 13:-

آپ کو قسمت پر بھروسہ ہے، قسمت کیا ہے، کیا اسے بدلا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی قسمت بدلنے کی کوشش کی، آپ کامیاب ہوئے یا نہیں.....؟"

جواب:- "مجھے قسمت پہ بھروسہ ہے، ایسے کہ خدا نے ہمارے لیے کچھ نہ کچھ لکھ رکھا ہے جو ہو کر ہی رہنا ہے۔ پر ایسا نہیں ہے کہ اسے بدلا نہیں جاسکتا کیونکہ خدا نے دعا اور کوشش کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔"

اگر اپنی قسمت سے زیادہ کچھ چاہیے تو کوشش محنت اور امید رکھنی ہوگی اور یوں ہم اپنی قسمت بدل سکتے ہیں ورنہ دوسری صورت میں وہی ہوگا، جو جو لکھا ہوا ہوگا اور وہ ہمیں مل جائے گا۔ میں یہی سوچ کر قسمت بدلنے نکلی تھی، بس ایک یہی کام تو کیا ہے اس زندگی میں پر کامیاب نہیں ہوئی۔ اپنی قبر میں لیٹ کر بھی خود سے کہہ رہی تھی کہ میں زندہ ہوں، اپنی ناکامی کو قسمت کا لیبل دے دیا اور اب زندگی گزر رہی ہے۔"

کھنک نے اس سے آگے کچھ نہیں لکھا۔

سوال نمبر 14:-

"اگر کسی شخص نے کسی ایسے کو مار دیا جو آپ کو آپ کی جان سے بھی پیارا تھا، اب آپ کو اس سے بدلہ لینے کا موقع مل رہا ہے پر دنیا کہتی ہے کہ آپ اُسے معاف کر دیں، وہ بے بس ہے آپ طاقت ور ہیں، آپ کیا کریں گے، اسے مار دیں گے یا معاف کر دیں گے.....؟"

جواب:- "کسی نے میرے کسی اپنے کو، ایسے کو جس سے میں بہت محبت کرتی ہوں، قتل کرنا تو دُور کوئی نقصان بھی پہنچایا تو میں اُسے جان سے مار دوں گی۔ بے بس ہے تو یہ تو اچھی بات ہے۔ معافی..... معافی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، میں اتنی رحم دل نہیں ہوں۔"

سوال نمبر 15:-

اگر آپ کے پاس سوائے اس بات کہ اور کوئی چارہ نہ ہو کہ اگر آپ کو اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہے تو آپ کو جسم فروشی کا کاروبار کرنا ہوگا تو آپ کیا کریں گے.....؟"

کھنک کے ہاتھ کی بورڈ سے دُور ہو گئے..... کیا جواب ہو سکتا تھا اس سوال کا.....؟ کیا ایک ماں اپنے بچوں کے لیے اس حد تک جاسکتی ہے.....! شاید ہاں کیونکہ ہماری اس دُنیا میں ایسی مثالوں کی کمی تو نہیں تھی۔

انسان اس حد تک بھی چلا جاتا ہے۔

پر کیا کھنک ایسا کر سکتی تھی.....؟

اس سوال نے کھنک کو کھما دیا، اُس کا دماغ جیسے خالی ہو گیا۔

وہ کی بورڈ کی طرف بڑھی۔

جواب؛ - "میں ایسا کروں گی....." کھنک نے جیسے ہی یہ لکھالائی ڈٹیکٹر بول اٹھا۔ کھنک کا

دل اچانک سے بیٹھا پر اُس نے دیکھالائی ڈٹیکٹر اُس کا نہیں ٹھیک اُس کے ساتھ بیٹھے شخص کا بجا تھا۔

وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ کھنک نے اب آس پاس دیکھا، لوگوں کی تعداد میں کمی آئی تھی۔

کھنک نے چند پل خود کو دیے، وہ اپنے جواب سے ڈر گئی تھی۔ اگر اب وہ سچ میں اس ٹیسٹ

سے آؤٹ ہو جاتی تو اسے ذرا بھی افسوس نہیں ہوتا پر جو اُس نے لکھا وہی سچ تھا۔

سوال نمبر 16؛ -

"اگر آپ کے پاس صرف اور صرف ایک جان بچانے کا موقع ہو تو آپ کس کی جان بچائیں

گے، اپنی جان یا کسی ایسے شخص کی جو آپ کے ساتھ موت اور زندگی کی صورتحال میں پھنسا ہے،

آپ اُسے جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کی زندگی سے زیادہ اُس کی زندگی اہم ہے۔

آپ کا فیصلہ کیا ہوگا؟"

کھنک کو موت سے ڈر نہیں لگتا تھا، یہ وہ پہلے ہی کہہ چکی تھی۔ پر اُسے جواب لکھتے ہوئے مشکل

ہو رہی تھی۔ موت سے ڈرنا ایک الگ بات تھی اور زندگی سے محبت کرنا ایک الگ بات۔

جواب؛ - "میری جان اہم ہے نہ زندگی، میں جانتی ہوں یہ صرف ٹیسٹ ہے، میں اسے پورا

کرنا چاہتی ہوں، پتہ نہیں، شاید میں اپنی جان بچاتی۔"

یہی سچ تھا.....! کھنک خود پر حیران ہوئی.....

(یہ کیسی خود غرضی ہے اے دل، اور کس لئے؟ زندگی کی آخری سانس تک اکیلے جینے کے لیے؟
کھنڈر کو اُمید کہ اُسے دلہن کی طرح سجایا جائے.....؟ ایک قبر میں سے زندگی کی آواز.....؟
عشق کو تکمیل کی خواہش.....؟

میں پاگل ہو رہی ہوں..... اب میں پاگل ہو رہی ہوں۔ مجھے اپنے لئے ایک نفسیاتی ڈاکٹر
کنسلٹ کر لینا چاہیے، اب مجھے سچ میں ضرورت ہے۔)
کھنک نے خود پر طنز کیا اور اگلے سوال کی طرف بڑھی۔

ظہیر سب کو دیکھ رہا تھا۔ اب تو اسے بھی لگنے لگا تھا کہ یہ نئی نسل بے کار ہے، یہ سب لوگ جو
یہاں آتے ہیں سچ میں کسی کام کے نہیں۔ اسے کچھ لوگ ڈرے ہوئے لگ رہے تھے کچھ
پریشان کچھ سوچ میں تو کچھ فکر میں کہ ان کی بے وقوفی کا ثبوت ان کے فیس بک اور باقی
اکاؤنٹس پر آکر ساری دنیا کے سامنے نہ آجائے ایک پیج کی صورت میں جس پر انکی پریشانی
بھری تصویر، وہ سوال جس پر وہ آؤٹ ہوئے، یہ سب ایک ٹائٹل کے ساتھ درج تھا اور وہ ٹائٹل
تھا لوزر۔

اس پوسٹ کو وہ خود سے ڈیلیٹ بھی نہیں کر سکتے تھے اور یہ 3 ماہ تک ایکٹیو رہتی۔

سوال نمبر 17:-

"اگر آپ کو کہا جائے کہ جس انسان سے آپ اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں آپ کو
اُسے جان سے مارنا ہے کیونکہ اُسکی موت میں ساری دنیا کی بھلائی ہے تو آپ کیا کریں گے؟
مار دیں گے اُسے.....؟ کس کو ترجیح دیں گے، آپکی انسانیت، فرض یا محبت.....؟"
کھنک کو ایسے لگنے لگا جیسے وہ سچ میں اس صورتحال میں ہے۔

کھنک نے دیکھا اُس سے دو قدم دُور بیٹھی ایک لڑکی کانپ رہی تھی، رورہی تھی.....

حقیقت کا چہرہ دیکھنا اتنا آسان نہیں ہوتا، کبھی کبھی انسان اپنا اصل چہرہ دیکھ کر خود ڈر جاتا ہے.....!

اُس لڑکی نے ہارمان لی اور اٹھ گئی جبکہ کھنک جواب ٹاپ کرنے لگی.....

جواب؛ - "محبت میری ہے، درد میرا ہے، دُنیا کا کیا ہے، کچھ نہیں..... تو کیوں سوچوں دُنیا کے بارے میں.....؟"

میں اُس انسان کو نہیں ماروں گی جس سے میں محبت کرتی ہوں، محبت کرتی ہوں تو مار کیسے سکتی ہوں.....؟ یہ نہیں ہوگا مجھ سے.....!" کھنک نے سچ کہا تھا، یہی حقیقت تھی..... کھنک کی سانس پھول سی گئی.....

وہ اگلے سوال کی طرف بڑھی.....

سوال نمبر 18؛ -

"کیا آپ نے کسی سے نفرت کی ہے، اگر ہاں تو آپ اس نفرت میں کس حد تک جاسکتے ہیں، آپ کی نفرت کی انتہا کیا ہے.....؟"

جواب؛ - "نفرت محبت کے بعد دوسرا بڑا جذبہ ہے جو محبت جیسا ہی اندھا، بلند شدت کا ہوتا ہے اور صرف اپنی تکمیل چاہتا ہے۔ میں نے نفرت کی ہے ایک نافرمان بیٹی سے اور افسوس کہ وہ میں خود ہوں۔ رہی بات نفرت کی حد کی تو میں جس سے نفرت کرتی ہوں اُسے موت کے علاوہ دنیا کے ہر دکھ ہر عذاب میں ڈال سکتی ہوں، موت نہیں کیونکہ موت تو سکون ہے، تمام دکھوں سے راحت۔ ہم خود اپنی زندگی کو موت سے بھی برابر بنا لیتے ہیں پھر بھی موت سے ڈرتے ہیں، یہ

ایک عجیب دنیا ہے.....!"

سوال نمبر 19؛ -

"یہ ایک صورت حال ہے۔ آپ ایک کمرے میں بند ہوں، وہاں سے نکل نہیں سکتے، وہاں صرف آپ ہیں اور آپ کو کہا گیا ہے کہ آپ خود کو خود مار لیں کیونکہ اگلے پندرہ منٹ تک ایک شخص وہاں آنے والا ہے جو آپ کو بے دردی سے مار ڈالے گا جس سے آپ بچ نہیں سکتے، موت طے ہے۔ اب آپ کیا کریں گے، خود کو خود ہی مار لیں گے یا اس کے آنے کا انتظار کریں گے.....؟"

جواب:۔ "میں خود کو خود نہیں ماروں گی، اس کے آنے کا انتظار کروں گی اور اسے خود کو مارنے سے روکوں گی، اپنی آخری سانس تک لڑوں گی۔ ہو سکتا ہے وہ مجھ سے زیادہ طاقتور ہو، میں ہار جاؤں اور وہ مجھے آخر میں مار دے، پر اس کے آنے سے پہلے اور بنا لڑے ہار نہیں مانوں گی۔ موت ہے تو کیا فرق پڑتا ہے، مرنا تو ہے، پر بہادر کی موت اور بُزدل کی موت میں فرق ضرور ہوتا ہے، اور میں بُزدل نہیں ہوں۔" کھنک جو سوچتی تھی جیسے سوچتی تھی ویسے لکھ رہی تھی، اب تک جو لکھ رہی تھی سب سچ تھا۔ وہ خود اتنا ہی سوچ رہی تھی کہ اسے یہ ٹیسٹ مکمل کرنا ہے۔ اگلے سوال کی طرف بڑھی۔

سوال نمبر 20:۔

"اگر آپ کو کہا جائے کہ آپ کو ایک دوسری فیملی کی جان لینی ہے، اگر آپ اُس خاندان کو قتل کر دیں تو آپ کی اپنی فیملی کی جان بخش دی جائے گی ورنہ نہیں..... تو آپ کیا کریں گے، کیا اپنوں کے لیے قاتل بننا قبول کر لیں گے.....؟"

کھنک کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا، سوال تو مشکل سے مشکل تر ہوتے جا رہے تھے.....!

کیا جواب ہو سکتا تھا اس سوال کا.....؟

(ڈیڈ.....؟ ڈیڈ.....؟... موم.....؟)

کھنک نے اپنے دائیں اور بائیں دونوں طرف دیکھا.....

اور پھر سامنے جہاں کھنک خود کھڑی تھی.....

"اب کس سے معافی مانگو گی کھنک.....؟"

کھنک اچانک اس یاد سے چونکی..... اور جواب لکھنے لگی.....

جواب: - ہاں میں اپنوں کو بچانے کے لیے قاتل بن جاؤں گی۔"

کھنک نے سچ بولا تھا..... شاید یہی سچ ہو سکتا تھا..... کھنک کو خود سے نفرت سی ہونے لگی۔ یہ

ٹیسٹ اُسے ایسی کھنک کے روبرو لے آیا تھا جس سے وہ آج مل رہی تھی، یہ سچ میں ایک مشکل

نفسیاتی ٹیسٹ تھا۔

سوال نمبر 21۔:-

"ایک انسان جو لاکھوں لوگوں کی جان کا قاتل ہے، ظالم ہے، پر اب وہ اپنے گناہ سے توبہ کر

چکا ہے، وہ بے حد شرمندہ ہے، معافی اور زندگی مانگ رہا ہے۔ آپ کی رائے کیا ہے، کیا اسے

معاف کر دیا جائے یا جان سے مار دیا جائے.....؟"

جواب: - "خدا بہتر جانتا ہے کون کتنا برا ہے کتنا گنہگار، کسے معافی کا حق ہے یا وہ صرف سزا کا

حق دار ہے، یہ خدا سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ تو میرا خیال ہے کہ اُسے خدا کے پاس ہی بھیج دینا

چاہیے، وہی طے کرے گا کہ اس کے ساتھ کیا کرنا ہے کیونکہ لاکھوں لوگوں کو مارنے کے بعد وہ

دنیا میں رہنے کے قابل نہیں ہے، لاکھوں جانوں کو مارنے کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔

سوال نمبر 22:-

"اپنی زندگی کے سب سے بڑے خواب اور خواہش کی تکمیل، یا وہ شخص جس سے آپ کو سچی محبت

ہے.....؟ کس کا انتخاب کریں گے آپ..... کیا اپنی محبت کے لیے آپ اپنے خواب کو

اپنے ہی ہاتھوں سے توڑ سکتے ہیں.....؟"

کھنک مُسکرا دی۔

جواب؛ - "خواب.....؟ خواہش...؟ عاشق تو خود کو بھی قربان کرنے سے پہلے نہیں سوچتے، خواب کیا چیز ہے.....!"

کھنک کے لیے اس سوال کا جواب دینا بہت آسان تھا جبکہ یہ بھی ایک مُشکل سوال تھا۔

سوال نمبر 23؛ -

"آپ کے سامنے دو بچے ہیں، 8 ماہ کے، وہ دونوں مصیبت میں ہیں پر آپ لاکھ کوشش کے باوجود بھی صرف ایک بچے کو بچا سکتے ہیں۔ ایک بچہ آپ کی اپنی اولاد ہے اور دوسرا غیر ہے آپ کے لیے..... دونوں معصوم ہیں، دونوں کو جینے کا حق ہے۔ آپ اپنی اولاد کو بچائیں گے یا اس غیر بچے کو.....؟"

کھنک سوچ میں پڑ گئی۔ بہت مشکل سوال تھا۔

اگر وہ کہتی کہ دوسرے کے بچے کو بچاؤں گی تو یہ جھوٹ ہوتا اور اگر وہ سچ میں ایسی صورتحال میں ہوتی تو اپنی اولاد کو ہی بچاتی، ہر کوئی ایسا ہی کرتا۔

حقیقت کو حقیقت اس لیے ہی کہا جاتا ہے کیونکہ حقیقت کو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کہیں یہ خواب تو نہیں.....؟ اُس پر کوئی سوال نہیں اٹھا سکتا اور حقیقت کبھی رحم دل نہیں ہوتی۔

کھنک نے گہری سانس لی۔

جواب؛ - "میں اپنے بچے کو بچاؤں گی۔"

یہی سچ تھا۔

سوال نمبر 24؛ -

"آپ اور آپکی فیملی ایک اونچے پہاڑ سے رسی کے ساتھ لٹک رہے ہیں، سب سے اوپر آپ کا بیٹا پھر آپ پھر آپ کی بیٹی اور نیچے آپ کا ہمسفر۔ رسی سرے سے ٹوٹ جائے گی اگر وزن کم نہ کیا گیا۔ نیچے والے دو لوگوں کو الگ کر دینا ضروری ہے ورنہ چاروں مرجائیں گے۔ آپ میں سے کوئی جگہ نہیں بدل سکتا۔ آپ کے ہمسفر اور بیٹی کو مرنا ہوگا اگر آپ نے اور آپ کے بیٹے نے جینا ہے ورنہ سب مرجائیں گے۔ کیا آپ رسی کاٹ کر ان کو الگ کر دیں گے، وہ لوگ کھائی میں گر کر مرجائیں گے اور آپ دونوں بچ جائیں گے۔

تو کیا کریں گے آپ.....؟"

کھنک سوال پڑھ کر حیران تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔ کیا وہ یہ لکھ دے کہ وہ سرے سے رسی کاٹ دے گی اور سب اکٹھے مرجائیں تو اچھا ہے، یا اس سے بہتر یہ ہوگا کہ دو جانیں تو بچالی جائیں... کیا وہ یہی لکھتی تو یہ سچ ہوتا.....؟

جواب:۔ "میں رسی درمیان سے کاٹ دوں گی۔ جو بچ سکتے ہیں وہ تو بچ جائیں....." کھنک نے جواب لکھ دیا۔ کوئی حل چل نہیں ہوئی۔ اب کھنک کو خود پر حیرانی ہونے لگی تھی، یہ ٹیسٹ تو انسانیت کا چہرہ ننگا کرتا جا رہا تھا۔ وہ خدا کا شکر ادا کرنے لگی کہ یہ صرف ایک سوال تھا۔ اس نے خود کو چند پل دیے اور اگلے سوال کی طرف بڑھی۔

سوال نمبر 25:-

"آپ کو آپشن دیا جائے کہ آپ اپنی سچی محبت کو، اس انسان کو جس سے آپ بے حد محبت کرتے ہیں، اس دنیا میں ساری زندگی کے لئے پاسکتے ہیں، پر اگر یہ اختیار پاس ہونے کے باوجود آپ اپنی محبت قربان کر دیں تو اس کے بدلے مرنے کے بعد آپ کو جنت ملے گی۔ کیا کریں گے، اس دنیا میں اپنی محبت پانا پسند کریں گے یا اس دنیا کیلئے جنت.....؟"

یہ سوال یہاں کے لوگوں کے لیے آسان تھا پر ایک مسلمان کے لیے بے حد مشکل..... یعنی خدا اور محبت میں سے کسی ایک کا انتخاب.....؟

"میرے خدایا.....!!" کھنک اپنا سر پکڑ کر رہ گئی، یہ سوال اب تک کا سب سے مشکل سوال تھا۔ جواب تو اس کے دماغ میں آ گیا تھا اور وہ شرمندہ ہو رہی تھی، ابھی سوچ رہی تھی کہ جواب دے یا نہ لکھے؟

اس سوال پر اُسے آؤٹ ہونا قبول تھا۔

جواب:۔ "میں اس دنیا میں اپنی محبت کو پانا چاہوں گی۔" کھنک نے سر جھکا لیا تھا۔

اب وہاں چالیس سے پچاس لوگ ہی رہ گئے تھے۔ کھنک کے آس پاس بھی کافی لوگ جا چکے تھے، وہ ہال جو ابھی لوگوں سے بھرا ہوا تھا اب خالی لگ رہا تھا۔ سوال نمبر 26:۔

"کیا آپ کو کبھی لگا کہ خدا نے آپ کے ساتھ نا انصافی کی ہے، اس نے آپ کو وہ نہیں دیا جس کے آپ حقدار تھے، اگر ہاں تو کب اور وہ کیا تھا.....؟"

اب کھنک کے لئے جواب دینا مشکل ہو گیا تھا، اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے، یہ ٹیسٹ مکمل کرے یا اسے چھوڑ کر چلی جائے۔

(کھنک نے قریب کھڑی کار کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کی پر اُسکے ہاتھ خون سے تر تھے، اس لیے پھسل گئے اور وہ پھر سے گر گئی.....)

یہ پارکنگ لاٹ تھا..... کھنک کے موبائل پر لگا اذان الارم بجا۔ اُس نے تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے یہ الارام لگایا تھا کیونکہ شاید یہی صحیح وقت اور طریقہ ہو تا خدا کا شکر ادا کرنے کا۔

کھنک نے الرارم ٹیون پر اذان کی آواز ہی لگائی ہوئی تھی.....

اذان کی آواز اُسکے آس پاس گونجنے لگی جب ایک شخص کی نظر اُس پر پڑی جو اپنی کار کی طرف آ رہا تھا..... اُس نے کھنک کی حالت دیکھی تو مدد کرنے کے لیے آگے بڑھا.....

"آپ ٹھیک تو ہیں.....؟" اُس نے کھنک کو سہارا دے کر کھڑے ہونے میں مدد کی..... پر کھنک بنا اُسکے کسی سوال کا جواب دیے اُسکے ہاتھ کو جھٹکتی ہوئی وہاں سے جانے لگی.....

اب بھی اذان کی آواز گونج رہی تھی..... کھنک کی تھوڑی سے خون بہہ رہا تھا اور وہ پاؤں میں موج آنے کی وجہ سے اپنے وجود کو گھسیٹتی ہوئی وہاں سے جا رہی تھی۔

کھنک اس یاد سے چونکی.....

آنسو اُسکی آنکھوں میں آتے آتے رہ گئے..... وہ جواب ٹائپ کرنے لگی.....

جواب؛ - "ہاں مجھے ایسا لگا تھا کہ خدا نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا، وہ نہیں دیا جو وہ دے سکتا تھا، میرا خیال نہیں کیا، مجھے تنہا چھوڑ دیا، وہ نہیں کیا میرے لئے جو اس کے اختیار میں تھا۔ وہ مجھے جانتا تھا، میری خواہش کو جانتا تھا..... ہر پل جانتا تھا، پر اس نے مجھے وہ نہیں دیا جسکی میں حقدار تھی، اور وہ تھی میری محبت، وہ شخص جسے میں نے پورے دل سے چاہا تھا، ایک پل کو بھی مطلب نہیں پالا تھا دل میں..... میری لگن، میری چاہ، محبت، کوشش، خواہش، سب سچی تھی۔ اور خدا یہ جانتا تھا۔

پر خدا نے میری مدد نہیں کی، مجھے عین وقت پر تنہا کر دیا۔" کھنک جواب لکھتے ہوئے جذباتی ہو گئی اور جلدی جلدی ٹائپ کرتی رہی، پر پھر رز کی اور اپنے آنسو صاف کیے۔ خود کو سنبھال کر گہری سانس لی تب جا کر اُسکی حالت بحال ہوئی۔

"یہ صرف ایک ٹیسٹ ہے۔" کھنک نے خود سے کہا۔

سوال نمبر 27:-

"آپ کی زندگی میں سب ٹھیک ہے، آپ اس انسان کے ساتھ خوابوں کی سی زندگی جی رہے ہیں جسے آپ دل و جان سے چاہتے ہیں۔

پرایک دن وہی انسان آپ کو کہتا ہے کہ وہ آپ کو جان سے مارنا چاہتا ہے اور یہی اُسکی خوشی ہے، تو آپ کیا کریں گے؟ اُسکی خوشی کے لیے اُسے خود کو جان سے مار دینے کی اجازت دے دیں گے یا نہیں.....؟"

اب کھنک کے سر میں درد ہو رہا تھا۔

جواب:- "میں اسے خود کو جان سے مار دینے کی اجازت نہیں دوں گی، پر پھر ایسی زندگی موت سے بھی بری ہوگی۔"

کھنک نے سکھ کا سانس لیا کہ وہ ابھی بھی سیف تھی۔ وہ سوال نمبر 27 پر آ جانے کے بعد ٹیسٹ کو ادھورا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ اگلے سوال کی طرف بڑھی اور اسے اوپن کیا۔

سوال نمبر 28:-

"ماں اور باپ انسان کی زندگی کے دو سب سے اہم اور انمول رشتے ہوتے ہیں۔ کوئی ہم سے یہ پوچھے کہ دونوں میں سے کون زیادہ اچھا ہے تو ہم بتا نہیں سکتے، زیادہ تر کا جواب یہی ہوتا ہے کہ دونوں۔ آپ کا سوال یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنے ماں اور باپ میں سے کسی ایک کی جان بچانے کا موقع ملے تو آپ کس کو بچائیں گے، اپنی ماں کو یا اپنے باپ کو.....؟"

"واٹ.....؟" کھنک اب تو حیران ہی رہ گئی۔ آخر یہ کیسے عجیب سوال تھے۔ وہ اس کشمکش میں تھی، اس نے غور نہیں کیا اب اسے ملا کر صرف 20 لوگ ہی رہ گئے تھے۔

ظہیر نے ان کو دیکھا۔ اب یہ تو طے تھا کہ یہ بیس لوگ عام نہیں تھے جو 220 لوگوں میں سے بچ

گئے تھے۔ وہ ہال میں آیا اور ان کے پاس چکر لگانے لگا، پوچھنے لگا کہ کون کس سوال پر ہے کیونکہ یا تو وہ عقل مند تھے یا پھر سست جواب تک بیٹھے تھے۔ ظہیر نے ان میں سے آٹھ لوگوں سے پوچھا، اس کا اندازہ ٹھیک تھا، وہ سب سست تھے اور کافی پیچھے تھے، صرف ایک لڑکا سوال نمبر 15 پر تھا۔

ظہیر کھنک کے پاس سے گزرا، ابھی تو وہ بھی بیٹھی سوچ رہی تھی۔
"اے سکویز می.....؟" اس نے کہا۔

"جی.....؟" کھنک اُسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"آپ کون سے سوال پر ہیں.....؟" ظہیر نے پوچھا۔

"28۔" کھنک نے بتایا۔ ظہیر حیران ہوا۔

"ایکسکویز می، آپ میں سے کوئی سوال نمبر 28 پر ہے.....؟" ظہیر نے ان لوگوں سے پوچھا جن سے ابھی اس نے بات نہیں کی تھی۔ سب نے کہا نہیں، ایسا نہیں ہے، وہ سب کے سب کافی پیچھے تھے۔ یعنی اس وقت صرف کھنک ہی سوال نمبر 28 تک پہنچ چکی تھی۔
"مجھے لگتا ہے آپ کا لائی ڈٹیکٹر خراب ہے۔"

ظہیر نے بتانے والے انداز میں کہا اور اس سے پہلے کہ کھنک کچھ بولتی ایک ورکر کو آواز دی۔ وہ اس طرف آیا۔

"ان کا لائی ڈٹیکٹر چیک کریں۔" ظہیر نے کہا اور اُس لڑکے نے کھنک کی کلائی سے لائی ڈٹیکٹر نکالا۔ اب وہ اُسے چیک کر رہا تھا کہ کھنک جواب تک خاموش کھڑی تھی بول اٹھی۔

"ایک منٹ..... کہیں آپ کو ایسا تو نہیں لگ رہا کہ یہ مشین خراب ہے اور میں یہاں بیٹھ کر جھوٹ لکھ رہی ہوں اس لئے سوال نمبر 28 پر ہوں.....؟"

کھنک نے خاصے مغرور انداز میں پوچھا تھا اور لفظ میں پر زور دیا۔
"جی لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔" ظہیر بھی سنجیدہ ہو کر بولا تھا۔

ور کرنے کہا کہ ایل ڈی بالکل ٹھیک لگ رہا ہے۔ اور کھنک کی کلائی میں پھر سے پہنا دیا۔
"آپ کوئی جھوٹ بولیں" ور کرنے کہا۔

"میرا نام آر تھرا سمٹھ ہے۔" کھنک نے ظہیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور اگلے ہی پل لائی ڈٹیکٹر
بول اٹھا۔ ظہیر حیران نظر آنے لگا۔

"اور میں یہاں بیٹھ کر جھوٹ نہیں لکھ رہی۔" کھنک نے پھر سے لفظ میں پر زور دیا۔ اب ایل
ڈی نہیں بجا۔ وہ سچ بول رہی تھی اور سچ لکھ رہی تھی۔ ور کر چلا گیا۔
"اوکے..... لکھتی رہیں۔" ظہیر بھی اتنا کہہ کر جانے کے لیے پلٹا۔
"آپ کو مجھے سوری بولنا چاہیے۔" کھنک نے کہا۔

"سوری.....؟" ظہیر نے حیران ہو کر کہا تھا کہ اس سے کوئی ایسے بات نہیں کر سکتا تھا۔ اور کھنک
چاہتی ہے کہ وہ کھنک کو سوری بولے.....؟

"Accepted."

کھنک نے کہا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ وہ والا سوری نہیں تھا پر اس نے اسے ہی
سوری مان لیا اور ظہیر کو یہ بتایا کہ اُسے یوں چیک کیا جانا بہت برا لگا۔ وہ کرسی پر بیٹھی اور ٹیسٹ
کی طرف متوجہ ہوئی۔ ظہیر وہاں سے پلٹ گیا، اُسے غصہ نہیں آیا کیونکہ وہ کچھ اور سوچ رہا تھا۔
کھنک اس سوال پر اٹک گئی تھی کہ اپنی ماں کو مرنے سے بچائیں گے یا باپ کو.....؟ یہ سوال بے
حد مشکل تھا۔ اس کے دماغ میں جواب تو آ گیا تھا پر وہ اُسکی تصدیق نہیں چاہتی تھی۔ یہ سچ میں
ایک نفسیاتی اور مشکل ٹیسٹ تھا، اب کھنک نے یہ تو تسلیم کر ہی لیا۔

اُسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

جواب؛ - "میں اپنے ڈیڈ کو بچانا چاہوں گی۔" کھنک نے جواب لکھ دیا۔ لائی ڈٹیکٹر نہیں بجا۔ کھنک کو اس سوال پر بھی بہت غصہ آ رہا تھا، وہ سوچنے لگی کہ یہ سوال ضرور کسی پاگل نے بنائے ہیں اور اوپر سے یہ سچ بولنے کا عذاب بھی سر پر مسلط ہے۔

سوال نمبر 29؛ -

"اگر زندگی نقطہ آغاز سے شروع ہو تو کیا آپ دنیا میں یہی انسان بن کر آنا پسند کریں گے جو آپ ابھی ہیں.....؟"

یعنی ایک انسان کو اپنے وجود سے کتنی نفرت ہے..... کھنک الجھ گئی تھی۔
(کھنک رو رہی تھی، پاگلوں کی طرح چلا کر دھاڑیں مار مار کر۔ اُسکے گھر میں کوئی نہیں تھا، وہ اکیلی تھی۔

"میں جا رہی ہوں، میں اس راہ سے پلٹ رہی ہوں..... برباد کر دیا مجھے میرے عشق نے..... آج مر گئی کھنک کاظمی..... کیوں..... کیا میرے ساتھ ایسا.....؟"
کھنک نے اوپر دیکھ کر سوال کیا.....

"نوچ کر پھینک دوں گی محبت کو اپنے دل سے، عشق سے منہ موڑ لوں گی۔
سچ کہتے ہیں محبت روگ ہے، عذاب ہے، قیامت ہے..... قیامت ہی قیامت ہے۔"
کھنک نے چلاتے ہوئے کہا، اور تھکے سے انداز میں زمین پر گر گئی۔

جواب؛ - "میں پھر سے کھنک نہیں بننا چاہتی۔"
کھنک نے آس پاس دیکھا اور اچانک اُسکی نظر اسٹیج پر بیٹھے ظہیر پر پڑی جو صرف کھنک کو دیکھ رہا تھا، جیسے اب اُسے صرف کھنک سے ہی مطلب ہو کہ کھنک یہ ٹیسٹ مکمل کرتی ہے یا نہیں۔

کھنک نے نظریں پھیر لیں اور آخری سوال کی طرف بڑھی۔
سوال نمبر 30:-

"کیا پچھلے سوالوں میں سے کسی سوال میں آپ نے جھوٹ یا کوئی ایسی الجھی ہوئی بات لکھی ہے جو جھوٹ ہو پر آپ اُسے سچ کی طرح لکھنے میں کامیاب رہے ہوں؟"
یہ سوال واقعی ٹیسٹ کا آخری سوال ہونے کے قابل تھا۔ اگر کسی نے کوئی چلا کی کی بھی تھی تو وہ اب کھل جانی تھی۔

جواب:- "نہیں میں نے صرف سچ لکھا ہے۔"

کھنک نے آخری سوال کا جواب لکھا اور لائی ڈٹیکٹر اب بھی خاموش رہا۔
اس کے سامنے ڈن کا بٹن آیا، اس نے پریس کیا کہ اچانک ایک سائرن بجا، کمپیوٹر نے مبارک باد دی۔ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے، اب وہاں صرف 8 لوگ رہ گئے تھے۔
"یس.....!" کھنک نے اپنی خوشی کا چھوٹا سا جشن منایا۔ سب حیران تھے، ظہیر تو سب سے زیادہ۔

"آئیں میرے ساتھ۔" ورکر کھنک کو اسٹیج تک لائی۔

"مبارک ہو آپ نے ٹیسٹ پاس کر لیا....." ظہیر کا انداز بتانے والا تھا۔
"یہ تو مجھے پتہ ہے..... کوئی اور بات کریں....." کھنک نے مسکرا کر کہا۔
اُس نے ظہیر کو اب بھی معاف نہیں کیا تھا۔

کھنک کو تیس ہزار ڈالر کا چیک اور ایک سٹمپفلیٹ دیا گیا۔ کھنک کو خود پر رشک آیا۔
وہ وہاں سے چلی گئی اور 20 ہزار پھر سے اولڈ ہاؤس پہنچا دیے۔

اسمتمہ نے پیسے اٹھائے اور اپنے ٹیبل پر رکھے۔ فوٹو فریم کو دیکھا جس میں اُسکی اور کھنک کی ایک

سیلفی لگی ہوئی تھی۔

"میں جانتا ہوں تمہیں اب بھی میری پرواہ ہے۔ تم کہتی ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے، سچ کہتی ہو، پر دوستی، وہ تو شاید اور بھی بڑھ گئی ہے۔" اسمتھ نے خود سے کہا۔

وفا کے قید خانوں میں سزائیں کب بدلتی ہیں
بدلتا دل کا موسم ہے ہوائیں کب بدلتی ہیں
کوئی پا کر نبھاتا ہے کوئی کھو کر نبھاتا ہے
نئے انداز ہوتے ہیں وفا میں کب بدلتی ہیں
(نامعلوم)

اسمتھ کھنک سے وفا نبھارہا تھا، جینی اسمتھ سے، کھنک کسی اور سے۔ پر کوئی بھی خوش نہیں تھا۔

☆.....☆.....☆

وہ اس وقت اپنے روم میں تھا۔

جب کسی کی آواز پر چونکا۔ کوئی رو رہا تھا، کوئی بہت مضبوط انسان جسے ایسے رونا نہیں چاہیے تھا۔
فیض پہلے بھی یہ آوازیں سن چکا تھا، یہ آوازیں اُسکے اندر گونجتی تھیں۔ اُس نے آس پاس
دیکھا۔ اور قریب پڑی شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگا دی۔

"شراب پینے سے سب ٹھیک نہیں ہوگا..... تمہیں خون پینا چاہیے۔"

فیض نے دیکھا وہ اُسکے سامنے کھڑا تھا۔ ایک حیوان، ایک حیوان جس نے نقاب پہن رکھا تھا۔
جو سر سے پاؤں تک کالے کپڑوں میں ملبوس رہتا تھا اور اُسکی آواز بہت ہیبت ناک تھی۔ وہ
فیض کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"کیا سوچ رہے ہو.....؟ کیا شکاری شکار نہیں کرے گا.....؟"

"شکاری تھک گیا ہے۔" فیض نے خود سے کہا تھا۔

"جب تک شکار باقی ہیں شکاری کو ہار نہیں مانی چاہیے....." اُس نے مشورہ دیا تھا۔

"مجھے شکار نہیں شکاری کی تلاش ہے..... مجھے منزل نہیں چاہیے، میں خود منزل بننا چاہتا

ہوں..... کسی خواب کی تعبیر ہونا ہے مجھے....." فیض نے اپنے دل کی بات کی۔

"مجھے نہیں لگتا کسی نے اتنا بُرا خواب دیکھا ہوگا....."

فیض نے اُسے غصے سے دیکھا۔

"تم ایک حیوان ہو..... ویسے ہی پیش آؤ..... برائی سے آگے راستے نہیں ہوتے۔ اچھے تم

ہو نہیں، برے بھی نہ رہے تو کیا کرو گے.....؟

جنت تمہارا نصیب نہیں ہے اور دوزخ سے بھی نفرت ہونے لگی ہے تمہیں.....

کیوں ایسا سوال بننا چاہتے ہو جسکا جواب کسی کے پاس نہیں ہوگا؟"

اُس نے کہا اور اُلٹے قدم وہاں سے جانے لگا۔

فیض لا جواب ہو گیا تھا۔

اُس نے شراب کو دیکھا اور بوتل پھر سے منہ کو لگا دی۔

☆.....☆.....☆

ڈی آئی کیو مین آفس۔

معراج صاحب اپنی جگہ پر بیٹھے تھے، ظہیر نے سامنے لگی بڑی سکرین پر کھنک کی تصویر اوپن کی۔

"That's the girl we were searching for.

یہ ہے وہ لڑکی جسے ہم تلاش کر رہے تھے۔" ظہیر نے یقین سے کہا۔ جس ٹیم نے وہ ٹیسٹ بنایا

تھا وہ ایک طرف بیٹھے تھے۔ وہ کل چار لوگوں کا پینل تھا۔

"عمر چوبیس سال، سنگل ہے، ایک نقشہ ساز ہے۔" اُن میں سے ایک ڈاکٹر نے بتایا۔
 "تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی انسان ہے جس کی ہمیں تلاش ہے؟" معراج صاحب نے ظہیر سے سوال کیا۔

"جی مجھے یقین ہے، میں نے خود اس کے جوابات پڑھے ہیں اور ہر جواب نے مجھے حیران کیا۔"

"ظہیر بات صرف حیران ہونے کی نہیں ہے۔ یہاں ہزاروں لوگ آتے ہیں، ان کے جواب ہمیں حیران بھی کرتے ہیں اور لوگ یہ ٹیسٹ پورا بھی کرتے ہیں، وہ اکیلی نہیں ہے جس نے یہ ٹیسٹ پورا کیا ہے۔" معراج صاحب مطمئن نہیں تھے۔

"جی پر پچھلے 7 ماہ سے کسی نے یہ ٹیسٹ پورا نہیں کیا۔ آخری بار یہ ٹیسٹ ایک عام انسان نے پورا کیا تھا، عام زندگی جینے والا۔ اس نے صرف سچ بولا اور ٹیسٹ پاس کر لیا۔ اور یہ لڑکی، آپ کو اس کے جوابات خود پڑنے چاہیے، وہ صرف 24 سال کی عمر کے لوگوں جیسی نہیں ہے۔" ظہیر کھنک سے متاثر ہو چکا تھا۔

"ہمیں اس پروجیکٹ کے لیے لڑکی نہیں چاہیے، یہ بہت خطرناک ہے۔" معراج صاحب نے پلان یاد دلایا۔

"ہاں..... پر شاید کہیں نہ کہیں ہمیں ایک لڑکی ہی بھیجنی چاہیے۔" ظہیر نے کہا۔ بات اُسکی بھی ٹھیک تھی۔

"اور یہی وہ لڑکی ہے.....؟" معراج صاحب نے سوال کیا۔

"ہم نے اس ٹیسٹ کو ایسا بنایا تھا کہ اسے پاس کرنے والے شخص پر پھر یہ سوال نہیں اٹھایا جاسکتا

کہ وہ خاص ہے یا نہیں۔ جس نے ٹیسٹ پاس کر لیا وہ بلاشبہ خاص بھی ہے اور باقیوں سے الگ بھی، پھر چاہے اس نے جھوٹ بولا ہو یا سچ، کیونکہ اگر اس نے جھوٹ سے ٹیسٹ پاس کیا تو وہ چالاک ہے اور اگر اس نے سچ سے ٹیسٹ پاس کیا ہے تو وہ بہادر ہے۔ اور اس لڑکی کے جوابات کا تجزیہ جو ہم نے کیا اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ بہادر اور چالاک دونوں ہے۔ "ایک ماہر نفسیات نے اپنی رپورٹ پیش کی۔

"اس کے جوابات سے جو رپورٹ ہم نے بنائی ہے، جو اندازہ لگایا ہے، وہ کچھ اس طرح ہے کہ... "انہوں نے کہا اور اٹھے۔ ظہیر آ کر معراج صاحب کے پاس بیٹھا۔ وہ دونوں اسکرین کی طرف متوجہ تھے۔ وہ لوگ اپنی رپورٹ پر ریزنٹیشن کی طرح پیش کر رہے تھے۔

"ہم نے اس کے جوابات سے کچھ اندازہ لگائے ہیں۔

اس کی کوئی فیملی نہیں ہے۔

اسے اپنے کسی گناہ پر پچھتاوا ہے۔

یہ کوئی خوش یا مطمئن انسان نہیں ہے۔

محبت کی ہے پر کامیاب نہیں ہوئی۔

بہت جذباتی بھی ہے۔

اس کا زندگی کی طرف رویہ ایک عام انسان سے بہت مختلف اور سخت ہے۔ وہ مسلمان ہے۔"

نفسیات دان نے بتایا۔ وہ انگریز تھے، انگلش میں بات کر رہے تھے۔

"سید ہے۔" ظہیر نے معراج صاحب سے اردو میں بات کی۔ وہ خود بھی مسلمان تھے اور سید

بھی۔ معراج صاحب نے سر ہلایا۔ ظہیر کا اس بات کو مینشن کرنے سے مطلب یہ تھا کہ یہ بھی

ایک پلس پوائنٹ تھا، وہ ان جیسی تھی تو شاید ان کی بات بھی مان لیتی۔

"اس کے علاوہ وہ سب سے الگ ہے۔ ضرورت سے زیادہ سمجھدار ہے، تھوڑی نفسیاتی بھی ہے اور لا پرواہ بھی۔ اُس کا جوابات دینے کا انداز الگ نہیں بلکہ عجیب تھا، اتنا عجیب کہ ہم اس پر توجہ دینے پر مجبور ہوئے۔ ہم نے رپورٹ بنائی اور اب اس وقت ہم اُسے ڈسکس کر رہے ہیں۔ جیسے سوال نمبر 10 کا جواب۔ سوال تھا کہ کیا آپ کو موت سے ڈر لگتا ہے؟ لوگ اس سوال پر ہی آؤٹ ہوتے ہیں اگر جان بوجھ کر بہادر بننے کی کوشش کریں۔ کچھ اس سے آگے بڑھ جاتے ہیں یہ سچ بول کر کہ ہاں مجھے موت سے ڈر لگتا ہے۔ پر اس لڑکی نے صاف صاف یہ لکھا کہ مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا، کسی چیز کسی شخص سے ڈر نہیں لگتا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہم موت سے مرنے سے کہیں نہ کہیں ڈرتے ہی ہیں پر اس نے کہا کہ وہ بالکل نہیں ڈرتی۔ اسے خود پر کوئی فخر نہیں اور ایسی بہت سی باتیں جو یا تو زندگی سے ہارا ہوا انسان کرتا اور یا پھر زندگی سے جیتا ہوا، اور ان دونوں مرحلوں پر ہونے کے لئے اس کی عمر بہت کم ہے۔ 24 سال کی ایک خوبصورت لڑکی ایسا کیوں سوچے گی جبکہ وہ خوبصورت ہے، ٹیلنٹڈ ہے۔ ابھی تو ساری زندگی پڑی ہے اس کے سامنے۔ سر ہمارے اس ٹیسٹ کا مقصد نہ جھوٹ اور نہ عقل کی پیمائش ہے، یہ ہم جانتے ہیں۔ لوگ یہی سمجھ کر آتے ہیں یہ ٹیسٹ دینے کے یہ عقل کو ناپتا ہے جبکہ یہ ٹیسٹ ایک ایسے انسان کی تلاش کے لیے بنایا گیا جس میں یہ تین خوبیاں ہوں۔ وہ نفسیاتی طور پر بہادر ہو۔ جسمانی طور پر بہادر ہونے اور نفسیاتی طور پر بہادر ہونے میں بہت فرق ہے، یہ دنیا اس کو ہی بہادر کہتی ہے جو جسمانی طور سے بہادر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ جسمانی طور پر بہادر شخص خود کو بہادر سمجھتا ہے۔ نفسیاتی طور پر بہادر لوگ بہت کم ہیں۔

یعنی بنا ہتھیار کے لڑنے والا سپاہی۔ یہ ایسی ہی ہے۔

دوسری خوبی یہ کہ وہ جلد سے جلد فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہ خوبی بھی اس میں

صاف نظر آئی۔ اس نے یہ ٹیسٹ پورا کیا ایک گھنٹے اور 17 منٹ میں، اس نے سچویشن والے سارے سوالوں کے جواب دیے، کوئی پس و پیش نہیں کی۔

اور تیسری خوبی جو ہم ہمارے آئیڈل انسان میں تلاش کر رہے ہیں وہ یہ کہ حق و سچ کا ساتھ دینے والا۔ یہ بھی ہمیں اس میں نظر آ رہا ہے۔

"یعنی آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ پہلے مرحلے آئی کیو ٹیسٹ پاس کر چکی ہے؟" معراج صاحب نے سب سے پوچھا۔

"صرف پاس نہیں، وہ اس ٹیسٹ میں امتیازی حیثیت سے نمایاں رہی ہے۔" پینل نے تجزیہ دے دیا۔

"اوکے آپ لوگ جاسکتے ہیں۔"

ظہیر میں اب بھی مطمئن نہیں ہوں۔ "معراج صاحب نے اُنکو باہر بھیج کر ظہیر سے بات کی۔
"پر میں مطمئن ہوں۔" ظہیر نے کہا۔

وہ کھنک سے بات کر چکا تھا اس کا انداز اعتماد دیکھ چکا تھا، اس لیے اسے بھی یہی لگ رہا تھا کہ جسکی اُن کو تلاش تھی وہ کھنک ہی ہے۔

"ٹھیک ہے، پتہ کرو کہ وہ کون ہے کہاں کام کرتی ہے، کیا لائف سٹائل ہے اُس کا اور اپنی زندگی کا risk کیوں لے گی۔ اُسکی زندگی میں کون کون ہے۔ کیسے مانے گی، دھمکی سے یا دولت کے لالچ پر؟" معراج صاحب نے حکم دیا۔

یہی دوسرا مرحلہ تھا اور تیسرا مرحلہ یہ تھا کہ وہ ان کے لیے کام کرے گی یا نہیں۔ ان تینوں مرحلوں کے بعد شروع ہونا تھا وہ کام جس کے لئے وہ اس قسم کے انسان کی تلاش کر رہے تھے۔ دنیا والوں کے لیے یہ صرف ایک ٹیسٹ تھا، کھنک کے لیے بھی۔ وہ اس کے بارے میں سوچ بھی

نہیں رہی تھی پر ابھی تو داستان اور بھی تھی جو معراج صاحب اور ظہیر لکھ رہے تھے اور باقی کی کھنک سے لکھوانا چاہتے تھے۔

پر سوال یہ تھا کہ کیا کھنک ایسا کرنا چاہتی تھی یا نہیں.....؟ جو اس سب سے انجان اپنے روم میں صوفے پر لیٹے لیٹے ٹی وی پر چینل بدلتی جا رہی تھی۔

کھنک کو اپنے آس پاس کی دنیا سے کوئی مطلب نہیں تھا۔ اُس نے فون بھی نہیں رکھا ہوا تھا اور موبائل، جس کی طرف اُس نے کبھی نہیں دیکھا تھا، شاید وہ کسی دراز میں بند پڑا تھا۔

کھنک کو پیاس محسوس ہوئی تو وہ کچن کی طرف جانے کے لیے اٹھی، پر اُسکی توجہ جانے کس طرف تھی کہ پاؤں راستے میں رکھی گرسی سے ٹکڑا گیا۔

"آہ....." کھنک کا پاؤں بہت زور سے لگا تھا۔ وہ اپنا پاؤں پکڑے زمین پر بیٹھ گئی.....
 "کیوں ٹھوکر ماری تم نے مجھے.....؟" کھنک کو درد سے جڑی ایک یاد..... یاد آ گئی، اور جیسے اُس نے خود سے سوال کیا، پر وہ گرسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"میں نے ٹھوکر جان بوجھ کر تو نہیں ماری۔" کسی نے کھنک کی طرف مدد کا ہاتھ بڑھا کر پیار سے کہا۔ کھنک اُسے دیکھتے ہی چونک کر دو قدم ڈور ہٹ گئی۔ اور جیسے ہی اُس نے سنبھل کر اُس سمت دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔

کھنک کی سانس پھول سی گئی.....

"میرے ساتھ ایسا مت کرو۔" کھنک نے التجا کی اور اچانک کسی نے اُسے اپنے مضبوط ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی نظروں کے سامنے کر لیا۔

"تم اپنے ساتھ ایسا مت کرو۔" کسی نے حکم دیا تھا۔

کھنک ایک جھٹکے سے جاگی..... وہ صوفے پر لیٹے ہوئے ہی سو گئی تھی۔ یہ ایک خواب تھا۔

کھنک کی جان میں جان آئی، وہ خود کو سنبھالنے لگی۔
صبح ہو چکی تھی۔

کھنک کے پاس اب کرنے کو کوئی کام بھی نہیں تھا۔ ایک اسمتھ ہی اُس کا دوست تھا پر اس کو اس نے گھر آنے تو کیا کال کرنے سے بھی منع کر رکھا تھا۔ بس یوں ہی جی رہی تھی، اسے کسی کی کیا اپنی بھی پروا نہیں تھی۔

اس نے تو اپنا خیال رکھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ نہ اپنے لیے شاپنگ کرتی، ناکبھی تیار ہوتی اور نہ ہی اپنے کھانے پینے کا خیال رکھتی۔ تین سے چار دن تک تو وہ خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھتی تک نہیں تھی۔

کھنک نے ریموٹ اٹھایا، ٹی وی آن کیا اور اب وہ ایک نیوز چینل لگا کر آواز بڑھانے لگی یہاں تک کہ ٹی وی کی آواز بڑھاتے بڑھاتے سوپر پہنچا دی۔ ریموٹ ایک طرف رکھا اور گھٹنوں پر سر رکھے وہ ایسے کہیں کھو گئی جیسے وہ کسی خاموش صحرا میں اکیلی بیٹھی ہے۔
(مسکراہٹوں کی آواز...)

ہماری بیٹی جیسی کوئی نہیں ہے۔

دوست ہو تبھی تو فکر کر رہی ہوں۔

آپ اس دنیا کے بیسٹ ڈیڈ ہیں۔

ہنسوں نہیں تو اور کیا کروں؟

بس بس مسٹر ڈرپوک۔

یہ آوازیں کھنک کے آس پاس گوجنے لگی۔

انسان کی زندگی میں خوشیاں ہوتیں ہیں، یہ نہ ہو تو دکھ تکلیف، پریشانیاں ہوتیں ہیں۔ یہ

دونوں نہ ہوں تو یادیں ہوتیں ہیں، پر کھنک کے پاس تو جیسے کچھ تھا ہی نہیں یاد کرنے کو۔
صرف اشارے تھے۔ درد تھا۔



"چار سال پہلے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں اُسکی فیملی کی ڈیٹھ ہو گئی تھی۔ کھنک ایک نقشہ ساز بننا چاہتی تھی پر اس نے ڈگری مکمل نہیں کی۔

اُس نے اپنا گھر اپنے والدین کی موت کے پندرہ دن بعد چھوڑ دیا۔ اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ ہوپ نام کے اولڈ ہاؤس میں جاب کرتی تھی اور اس نے وہ جاب بھی چھوڑ دی، اب وہ ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں رہتی ہے۔ وہ اکیلی ہے۔ اس کا کوئی نہیں ہے، کوئی اپنا بھی نہیں....." ظہیر نے رپورٹ سنائی۔ معراج صاحب بہت غور سے سن رہے تھے۔

"یہی صورتحال انسان کو بہادر تو بناتی ہے پر ایسے انسان کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اگر ہمارے پاس یہ آپشن تھا کہ اس کے کسی اپنے کی جان کے بدلے اس سے کام کروا سکتے تھے تو اب یہ آپشن نہیں ہے۔ اب دعا کرو کہ یا تو وہ بہت رحم دل ہو اور یا بے حد لالچی۔" معراج صاحب نے اپنی عینک صاف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دوسرے مرحلے کو بھی پار کر چکی ہے۔ آپ جانتے ہیں اب کیا کرنا ہے۔" ظہیر نے بتایا۔

"ہاں اب اُس کے روبرو ہونے کا وقت آ گیا ہے۔" معراج صاحب نے کہا۔

اُنکو کوئی ایسا ہی انسان چاہیے تھا جس کے آگے پیچھے کوئی نہ ہو، کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔

کھنک کے موبائل نمبرز بند تھے۔ ایک فیس بک اکاؤنٹ تھا جس پر اس کے 300 دوست بھی تھے پر وہ اکاؤنٹ بھی بند تھا۔ مجبوراً انہوں نے میل بھیجی پر کھنک کا اس طرف بھی کوئی دھیان نہیں تھا۔ اس کے گھر کے باہر لگا میل باکس بھی گرا ہوا تھا۔

آخر ڈی آئی کیو والوں نے ایک اور طریقہ آزمایا۔ دودن بعد۔
بیل بجی پر کھنک دروازہ نہیں کھول رہی تھی۔

جو لوگ کھنک کو ڈی آئی کیو سے لینے آئے تھے بار بار بیل بج رہے تھے۔

"آپ یونہی ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں۔ یہاں جو لڑکی رہتی ہے وہ پاگل ہے۔" کھنک کی ہمسائی نے کہا اور اندر چلی گئی۔

کہ کھنک اچانک وہاں آئی۔

"مسئلہ کیا ہے آپ لوگوں کا؟ کیا یہاں یہ لکھا ہے کہ یہ بیل بجانے سے پیسے ملیں گے.....؟"
کھنک نے غصے سے کہا۔

"سوری میم۔ آپ نے ڈی آئی کیو میں 4 ہفتے پہلے ایک ٹیسٹ دیا تھا۔ آپ کا نام سال کے 50 عقل مند لوگوں میں آیا ہے۔ آپ کو آنا ہوگا، آپ کی شان میں ایک تقریب ہے۔" وہ دونوں سیلز مین کی طرح مسکراہٹ پیش کرتے ہوئے تمیز سے بات کر رہے تھے۔ یہ سب جھوٹ تھا، وہ بس کسی طرح کھنک کو وہاں بلانا چاہ رہے تھے۔

"کیا آپ ہمارے ساتھ آئیں گی.....؟" انہوں نے تمیز سے پوچھا، کہ کھنک نے بنا کچھ بولے انکے منہ پر دروازہ ٹپخ دیا۔

☆.....☆.....☆

ڈی آئی کیو؛-

"اُسے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ ہم صرف اور صرف اس کی شخصیت سے متاثر ہو رہے ہیں، وہ عقل مند اور بہادر تو ہے پر وہ بے پروا بھی ہے۔ اس کے پیچھے وقت برباد نہ کرو۔" معراج صاحب نے بات ختم کی۔

"تو پھر کس کے پیچھے وقت برباد کروں.....؟ وہ جو 15 سوال سے اوپر نہیں جاتے؟ جن کی زندگی کے سچ بھی جھوٹ جیسے ہیں؟ وہ جن میں بہادری تو دور، سمجھ داری بھی نہیں؟ یہ لڑکی خوبصورت ہے، بہادر ہے، جنون ہے اس کے اندر، ایک آگ دیکھی ہے میں نے اس کی آنکھوں میں۔ بس ایک مقصد کی کمی ہے، جو اُسے ہم دیں گے، ہماری منزل کے راستے پر یہی لڑکی چل سکتی ہے۔" ظہیر کو پورا یقین تھا۔

"پر وہ منزل اس کی بھی تو ہونی چاہیے۔ اس کے رویے سے ایسا لگتا ہے کہ اسے منزل تو کیا راستے کی بھی خواہش نہیں۔" معراج صاحب نے کہا۔

"مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ ہمارے مقصد کے لئے کھنک پرفیکٹ ہے۔ ہر کسی کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے، ہر انسان کو کوئی راہ جاتی ہے، اس کی بھی کوئی دکھتی رگ ہوگی۔ وہ مسلمان ہے، اس کی فیملی پاکستان سے ہے، اسے ہمارا ساتھ دینا تو چاہیے۔" ظہیر نے ایک اور دلیل دی۔

"وہ کسی مسلم ملک سے ہے، خود مسلم ہے، سید ہے، یہ سب کافی نہیں ہے کیونکہ مقصد بہت بڑا ہے۔ تم پھر بھی اسے آزمانا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ پر یہ سب تو بعد کی باتیں ہیں، پہلے اُسے کسی طرح یہاں بلاؤ۔" معراج صاحب نے تمللا کر کہا۔

"سوچ لیا ہے میں نے کہ کیا کرنا ہے، اور اب یہی طریقہ رہ گیا ہے۔" ظہیر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

☆.....☆.....☆

دودن بعد؛-

کھنک اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔ رات کے 12 بجے کا وقت تھا۔ اس کے کمرے کا دروازہ

کھلا، وہ دبے پاؤں آگے بڑھا۔

کھنک کے بیڈروم میں داخل ہوا۔ اور ڈارٹ گن سے کھنک کو بے ہوشی کا ڈارٹ لگا دیا۔
درد کی شدت سے کھنک کی آنکھیں کھلی، اُس نے اس شخص کو دیکھا اور اگلے ہی پل بے ہوش
ہو گئی۔ اس نے کھنک کو اٹھایا اور کار میں ڈال کر وہاں سے لے گیا۔

کھنک نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں، روشنی اس کی آنکھوں میں چھپی۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھی تھی،
اُسے اپنا سر بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی اس کی آنکھیں پوری طرح نہیں کھلی تھیں کہ اُسے
کسی نومولود بچے کی رونے کی آواز آئی۔

پروہاں کوئی نہیں تھا۔ کھنک نے دیکھا یہ ایک کانچ کا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک لمبی رسی
کے ساتھ ایک ٹوکری لٹک رہی تھی جس میں ایک بچہ تھا جو رو رہا تھا۔ ابھی اسے بچہ دکھائی نہیں
دے رہا تھا کیونکہ ٹوکری کافی اوپر تھی۔

اب کھنک پوری طرح ہوش میں تھی۔ پر اس کے سر میں بہت درد تھا۔ اس نے اوپر دیکھا، اسے
سمجھ نہیں آ رہی تھی یہ کون سی جگہ ہے، وہ یہاں کیسے آئی ہے، اور یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ وہ بچے
والی ٹوکری اتنی اونچی تھی کہ کھنک کرسی پر چڑھ کر بھی اس تک پہنچ نہیں سکتی تھی۔

کھنک سوچنے لگی کہ کیا وہ کسی خواب میں ہے کہ اچانک کاؤنٹ ڈاؤن ہونے لگا۔ جیسے کمپیوٹر
بول رہا ہو۔

8، 9، 10... کھنک کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا۔

اچانک کھنک کے سامنے ایک شیشے کی دیوار ابھری اور اس ایک کمرے کے دو کمرے بن گئے۔
بچے والی ٹوکری اس دیوار کے پار دوسرے کمرے میں چلی گئی پر وہ اب بھی کھنک کے سامنے
تھی۔ وہ دوسرے حصے میں تھی اور یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اب کیا ہونے والا تھا.....؟

7، 6، 5، 4... پھر سے کاؤنٹ ڈاؤن ہونے لگا۔

اور دوسرے حصے میں ایک دروازہ کھلا۔ کھنک کی آنکھیں پھیلی۔

3، 2، 1... کاؤنٹ ڈاؤن ختم ہوا۔

"یہ نہیں ہو رہا....." کھنک نے خود کو تسلی دی۔ وہ ایک شیر تھا جو اندر داخل ہوا تھا۔ کھنک محفوظ تھی اس شیشے کی دیوار کی وجہ سے۔ وہ سامنے والے حصے میں تھا، تقریباً آٹھ فٹ لمبا، خطرناک اور بھوکا لگ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا۔

"آخر یہ کیا تماشہ ہے؟! What the hell is happening here?!"

"ادھر..... یہاں۔"

کھنک اُس کا دھیان بٹانا چاہتی تھی پر اُس نے اپنے شکار کی بُو پالی تھی۔ اور وہ تھا وہ بچہ۔ نہ اُس کمرے میں کوئی دروازہ تھا نہ کھڑکی، نا ہی وہاں کوئی تھا۔ اچانک ٹوکری نیچے آنے لگی۔ کھنک نے دیکھا بچہ اصلی تھا۔

"What..... is it for real.....?"

کھنک چلائی۔ اس نے آس پاس دیکھا۔

ٹوکری نیچے آرہی تھی اور وہاں مدد کرنے کوئی نہیں آرہا تھا۔

کھنک نے آس پاس دیکھا تو اُسے ایک لوہے کی کلہاڑی نظر آئی جو پہلے وہاں نہیں تھی۔ پر ابھی اُس نے یہ نہیں سوچا اور فوراً کلہاڑی اٹھائی۔

بچے اور شیر میں بہت کم فاصلہ رہ گیا تھا، اتنا کہ اب شیر بڑھ کر بچے تک پہنچ سکتا تھا۔ کھنک کی سانسیں پُھول چکی تھیں۔

کھنک کلہاڑی کو مضبوطی سے تھامے آگے بڑھی اور شیشے پر وار کیا۔ شیشہ ٹوٹ گیا۔ یہ سراسر

خودکشی تھی۔ ایسے میں اب شیر کی توجہ اور شکار کھنک تھی۔

کھنک نے بڑھ کر بچہ اٹھالیا، ایک ہاتھ سے اسے تھام کر اور دوسرے ہاتھ میں کلہاڑی لیے وہ گویا شیر کے مقابلے میں آگئی تھی۔

کھنک کے قدم محتاط تھے۔ چند پل گزرے جو کھنک کو بہت لمبے لگے۔

کسی نے سیٹی بجائی اور اگلے ہی پل وہ شیر کسی پالتو کتے کی طرح واپس چلا گیا۔

کھنک نے کلہاڑی ایک طرف پھینکی اور بچے کو گلے سے لگا لیا۔ اسے اب بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ ہو کیا رہا تھا۔ یہ کون سی جگہ تھی، یہ بچہ کس کا تھا؟

کہ اچانک وہاں اندھیرا ہو گیا۔ کسی نے کھنک سے بچہ چھین لیا اور کھنک کو آگے دھکیل دیا۔ پھر کسی نے اسے مضبوطی سے پکڑ کر کرسی پر بٹھا دیا۔ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن بھی نہیں تھی کہ اچانک ایک ساتھ بہت سی لائٹس آن ہو گئیں۔

کھنک نے اُس تیز روشنی سے بچنے کے لیے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ تان لیے اور آہستہ سے ہٹائے تو دیکھا وہ کسی میٹنگ روم جیسا کمرہ تھا۔

ایک بڑی ایل ای ڈی۔ کرسیاں ٹیبل۔ اور وہاں کھڑے وہ تین لوگ۔

ظہیر، معراج صاحب اور ان کا ایک خاص آدمی جو کھنک کو وہاں لایا تھا۔ احمر حیات، اُسکی عمر 28 سال تک معلوم ہوتی تھی۔ وہ مسلمان لگتا تھا اور بہت غصے والا بھی۔

"آخر یہ کیسا پاگل پن تھا؟ کون ہو تم سب؟" کھنک نے غصے سے کہا۔ وہ ظہیر کو پہچان گئی۔

"وہ سچ میں پاگل پن تھا جو ہم نے کیا، وہ بھی اور جو تم نے کیا وہ بھی۔" معراج صاحب کے دل سے اب سارے شک و شبہات نکل چکے تھے۔ وہ کھنک سے بہت متاثر اور اس سے مل جانے پر

بے حد خوش نظر آرہے تھے۔

کھنک کو احساس ہو گیا کہ یہ ڈی آئی کیو کی عمارت ہے، پر شاید وہ لوگ بیسمنٹ میں ہیں۔
"وہ بچہ کہاں ہے؟" کھنک نے پوچھا۔

"وہ محفوظ ہے۔ اسے کچھ ہونے والا بھی نہیں تھا، وہ صرف ایک ٹیسٹ تھا۔" معراج صاحب نے بتایا۔

"ٹیسٹ.....؟" کھنک نے دہرایا۔

"ہاں آخری ٹیسٹ، جسے تم نے کامیابی سے پاس کر لیا۔ ویسے تم جتنا خود کو بے پرواہ ظاہر کرتی ہو اتنی ہو نہیں۔ اُس پرائے بچے کے لیے تم ایک خطرناک شیر کے مقابلے میں آ گئی.....؟ اس لیول کی بہادری..... نیک نیتی.....؟

ٹھیک کہتا ہے ظہیر کہ تم ایک مکمل پیچ ہو۔ تم یہ ثابت کرنے میں ناکام ہو گئی کھنک کاظمی کہ تمہیں کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

ہاں شاید تمہیں اپنی پرواہ نہیں ہے پر دوسروں کی پرواہ..... وہ تو تمہیں خود سے بھی زیادہ ہے۔
اور یہ ٹیسٹ یہی جاننے کے لیے تھا۔" معراج صاحب نے ساری بات بتائی، وہ بہت خوش تھے۔

"کوئی بتائے گا کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور تم..... تم..... تم نے مجھے اغوا کیا ہے.....؟" کھنک نے احمر سے کہا۔

"مجھے حکم تھا۔" احمر نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"حکم.....؟ کس کا؟ کسی بادشاہ کا.....؟ مجھے میرے گھر سے زبردستی اٹھالیا، معصوم بچوں کے ساتھ وہ موت کا کھیل.....؟

آخر یہاں ہو کیا رہا ہے.....؟" کھنک نے تمللا کر کہا۔

"میرے کہنے پر کیا ہے اس نے ایسا..... ہاں ہمیں تمہیں اس طرح یہاں لانا پڑا۔ اور کیا کرتے ہم، تم نے کوئی آپشن ہی نہیں چھوڑا تھا۔

ہمارے آدمی تمہیں لینے آئے تو تم نے ان کے ساتھ آنے سے بھی انکار کر دیا۔ مجبوراً ہمیں یہ کام احمر سے کروانا پڑا، تمہیں یہاں لانے کے لئے۔" معراج صاحب نے بتایا۔

"اور وہ کیوں.....؟" کھنک بمشکل خود پر قابو پائے کھڑی تھی۔

"کیونکہ ہمیں تم سے ایک کام ہے۔" معراج صاحب کبھی غصہ نہیں کرتے تھے۔ یہی اس شخص کا انداز تھا کہ وہ ہمیشہ بہت پرسکون نظر آتا تھا۔

اور پرسکون رہ کر قیامتیں برپا کیا کرتا تھا۔

"میں آپ کا کوئی کام نہیں کروں گی..... یہ پاگلوں کی بستی ہے۔ You are a bunch

of mad people۔ کام بھی ایسا ہی ہوگا۔ سو میں انٹر سٹڈ نہیں ہوں۔" کھنک نے بات

ختم کرتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے لگی کہ۔۔۔

"تم 4 سال پہلے مسلم کالونی میں رہتی تھی، 68 سی میں۔ وہ ایک خوبصورت گھر تھا جہاں تم

اپنے والد شمس کاظمی اور والدہ یاسمین کاظمی کے ساتھ رہتی تھی۔" معراج صاحب کھنک کی تاریخ

دہرانے لگے۔ کھنک کے قدم رکے، وہ حیران ہو کر انکی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہوپ نام کے ایک اولڈ ہاؤس میں جاب کرتی تھی، نقشہ ساز بننا چاہتی تھی۔ ایک رات وہ

دونوں ایک کار حادثے میں چل بسے۔ تم نے وہ کالونی چھوڑ دی، اپنی ڈگری بھی پوری نہیں

کی۔ تم فیس بک پر بھی نہیں ہو، اکیلی ہو، اکیلی رہنا چاہتی ہو۔ تمہارا کوئی اپنا ہے نہ دوست۔"

معراج صاحب ساری داستان دہراتے جا رہے تھے۔

"آپ کو یہ سب کیسے پتہ.....؟" کھنک نے سنجیدہ ہو کر سوال کیا۔

"سوال یہاں یہ نہیں ہے کہ ہمیں یہ سب کیسے پتا، سوال تو یہ ہے کہ ہم نے تمہارے بارے میں یہ سب پتہ کیوں کروایا ہے؟ ہم نے اتنی محنت کیوں کی؟ تم پر اپنا اتنا ٹائم ویسٹ کیوں کیا.....؟" معراج صاحب نے سوال کے بدلے سوال کر دیا۔

"کیوں.....؟" کھنک سنجیدہ تھی۔

"کیونکہ ہم پچھلے ایک سال سے تم جیسے انسان کو تلاش کر رہے ہیں۔ ہمیں تمہاری ضرورت ہے اور تم ہمیں مل گئی ہو.....!" معراج صاحب نے آخری بات خوشی سے کہی۔

"اے سکیو زمی..... میں آپ کو مل نہیں گئی۔ مجھے کوئی مطلب نہیں آپ نے یہ سب کیوں پتہ کروایا یا آپ کو میرے جیسے انسان کی ضرورت کیوں ہے۔ میں آپ کی ملکیت نہیں ہوں۔" کھنک نے غصے سے کہا۔

"ہاں بالکل، تم ہماری ملکیت نہیں ہو، پر اب بات کچھ اس سے مختلف بھی نہیں ہے۔" کھنک نے دوپل سب کو دیکھا۔

"Just... go... to... hell.....!"

کھنک نے ہر لفظ الگ الگ بولا اور دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ جانا چاہتی تھی پر دروازہ لاک تھا۔

"دروازہ لاک کیوں ہے.....؟" کھنک کے دماغ نے خطرے کی گھنٹی بجادی تھی پر وہ یہ ظاہر نہیں کر رہی تھی کہ وہ پریشان ہو چکی تھی۔ اُس نے بنا انکی طرف پلٹے پوچھا۔

"کیونکہ تم ابھی کہیں نہیں جاسکتی، ہماری مرضی کے بنا تو ہر گز نہیں۔" ظہیر نے کہا۔

"پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کی غلامی میں مجھے کس نے دیا ہے.....؟" کھنک پلٹ کر بولی۔

"قسمت نے....." معراج صاحب نے کہا۔

"اگر تم آرام سے بیٹھ کر میری بات سن لو تو ہم تمہیں ساری صورتحال سمجھا سکتے ہیں۔" معراج صاحب اور ظہیر ٹیبل کے اس طرف بیٹھے اور کھنک کو سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا جبکہ احمر کسی باڈی گارڈ کی طرح ایک طرف کھڑا تھا۔

"اوکے۔ امید ہے کہ آپ میرا ٹائم کسی فضول بات کے لیے ضائع نہیں کریں گے۔" کھنک نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈی آئی کیو ہے، میں ظہیر علی خان ہوں، یہ معراج علی خان۔ تمہیں کیوں لگتا ہے کہ ہماری بات فضول ہوگی.....؟" ظہیر کو کھنک کی بات پسند نہیں آئی۔ یہ بہت بڑی کمپنی تھی، وہ شہر کے امیر لوگوں میں سے تھے، آخر یہاں کوئی مذاق تو نہیں ہو رہا تھا۔

"میں کھنک شمس کاظمی ہوں..... یہ صرف نام ہے، اور یہ صرف میں۔ آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ کی بات سو فیصد درست ہوگی؟ بڑے لوگ ہیں تو کیا غلط نہیں ہو سکتے.....؟" کھنک نے ظہیر کو لا جواب کر دیا۔

"اب بتائیں گے کہ کیا بات ہے.....؟ بولیں، میں سن رہی ہوں۔ مجھے میرے گھر سے اتنی شرافت سے بھرپور طریقے سے اٹھا کر لایا گیا ہے تو بتا ہی دیں کہ بات کیا ہے۔" کھنک نے مخالف سمت میں دیکھتے ہوئے کہا۔ مانو نہ مانو کھنک کا اسٹائل بہت ظالم تھا، انداز ایسا کہ عام بات کرتی ہوئی بھی خاص لگتی تھی۔

انہوں نے بتایا کہ اس ٹیسٹ کا مطلب عقل ناپنا نہیں ہے، وہ صرف دنیا والوں کے لیے جھوٹ تھا۔ دراصل وہ ایسے انسان کی تلاش کر رہے ہیں جو ایک عام انسان کی تعریف سے الگ ہو، جو ایورتج انسان کی طرح سے نہ سوچتا ہو، جس کی اپنی ایک سوچ ہو، جو زندگی کے ہر پہلو میں الگ

اور بہادر ہو۔

"اور تم ان سب باتوں پر پوری اترتی تھی۔" معراج صاحب نے کہا۔
 "میں.....؟" کھنک نے اپنی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"ہاں۔"

"چلیں آپ کو یہ غلط فہمی ہو ہی گئی ہے کہ میں سب سے الگ ہوں تو بتائیں کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں.....؟" کھنک کے لہجے میں ایک ہی وقت میں اپنے لیے بھی طنز تھا اور اُنکے لیے بھی۔

"یہ غلط فہمی نہیں ہے یہ تم بھی جانتی ہو۔ اب اس نقاب کے پیچھے چھپنا بند کرو جو اُتر چکا ہے۔ سنجیدہ ہو جاؤ اور ہماری بات سنو۔" معراج صاحب نے قدرے سخت لہجے میں کہا ہی تھا کہ...
 "میرے کسی پردادے کی طرح پیش نہ آئیں، میں سُن رہی ہوں آپ کی بات۔ اس خوفناک شکل والے انسان کو میرے گھر بھیج کر جو عزت افزائی مجھے بخشی گئی ہے اُس کے بعد میرا دل آپ کی عزت سے بھر کر اب چھلک رہا ہے۔ بولیں میں سُن رہی ہوں۔" کھنک ایک سانس میں بولی۔ احمر نے اُسے سنجیدہ ہو کر دیکھا پروہ کچھ نہیں بولا۔

"ہمیں تم سے ایک کام ہے۔" معراج صاحب نے کہا۔

"اور آپ کو یہ کیوں لگتا ہے کہ میں وہ کام کروں گی.....؟" کھنک کا لہجہ تلخ تھا۔

"جس کھنک کاظمی نے وہ تیس سوال حل کیے ہیں، اس بچے کو بچایا ہے، اگر تم وہی کھنک ہو تو تم وہ کام ضرور کرو گی۔" معراج صاحب نے یہ یقین سے کہا تھا۔

"تھینک یو، بہت وقت بعد کسی نے مجھ پہ یقین کیا ہے، پر کیا ہے نا کہ مجھے کام پسند نہیں ہے، کوئی دوسرا کرے تب بھی نہیں۔" کھنک نے کہا۔

"تبھی تم ایک نقشہ ساز ہو.....؟" ظہیر نے فوراً ٹوکا کیونکہ بیشک نقشہ سازی تو نہایت محنت طلب کام تھا۔

"میں نے ڈگری پوری نہیں کی۔" کھنک نے بتایا، مطلب اُسے نقشہ ساز نا کہا جائے۔
"پر بننا تو چاہتی تھی۔" ظہیر نے فوراً کہا۔

"Don't you try to get personal with me.....!"

(میرے ساتھ ذاتی ہونے کی کوشش نہ کریں۔) کھنک نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔
"وہ کوئی معمولی کام نہیں، نیکی ہے، مقصد ایک کویسٹ ہے، جدوجہد ہے۔" معراج صاحب نے بتایا۔

"جدوجہد.....؟ کس کے خلاف.....؟" کھنک حیران ہوئی۔

"ایک ظالم کے خلاف۔ جو ہزاروں لوگوں کو تکلیف پہنچا رہا ہے، لوگوں کو بے گھر کر رہا ہے، دکھ دے رہا ہے معصوموں کو۔ فساد برپا کرنے والے ہتھیار بنا رہا ہے۔ اب اگر ہم تمہیں ساری بات بتائیں تو پھر تم یہاں سے جا نہیں سکتی۔" معراج صاحب نے جیسے وارننگ دی تھی۔

"ابھی تو جیسے میں جا سکتی ہوں، دروازہ بھی کھلا ہوا ہے، اور ان جناب کے ساتھ میں اپنے گھر سے رات کے تین بجے اپنی مرضی سے اس پاگل خانے میں آئی ہوں۔" کھنک نے پھر طنز کیا۔
وہ بار بار احرار بھی طنز کر رہی تھی پر اُسے کوئی پرواہ نہیں تھی، وہ چپ چاپ کھڑا تھا۔

"ڈی آئی کیو ایک کوشش کا نام ہے جسے ہم نے 20 سال پہلے شروع کی۔ ہمیں تم جیسے لوگوں کی تلاش ہوتی ہے اور جب کوئی مل جاتا ہے تو ہم اسے ایک مقصد دیتے ہیں جس میں اس کی اور انسانیت دونوں کی بھلائی ہوتی ہے۔ ابھی تمہیں پتہ نہیں ہے کہ تمہیں کتنے نیک مقصد کے لیے چن لیا گیا ہے۔" معراج صاحب نے بات شروع کی۔

"خدا اپنے گناہگار بندوں کو نیک مقاصد کے لئے نہیں چُنتا، اُنکی قسمت میں تو گناہ اور ظلم ہی ہوتے ہیں جو انہوں نے اپنے لیے خود چُنے ہوتے ہیں۔" کھنک دکھی لگی۔

"پھر شاید تم اتنی بری انسان نہیں ہو جتنا خود کو سمجھتی ہو ورنہ آج تم یہاں نہیں ہوتی۔" معراج صاحب نے کہا۔

"اور میں یہاں کیوں ہوں، وہ نیک مقصد ہے کیا اور آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں.....؟"

کھنک نے پوچھا۔

"اس دنیا میں مسلمانوں کی آبادی سب سے زیادہ تھی، سب سے خوشحال تھے ہم، اور اب ہم تیسرے نمبر پر پہنچ گئے ہیں۔ سارے عذاب جیسے ہمارے حصے ہی آ گئے ہیں۔ برما، عراق، شام، لیبیا، افغانستان، ایران، کشمیر، ہر جگہ ظلم ہو رہا ہے، ایسا جو بیان کرنا بھی مشکل ہے، پر مسلمان برداشت کر رہے ہیں۔"

"آپ لوگ دہشت گرد ہیں.....؟" کھنک نے ایسے پوچھا کہ جیسے اگر انہوں نے ہاں کہا تو یہ کام تو کیا وہ ان کی ایک بات بھی نہیں سنے گی۔

"ہم دہشت گرد نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے ہی تو مسلمانوں پر یہ قیامت توڑنے کی وجہ اور اسباب بنائے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایک مسلمان، ایک ایرانی، ایک افغانی، ایک پاکستانی کی کوئی عزت نہیں ہے، اس دنیا میں جتنا نقصان انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو پہنچایا ہے کسی اور نے نہیں کیا۔ وہ مسلمان ہیں نہ انسان۔" معراج صاحب کے لہجے میں نفرت تھی۔

"تو پھر آپ کون ہیں.....؟" کھنک نے پوچھا۔ وہ خود بھی دہشت گردوں کے بارے میں ایسا ہی سوچتی تھی۔

"ہم صرف انسان ہیں، جنہوں نے انسانیت کی خدمت کرنے کی قسم کھائی ہے۔ یہ ملک ہمارا

نہیں ہے، یہ لوگ ہمارے نہیں، ہمارے مذہب کے نہیں ہیں بلکہ یہی تو وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کو اور ہم کو اچھا نہیں سمجھتے۔ پر ہم نے ان سب کی خدمت اور مدد کرنے کا عزم کیا ہے کیونکہ یہ سب انسان ہیں، یہ انسانوں کی دنیا، یہاں انسان بن کر ہی رہا جاسکتا ہے اور ہم بس یہی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری جنگ اُن امیر اور سفاک لوگوں کے خلاف ہے جو کسی ملک سے لڑ کر نہیں بلکہ ملک کا ایک حصہ، شہری، ایک فرد بن کر اسے آہستہ آہستہ اتنا نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں جتنا جنگ کے نتیجے میں بھی نہیں ہوتا۔ اور ان کو پوچھنے والا یا روکنے والا کوئی نہیں ہوتا کیونکہ نہ تو وہ جابر ہیں نہ حکمران۔ وہ تو اس رعایا کا حصہ ہیں جبکہ دراصل وہی انسانیت کے سب سے بڑے دشمن ہوتے ہیں۔ امیر لوگ، بڑے بڑے بزنس مین، دولت کے نشے میں چور، جو یہ سمجھتے ہیں کہ کسی کی زمین سے لے کر اُسکے ضمیر تک سب کچھ خریدا جاسکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو مارنے کا کام کرتے ہیں ہم، ان کی موت پلان کر کے۔ "معراج صاحب نے ڈی آئی کیو کا اصل مقصد بیان کر دیا تھا۔

"موت پلان کر کے.....؟" کھنک نے دہرایا۔

"ہاں، ہم ان کی موت ایسے پلان کرتے ہیں کہ کسی کو کسی طرح بھی شک نہ ہو کہ یہ قتل تھا کیونکہ ایسے لوگ بہت جمی اور محتاط ہوتے ہیں جو کسی پر بھروسہ نہیں کرتے۔ ان کے اتنے قریب پہنچنا آسان نہیں ہوتا۔ اس لیے ہمیں تم اور احمر جیسے لوگوں کی ضرورت رہتی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ تین سال سے ہے، اپنے حصے کا کام کر چکا ہے، مشہور ڈاکٹر آسٹن ون کو مار کر۔"

"آسٹن ون.....؟ وہ مشہور ڈاکٹر، جو بہت رحمدل تھا.....؟" کھنک نے فوراً کہا۔

"ہاں وہی، جو اتنا رحم دل تھا کہ آپریشن تھیٹر میں موجود بے ہوش مریض کے ساتھ ہر وہ غلط کام کرتا اور کراتا تھا جو ایک بے ہوش انسان کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ اس کا خون چرا لینا، جسمانی

اعضاء نکال دینا، صحت مند جسمانی اعضاء کی جگہ ناکارہ لگا دینا، خراب گردے پھیپھڑے لگا دینا، عورتوں کی بے حرمتی کرنا اور کروانا، کسی صحت مند انسان کو جان بوجھ کر مار دینا اور اس کے گھر والوں سے یہ کہہ دینا کہ وہ اسے بچا نہ سکا۔ "معراج صاحب نے اُس کے کارنامے سنائے۔

کھنک حیران رہ گئی، اسے غصہ بھی آیا۔ اُس نے بھی اس ڈاکٹر کے بارے میں یہی سن رکھا تھا کہ وہ بہت اچھا اور نیک انسان تھا پر دراصل اس کی اصلیت یہ تھی تو پھر تو یہ بہت ہی بڑی بات تھی۔

"احمر اُسکے پاس مریض بن کر ہی گیا تھا اور دنیا کو اس طرح سے اُس درندے سے نجات دلا دی کہ اس کی موت کو سب نے اُسکی طبعی موت ہی سمجھا۔ دنیا کے کئی لوگ اس کے ظلم سے بچ گئے۔ "معراج صاحب نے بتایا۔ اب کھنک زیادہ متوجہ تھی۔

"ایسے ہی لوگوں کے انجام کی کئی کہانیاں لکھیں ہیں ہم نے ان بیس سالوں میں۔ اور اب....." وہ بول رہے تھے کہ...

"اور اب آپ ایسی ہی کوئی کہانی مجھ سے لکھوانا چاہتے ہیں۔" کھنک نے جملہ پورا کر دیا۔

"ہاں۔" معراج صاحب نے ہاں میں سر ہلایا۔

"ان سے ہی کروالیں یہ کام۔ آپ کے پاس یہ ہیں تو آپ کو میری کیا ضرورت ہے؟" کھنک نے احمر کو دیکھا۔ وہ بہت طاقتور انسان لگتا تھا۔

"ایک کہانی کے دو لکھاری نہیں ہو سکتے۔ جیسا ہم نے کہا، احمر اپنا کام کر چکا ہے۔ ہمارا ایک کنٹریکٹ ہے، تمہاری زندگی کا جتنا وقت ہمیں چاہیے، وہ تمہیں صرف ہمارے حوالے کرنا ہوگا، کام ختم ہونے کے بعد تمہارا ہم سے یا ہمارا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔ تمہارے اکاؤنٹ میں

اتنی رقم بھردی جائے گی کہ ساری عمر کمانا نہیں پڑے گا اور ایک اور عالیشان گھر دنیا کے جس ملک، جس شہر، جس کونے میں تم چاہو، تمہارا ہوگا۔ اس کے علاوہ اور کچھ چاہو تو وہ بھی مانگ سکتی ہو..... تم کیا سوچ رہی ہو.....؟ کیا ایسے موقعے روز روز ملتے ہیں.....؟ دولت بھی اور جنت کمانے کا موقع بھی۔ "معراج صاحب کی آفر بیشک بہت بڑی تھی۔

"آ..... بات کچھ ایسی ہے کہ دولت میں تو مجھے کوئی انٹرسٹ ہے نہیں.....!"

وہ لوگ حیران ہوئے۔

"گھر میرے پاس پہلے سے ہی ہے، اور جتنی دولت کی مجھے ضرورت ہوتی ہے میں کما ہی لیتی ہوں۔ پر مجھے نہیں لگتا کہ میرے پاس انکار کا آپشن ہے۔ آپ نے مجھے یہ سب بتا دیا۔ یہ ڈی آئی کیو ہے، پولیس آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہوگی۔ جانتی ہوں شاید میرے پاس کوئی چارہ نہیں ہے سوائے آپ کی بات مان لینے کے، چاہے میں چاہوں چاہے نا چاہوں۔ کیوں ایسا ہی ہے نا.....؟" کھنک حالات کا جائزہ لے چکی تھی۔ جو لوگ اُسے ایسے اُسکے گھر سے اٹھوا سکتے تھے، اتنی بڑی تنظیم چلا رہے تھے، اُنکے لیے کچھ مشکل نہیں تھا۔

"بیشک تم سمجھ دار ہو۔" معراج صاحب نے کھنک کی بات کی تصدیق کر دی۔

"تعریف کرنے کا شکریہ۔ پر اگر میں سمجھ دار نہ بنوں تو.....؟" وہ آرام سے سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔

"تو بے وقوف بھی نہیں رہوگی۔ ہم تمہیں مار دیں گے۔" معراج صاحب نے آرام سے کہا۔ اگر ابھی وہ کھنک کو مار دیتے تو کون تھا جو کھنک کے پیچھے آتا۔ کیا کر سکتا تھا کوئی؟

کھنک کا دماغ بار بار گھنٹیاں بجا رہا تھا کہ اُسے یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا، یہ جو بھی ہو رہا ہے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ پر اب وہ کیا کر سکتی تھی؟

'پرفیکٹ - یہاں تو حالات بہتر سے بہترین ہی ہوتے جا رہے ہیں۔' کھنک نے خود سے کہا تھا۔

"تمہیں دولت کا لالچ نہیں ہے، تمہاری کوئی کمزوری بھی نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں تم کو موت سے ڈر بھی نہیں لگتا، تب ہی تو تم یہاں ہو۔ پر ذرا سوچو یوں ہی مرگئی تو موت حرام کہلائے گی۔ کچھ کر جاؤ انسانیت کے لیے، لوگوں کے لیے، اور تب مرنا بھی نہیں پڑے گا۔" معراج صاحب نے کھنک کو ایک مضبوط دلیل دی۔

"میں مرنے سے ڈرتی نہیں ہوں سچ ہے..... پر جینے کا شوق بھی نہیں ہے۔ آپ کو مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں، کوئی اقوال زریں سنا کر اُکسانے کی بھی ضرورت نہیں ہے، انسانیت کے موضوع پر تو بالکل بھی نہیں۔ ہر انسان کی طرح میں بھی جانتی ہوں کہ میں کتنی اچھی ہوں، میرے اندر کتنی انسانیت باقی ہے اور انسانیت کے درد پر مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے یا پھر نہیں ہوتی۔ آپ لوگوں نے میرے بارے میں صرف اندازہ لگائے ہیں جبکہ میں تو اپنی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اور بتا دوں کہ وہ حقیقت اچھی نہیں ہے معراج صاحب.....!"

خیر..... اس وقت میں صرف اتنا سوچ رہی ہوں کہ یہاں سے نکلوں تو نکلوں کیسے.....؟ انکار کیا تو موت ملے گی، اور کام بھی کوئی اچھا نہیں ہے، یعنی موت تو طے ہے۔ "کھنک نے کہا۔ ایسا لگا کہ جیسے وہ خود سے باتیں کر رہی ہے۔ وہ ہر طرح سوچ رہی ہے کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا۔

اُس نے محض اُنکو الجھانے کے لیے ہاں کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ کسی طرح وہ یہاں سے تو نکل سکے۔

"اوکے..... میں یہ کام کروں گی۔ پر پہلے جاننا چاہوں گی کہ وہ کون ہے.....؟"

کھنک کا مطلب تھا کہ وہ کون ہے جسے کھنک نے قتل کرنا ہے۔

"ایک ظالم دولت کے نشے میں چور سفاک انسان جو غریبوں سے ان کے سر کی چھت چھین رہا ہے، جس کی کمپنی ہتھیار بنا رہی ہے جو برے کاموں میں استعمال ہو رہے ہیں۔ وہ خونی ہے، جسے انسانیت کی فکر تو کیا معنی بھی معلوم نہیں ہیں۔ وہ دولت کے خمار میں اتنا آگے نکل چکا ہے کہ اب اس کی موت ہی علاج ہے۔ اس کا مرجانا ضروری ہو گیا ہے۔"

معراج صاحب نے ایک شیطان کی منظر کشی کی۔

"مرجانا ضروری ہو گیا ہے.....؟"

He must be a bad bad man.....!.

(وہ کوئی بہت برا انسان ہوگا)۔ "کھنک نے یقین سے کہا۔

"ایسا ہی ہے۔" ظہیر نے کہا۔

"تو کون ہے وہ.....؟" کھنک نے پوچھا۔ وہ نارمل تھی۔

"اس دور کا مشہور اور نو جوان بزنس مین، فیضان علی رضوی۔" معراج صاحب نے کہا ہی تھا کہ

کھنک کی آنکھیں پھیلی، وہاں وقت رک سا گیا اور کھنک کی نظروں کے سامنے ایک دروازہ

کھلا۔ کھنک گرسی پر بیٹھی دیکھ رہی تھی کہ کھنک کی روح اُس دروازے کی طرف چل دی تھی۔

وہ دروازہ کھنک کو چار سال پیچھے لے گیا۔

☆.....☆.....☆

چار سال پہلے۔

مین ہیٹن

مسلم کالونی میں بنا ہوا وہ خوبصورت گھر شمس کاظمی کی رہائش تھا۔

یاسمین بی بی کچن میں کھڑی ناشتہ بنا رہی تھیں۔ شمس صاحب اخبار پڑھ رہے تھے۔ کھنک جو صبح کی نماز کے بعد اب تک بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی، اُس کی آواز اُس کے کمرے سے باہر تک پہنچ گئی تھی۔ اس کی کرت بہت خوبصورت تھی، وہ قرآن پڑھتی تو کہیں کھوسی جاتی تھی۔ اُس نے قرآن پڑھ کر بند کیا، اُسے چوم کر واپس اُس کی جگہ پر رکھ دیا۔ روشن آنکھیں، جن میں ہزاروں خواب تھے، اُمیدیں تھیں، پر رونق چہرہ اور وہ خوبصورت مسکراہٹ۔

کھنک تیار ہونے چلی گئی۔ کلائیوں میں کڑے جن کو وہ ہمیشہ پہنا کرتی تھی۔ کانوں میں بالیاں، کھلتے ہوئے رنگوں سے سجے کپڑے، لمبے بال، گوری رنگت، اور وہ خوبصورت سبز آنکھیں۔

وہ ہوا پر سوار ہونے کے سے انداز میں سیڑھیوں سے اتری اور ٹیبل کے قریب آ کر رکی۔
 "گڈ مارنگ۔" کھنک نے الفاظ کھینچ کر کہا۔
 "مارنگ، ڈیڈ کی جان۔" شمس صاحب کو اپنی اکلوتی اولاد سے بہت محبت تھی۔
 "ناشتہ کر لو۔" یاسمین بی بی نے کہا۔

"ناشتہ نہیں، جلدی میں ہوں۔" کھنک نے کہا۔

"تم ہر وقت جلدی میں ہوتی ہو۔" یاسمین بی بی نے یاد دلانے والے انداز میں کہا۔
 "زندگی بھی تو جلدی میں ہے، جلدی جلدی گزر رہی ہے۔ اور مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔"
 کھنک نے مسکرا کر کہا۔

"اور ہماری بیٹی سب کچھ کرے گی، اپنے سارے خواب پورے کرے گی۔" شمس صاحب نے فخر سے کہا۔

"صرف آپ سمجھتے ہیں مجھے۔ اوکے بائے۔" کھنک نے اُن سے پیار لیا اور وہاں سے چلی

گئی۔

"ہماری سبز آنکھوں والی پری..... اس گھر کی رونق ہے وہ۔" شمس صاحب نے پیار سے کہا اور پھر سے اخبار کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بے شک۔ پر ایک دن اُسے چلے بھی تو جانا ہے۔" یاسمین بی بی نے کہا۔
 "سو تو ہے۔" شمس صاحب نے چائے کا کپ اٹھایا۔

"اب ہمیں اس کی شادی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔" یاسمین بی بی نے مشورہ دینے والے انداز میں کہا۔

"شادی کے بارے میں؟ پر کھنک ابھی بیس سال کی بھی نہیں ہوئی۔" شمس صاحب چونکے۔
 "جانتی ہوں، پر ابھی سے سوچنا شروع کریں گے تو سال دو سال تک شادی کر پائیں گے۔ پھر یہ پردیس ہے، یہاں ہمیں کوئی ہمارے جیسا مل جائے یہ ہی مشکل لگتا ہے، اور آپ کو تو اپنی بیٹی کے لیے سیدزادہ چاہیے۔" یاسمین بی بی نے بات سمجھاتے ہوئے کہا۔
 "چاہیے تو۔" شمس صاحب نے کہا۔

"پھر تلاش کرنا شروع کر دیں، کوئی اچھا رشتہ مل جائے تو منگنی کر دیں گے شادی بھلے سے دو سال بعد کی رکھ لیں گے۔" یاسمین بی بی نے کہا۔

"ویسے بات تو آپ کی ٹھیک ہے، سوچتے ہیں اس بارے میں۔" معراج صاحب کو یہ بات ٹھیک لگی۔

"ہماری ایک ہی اولاد ہے، دیکھ بھال کر کسی اچھی جگہ رشتہ کریں گے ہم جہاں وہ بے حد خوش رہے۔" یاسمین بی بی نے کہا۔

"بالکل۔ میں اپنی شہزادی کے لیے کوئی شہزادہ ہی ڈھونڈ کر لاؤں گا۔" شمس صاحب نے یقین

سے کہا۔

"ایسا ہی کرنا ہوگا کیونکہ آپ نے اُسے خواب سجانا سکھایا، خوابوں کی دنیا میں رہتی ہے وہ۔"
 یاسمین بی بی نے مسکرا کر کہا۔

"حقیقت میں تو ساری عمر رہنا ہے ہم نے۔ جب تک اس کی عمر ہے سجانے دو اُسے خواب، کم سے کم وہ خوش تو ہے نا۔" شمس صاحب نے کہا۔

"خواب پورے نہ ہوں تو دکھ دیتے ہیں۔" یاسمین بی بی سنجیدہ ہوئیں۔

"ہم اس کا کوئی خواب ٹوٹنے نہیں دیں گے۔ آپ کی بات کے بارے میں سوچتے ہیں پر ابھی کھنک سے اس بات کا ذکر مت کیجئے گا۔ ہم نہیں چاہتے پڑھائی سے اس کا دھیان ہٹے۔"
 معراج صاحب نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" یاسمین بی بی مطمئن تھیں۔



کھنک میٹرو کی طرف بڑھی..... مسکراتی ہوئی..... وہ بہت خوش رہتی تھی، زندگی سے کوئی شکوہ نہیں تھا اُسے، وہ اپنی زندگی سے ہر لحاظ سے مطمئن تھی۔ اپنے کالج گئی اور کلاسز لیں، وہاں اس کا کوئی دوست نہیں تھا کیونکہ دوست کی جگہ اس نے پہلے سے ہی کسی اور کو دے رکھی تھی۔ وہ کالج سے فارغ ہو کر اُس کی طرف روانہ ہوئی، جلدی میں تھی کہ جینی سے ٹکرا گئی اور دونوں ہنسنے لگی۔

"تم اتنی جلدی میں کہاں جا رہی تھی؟" کھنک نے پوچھا۔

"مارکیٹ۔" مارکیٹ جانے کی ڈیوٹی جینی کی ہی ہوتی تھی۔

"اواچھا۔" کھنک نے کہا اور آگے بڑھی۔ اسمتھ اپنے آفس میں نہیں تھا پر کھنک نے اُسے تلاش

کر لیا۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھی۔ اسمتھ گھر کے کچھ کاغذات دیکھ رہا تھا اور اُلجھا ہوا لگ رہا تھا۔ کھنک پیچھے سے گئی اور۔

"Wooo!"

اسمتھ چونکا، معلوم ہوا جیسے اس نے خود ہی سارے کاغذ ہوا میں اڑا دیے ہوں۔ کھنک پھوٹ پھوٹ کر ہنسنے لگی۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔" اسمتھ نے پلٹ کر کھنک کو دیکھا۔ کھنک کی مسکراہٹ اُسے اپنے دل کا سکون محسوس ہوئی۔

"میں تمہارا باس ہوں، تھوڑی عزت دکھاؤ۔" اسمتھ سنجیدہ ہوا۔

"سوری۔" کھنک نے کہا اور وہ بھی کاغذات اٹھانے میں اسمتھ کی مدد کرنے لگی۔

"باس کی شکل تو دیکھو۔" کھنک نے خود سے کہا پر اسمتھ نے سن لیا۔

"تم سے اچھی ہے۔" اسمتھ نے کہا اور دونوں نے سنجیدہ ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل دونوں ہنسنے لگے۔

"تم آ جاتی ہو تو لگتا ہے میں اکیلا نہیں ہوں۔" اسمتھ نے دل سے کہا۔

"تم اکیلے ہو بھی نہیں۔ جو نیکی کے راستے پر ہوتا ہے وہ کبھی اکیلا نہیں ہوتا۔ اور ہاں میں ہوں

تمہارے ساتھ، جینی ہے۔ فکر نہ کرو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔" کھنک نے دل سے تسلی دی۔

"تھینکس پارٹنر۔" اسمتھ نے کہا اور دونوں آفس کی طرف بڑھے۔

یہ اولڈ ہاؤس اسمتھ کے ڈیڈ نے بنایا تھا۔ وہ دو سال پہلے دل کے عارضے میں مبتلا ہو کر چل

بے۔ ان کی موت کے بعد سے عطیات آنے کم ہو گئے۔ اور صرف اپنی محنت سے اس اولڈ

ہاؤس کو چلانا اب اسمتھ کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔

"فکر نہ کرو، تم تو اچھا کام کر رہے ہو، انکل کے جانے کے بعد بھی تم نے ہوپ کو بند نہیں کیا۔ تمہیں پتہ نہیں ہے تم خدا کے فیورٹ ہو۔"

کھنک بات کرتی تو اُسکے چہرے پر ہزاروں رنگ آتے اور جاتے تھے۔

اُسکی آنکھیں بولتی تھیں۔

☆.....☆.....☆

جیمز بہت الجھن میں تھے۔ شطرنج کا آخری داؤ تھا، ان کی باری تھی اور وہ ہارنے والے تھے۔ سامنے بیٹھے میکس کافی خوش نظر آ رہے تھے۔ یہ بازی تین دن سے کسی ٹیسٹ میچ کی طرح چلتی آرہی تھی، باقی سب کی طرح کھنک نے بھی یہ منظر دیکھا۔

یہ اولڈ ہاؤس کا کامن روم تھا۔

کھنک آگے بڑھی، اس نے بازی دیکھی اور جیمز کی طرف سے چال چل دی۔ وہ جیت گئے، سب حیران رہ گئے۔

"میری جان تم نے یہ کیسے کیا.....؟" جیمز نے خوشی سے کہا۔

"بس ایسے ہی۔ ویسے داؤ پر کیا تھا؟" کھنک نے پوچھا۔

جیمز نے میکس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اشارہ کیا کہ لاؤ جو میں جیتا ہوں اب اسے میرے حوالے کر دو۔ میکس نے معصوم سی شکل بنائی اور برے دل سے وہ چیز اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے نکال کر ٹیبل پر رکھ دی۔

کھنک کی آنکھیں اوپر کی سمت کھلیں۔ وہ ایک 4 انچ کار بڑ کا بھالو تھا، ایک سوفٹ ٹوائے.....!

جیمز نے اُسے پکڑ کر دبایا تو "پچو پچو" کی آواز آئی۔

"میں جیت گیا، اب یہ میرا ہے۔" جیمز نے کہا اور سب پھوٹ پھوٹ کر ہنسنے لگے، میکس بھی۔

اسمٹھ تک آوازیں پہنچی، وہ بھی مسکرا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جیسے ہی کھنک وہاں آ جاتی تھی یہ مسکرا ہٹیں ایسے ہی گونجا کرتی تھیں۔

وہ جہاں جاتی وہاں رنگ بھر دیتی تھی۔ اس کے دل کی دنیا بھی تو اسی سے آباد تھی۔



کھنک اور جیمز لان میں بیٹھے تھے۔

"تم سے تو کوئی یہ بھی نہیں پوچھ سکتا کہ آج خوش کیوں ہو، پر آج کوئی بات ضرور ہے۔" جیمز نے اندازہ لگانے کی کوشش کی۔

"یوں ہی بڑھا پاضائع کر رہے ہیں آپ۔ کاروبار کھول لیں، نجومی بن جائیں، قسم سے بہت منافع ہوگا۔" کھنک نے ہنس کر کہا۔

"نجومی نہیں ہوں میں، صرف تمہاری آنکھیں پڑھنے کا ہنر آتا ہے مجھے۔ اور آج یہ آنکھیں بہت خوش ہیں۔" جیمز نے شفقت سے کہا۔

"جی ہاں، اور یہ آنکھیں آج خوش اس لیے ہیں کیونکہ انہوں نے اُسے دیکھا ہے۔" کھنک نے مان لینے والے انداز میں کہا۔

"سچ میں.....؟" جیمز حیران ہوئے۔

"سچ میں کہاں جیمز، خواب میں۔" کھنک کے لہجے میں تھوڑی اداسی تھی۔

"اچھا تو کیا کہہ رہا تھا؟" جیمز نے بات بدلی۔

"بہت کچھ..... آپ تھے، اسمٹھ تھا، جینی بھی، ہم سب تھے یہاں اس جگہ، بہت خوش تھے

پر جانے موم ڈیڈ کیوں نہیں تھے۔" کھنک نے خوشی سے اپنا خواب بتانا شروع کیا۔

"مجھے اُسے خوابوں میں دیکھنا بہت پسند ہے، وہ میرے قریب ہوتا ہے، بات کرتا ہے مجھ سے۔"

Oh I love that feeling.....!"

کھنک نے کہیں کھو کر کہا۔

"میری پگلی کھنک، محبت بھی کی تو کس سے۔ 'فیضان علی رضوی' سے۔ یہ کہاں جا کر دل لگا لیا تم نے؟" جیمز کے لہجے میں پریشانی تھی کیونکہ وہ دیکھتے آرہے تھے کہ کھنک اب اس یکطرفہ محبت میں مزید سنجیدہ ہوتی جا رہی تھی۔

"اب تو دل لگا لیا۔" کھنک نے پودے کی ایک ٹہنی سے کھلتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہی ملا تھا محبت کرنے اور پھر سنجیدہ ہو جانے کے لیے.....؟"

جیمز نے پوچھا تو وہ پلٹ کر بولی۔

"تو کیا ہوا.....؟ اور کیا مشکل ہے اس محبت میں.....؟" کھنک ایک یکطرفہ محبت کو آسان کہہ رہی تھی، شاید بہت بہادر تھی۔

"خود محبت مشکل ہے۔" جیمز سنجیدہ ہوئے۔

"محبت مشکل نہیں ہوتی، اس میں کچھ مشکل نہیں ہوتا ہے۔ یہ آفت نہیں راحت ہے، روگ نہیں دوا ہے۔" کھنک نے مسکرا کر کہا، جیسے یہی اس دنیا کا سب سے بڑا سچ ہو۔

"ایسا صرف شروع میں لگتا ہے۔" جیمز نے سمجھایا۔

"شروع.....؟ مجھے تو سات سال سے ایسا ہی لگ رہا ہے۔" کھنک مسکرا دی۔

جیمز اُسے اُس کی محبت کا انجام سمجھا سکتے تھے پروہ حقیقت بتا کر اُس سے خواب نہیں چھیننا چاہتے تھے۔ اُسکی وہ بے فکری بھری مسکراہٹ بہت معصوم تھی۔

کھنک نے سات سال پہلے فیضان کو ایک بزنس پارٹی میں دیکھا تھا۔ جہاں وہ شمس صاحب کے ساتھ گئی تھی اور فیضان بھی اپنے ڈیڈ علی رضوی کے ساتھ وہاں آیا تھا۔

اُس وقت فیضان سولہ سال کا تھا اور کھنک 13 سال کی۔ وہی آغاز تھا محبت کا اُس دل سے جو ابھی محبت کا مطلب بھی نہیں جانتا تھا۔ اور یہ محبت اب اتنی بڑی ہو گئی تھی کہ اسے کوئی آزمائش نظر ہی نہیں آتی تھی۔ فیضان کے والد دو سال بعد گزر گئے اور ان سات سوالوں میں فیضان بہت آگے نکل گیا تھا۔ وہ اتنا بڑا انسان بن گیا کہ اب اُس کا سایہ بھی کھنک کی پہنچ سے دور تھا۔ اور جیمز اُسے کئی بار یہ بات سمجھا چکے تھے۔ وہ سب جانتی تھی، سمجھدار تھی، پر جانے کیا سوچ کر اس محبت پر قائم تھی جسے کرنے کی اُسے اجازت نہیں تھی۔

کھنک کو کوئی سمجھ نہیں پاتا تھا، وہ کچھ سمجھاتی بھی تو نہیں تھی۔

اُسے اس زمانے پر بھروسہ تھا جسے کسی کو برباد کرنے کے لیے وجہ کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، خود پر بھروسہ تھا جب کہ یہ بھی سچ تھا کہ کھنک جیسی ہزاروں لڑکیاں فیضان پر مرتی تھیں، اسکے آس پاس منڈلاتی تھیں۔ وہ جسے چاہے اپنا سکتا تھا، جسے چاہے چھوڑ سکتا تھا اور اب تک اس کی زندگی میں جانے کتنی لڑکیاں آچکی تھیں۔

پھر بھی وہ کھنک کو اپنی قسمت لگتا تھا۔

کیا کہوں تم عجیب لگتے ہو

میری قسمت میں تم نہیں لیکن

مجھ کو اپنا نصیب لگتے ہو۔

سچ کہتے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے، صرف اُس انسان کو دیکھ سکتی ہے جس کو چاہتی ہے، نہ اسے زمانہ نظر آ رہا ہوتا ہے نہ اُسکی برائیاں، اور نہ مشکلیں۔ کھنک کے ساتھ بھی یہی صورت حال تھی۔

"اور جانتے ہیں خواب میں کیا ہوا؟ فیضان نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا ہم نے ایک دن مل جانا ہے، بس تم پریشان نہ ہوا کرو۔" کھنک نے ایسے کہا جیسے وہ اس بات پر یقین کر چکی تھی۔

"یہ صرف ایک خواب تھا میری جان، حقیقت مختلف ہے۔" اب جیمز نے اُسے ٹوک ہی دیا۔
 "جانتی ہوں، پر حقیقت کو بھی تو بدلہ جاسکتا ہے، ٹھیک کیا جاسکتا ہے، سنورا جاسکتا ہے، محبت
 محنت اور ہمت سے۔ اور میں اپنی محبت کے بل جانے تک چاہ کروں گی اُسکی، کوشش کروں گی،
 محنت کروں گی۔ اور یہ سب مل کر مجھے میری محبت سے ملا دیں گے۔ وہ دن میری زندگی کا سب
 سے خوبصورت دن ہوگا۔" کھنک بہت پُر عزم تھی۔

"کاش وہ تمہیں مل جائے۔" جیمز اتنا ہی کہہ سکتے تھے۔

"آمین۔ ضرور ملے گا۔ خدا کا وعدہ ہے، جو ہم دل سے چاہتے ہیں، پوری چاہ سے اُسے مانگتے
 ہیں، اس کے لئے محنت کرتے ہیں، صبر کرتے ہیں، اسے پانے کے لیے کوشش کرتے ہیں، تو وہ
 ہمیں ضرور مل جاتا ہے۔" کھنک نے انتہا کے بھروسے سے کہا تھا۔

"پر وہ تو جانتا بھی نہیں کہ تم نے اُسے مانگ رکھا ہے خدا سے، کہ تم اُس سے محبت کرتی ہو، دن
 رات صرف اسکے بارے میں سوچتی ہو، اُسے اپنے اب تک کے سارے خوابوں کی تعبیر سمجھتی
 ہو، اپنا سب کچھ مان کر بیٹھی ہو۔" جیمز نے کہا۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔ اور آپ جانتے ہیں وہ نہ ملا تب بھی جی لوں گی پر مل جائے تو اچھا ہے۔ اور
 اب دل کہتا ہے کہ....." کھنک بول رہی تھی کہ...

"پھر سے دل.....؟ تھوڑی بہت دماغ کی بھی سن لیا کرو، یہ بڑی کارآمد چیز ہے۔" جیمز نے
 کھنک کی بات کاٹ کر مشورہ دیا۔

"جس دن دماغ کی سننے لگ گئی نا، اُس دن کھنک کاظمی کھنک کاظمی نہیں رہے گی بلکہ کچھ اور ہی
 بن جائے گی، کوئی اور انسان۔ اور مجھے تو ساری زندگی اپنے دل کی سننے والی کھنک ہی رہنا ہے،
 کیونکہ بھلے ہی دل لیفٹ میں ہوتا ہے پر ہمیشہ رائٹ ہوتا ہے۔" کھنک نے اپنے دل پر ہاتھ

رکھ کر کہا۔

جیمز بھی مسکرا دیے۔ اس کی معصوم محبت اور سچے جذبوں پر۔

جادو گرنی تھی کھنک، اُمید اور خوابوں کی باتیں ایسے کرتی کہ ایک پل کو حقیقت کے دل میں بھی خواب دیکھنے کی آرزو جگا سکتی تھی۔

ہر روز کی طرح شمس صاحب کھنک کو پک کرنے ہو پ آئے۔ انہوں نے دیکھا ان کی بیٹی، جسے اس وقت اپنی عمر کے لوگوں کے ساتھ اپنی خوشی اور پسند کے مشاغل میں مصروف رہنا چاہیے تھا، وہ بوڑھے اور بے سہارا لوگوں کا سہارا بنے بیٹھی تھی، اُن سے باتیں کر رہی تھی اور بے حد خوش نظر آرہی تھی۔ وہ یہ کام یہ سوچ کر نہیں کرتی تھی کہ یہ نیکی ہے، وہ تو بس ایسی ہی تھی۔

شمس صاحب مسکرا دیے۔ اُنکو کھنک پر، کھنک کی سوچ پر، بہت فخر تھا۔ خوش قسمتی صرف دولت یا خوشحالی نہیں، نیک اولاد بھی خوش قسمتی اور رحمت ہوتی ہے، اور شمس صاحب جانتے تھے کہ وہ بے حد خوش قسمت ہیں۔

کھنک سونے جا رہی تھی جب اُسکی نظر چاند پر پڑی۔

وہ بھی ایک عاشق کی طرح چاند میں اپنے محبوب کی صورت دیکھنے لگی۔

میری آنکھوں کا تارا ہو گیا ہے

وہ مجھ کو جان سے پیارا ہو گیا ہے۔

غموں کی موت پر اب انتقاماً

مجھے جینے کا یار ہو گیا ہے۔

محبت کا ہمارا روح کی فضا میں
خوشی کا استعارہ ہو گیا ہے۔

دُراے سیپ کے دامن میں موتی
کوئی ایسے ہمارا ہو گیا ہے۔

میری مسکان روح سے پھوٹی ہے
میرے دل کو سہارا ہو گیا ہے۔

خزاؤں سے کہو اب پریمیٹیں
بہار عالم یہ سارا ہو گیا ہے۔

اُبھرتے مستقل اک عکس کا اب
عینِ پرِ نَم پہ جا رہا ہو گیا ہے۔
(شاعرہ۔۔۔۔ "عین الحق")

"اے میرے رب، میں جانتی ہوں تو مجھے دیکھ رہا ہے، میرے ساتھ ہے۔ وہ لوگ، یہ زمانہ جو

کہتا ہے، میں نہیں مانتی، صرف وہ مانتی ہوں جو تو کہتا ہے، جو تو نے کہا۔ کہ میں جانتی ہوں تھوڑا بھروسہ، یقین، بہت سی محنت، کوشش، امید، اور ہم جو چاہتے ہیں وہ ہمیں مل جاتا ہے۔ جب تو میرے ساتھ ہے تو مجھے کسی بات کی فکر نہیں ہے۔ تو جانتا ہے نا میں کیا چاہتی ہوں اور کیا کر رہی ہوں، کیا میں ٹھیک کر رہی ہوں.....؟"

کھنک نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ ایک سرد ہوا کا جھونکا اُسے اپنے وجود سے ٹکراتا محسوس ہوا۔ کھنک نے آنکھیں بند کر لیں اور اُسے محسوس کیا۔ وہ مسکرائی۔

"بس ایسے ہی میرے ساتھ رہنا۔" کھنک نے کہا اور جا کر سکون سے سو گئی۔

ابھی اُسے اُسکا عشق رلاتا نہیں تھا، اسکا مطلب کیا تھا وہ ابھی جانتی نہیں تھی، کیونکہ وہ عشق ہی کیا جو رلائے نہیں۔



کچھ دن بعد کھنک اور اسمتھ اولڈ ہاؤس کے بیسمنٹ میں ہفتے بھر کے کپڑے دھو رہے تھے۔ یہ کام کروانے کے لیے وہ کوئی نوکرا فورڈ نہیں کر سکتے تھے اس لیے اس کام کے لیے انہوں نے سنڈے کا دن رکھا ہوا تھا۔ کھنک بھی صبح آ جاتی تھی اور اس دوران چینی باقی کام دیکھ لیتی تھی۔ جبکہ کھنک اور اسمتھ مل کر سارے کپڑے دھو دیا کرتے تھے۔

ابھی اُنکو یہ کام کرتے ہوئے دو گھنٹے ہوئے تھے۔ اسمتھ بھی جانتا تھا کہ کھنک فیضان سے محبت کرتی ہے۔

جبکہ شمس صاحب اور یاسمین بی بی صرف اتنا جانتے تھے کہ کھنک فیضان کو صرف ایک فین کی طرح پسند کرتی ہے، وہ بھی بچپن میں، اب تک تو بھول گئی ہوگی۔۔۔۔۔۔ پر عشق اور بھلا دیا جائے.....! یہ ناممکنات میں سے ہے۔

کپڑوں کا دوسرا اوٹڈ تھا، دونوں مشینیں چل رہی تھیں۔

"تو تم اُسے بتا دینا چاہتی ہو کہ تم اُسے چاہتی ہو.....؟ تو پھر کب جا رہی ہو.....؟ چائے پر مل رہی ہو اُس سے یا ڈنر پر؟ وہ تمہیں لینے آ رہا ہے یا تم اُس کے گھر جا رہی ہو.....؟" اسمتھ نے طنز کیا۔

"طنز کر رہے ہو.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"آف کورس کر رہا ہوں۔" اسمتھ نے مان لیا۔

"تھینک یو۔" کھنک نے ایک بیڈشیٹ اسمتھ کی طرف اچھال کر مصنوعی غصے سے کہا۔

"کیسے پہنچو گی اس تک.....؟" اسمتھ نے پاس آ کر پوچھا۔

"کر لوں گی کچھ، کوئی نہ کوئی راہ نکل آئے گی۔" کھنک نے آرام سے کہا۔

"ایسے کیسے نکل آئے گی راہ؟ وہ فیضان علی رضوی ہے، 30 ملین ڈالر کا مالک۔ اُسکی ذاتی

سیکورٹی پر 30 لوگ مامور ہیں۔ ارے لوگوں کو اُسکی ایک جھلک نصیب نہیں ہوتی اور تم ہو

کہ....." اسمتھ بولتے ہوئے رُک گیا۔

"رک کیوں گئے؟ جو سوچ رہے ہو بول دو، کم آن بول دو..... میری خاطر بول دو، میری

آخری خواہش سمجھ کر بول دو۔" کھنک نے فوراً اسمتھ کو ٹوکا اور طنزیہ انداز میں منتیں کیں۔

اسمتھ کا مقصد کبھی بھی کھنک کو دکھی کرنا نہیں ہوتا تھا۔ وہ خاموش ہو گیا۔

"کتنی بری بات ہے، کہنے کو تو تم اور جیمز دوست ہو میرے پر کبھی جو تم لوگوں نے میری ہمت

بڑھائی ہو۔ ہمت تو دُر، جھوٹی تسلی بھی نہیں دیتے۔" کھنک نے شکوہ کیا۔

"جھوٹی تسلیاں دینے والے سچے دوست نہیں ہوتے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہم تمہیں اس معاملے

پر کوئی تسلی دے ہی نہیں سکتے۔ نہ جھوٹی نہ سچی۔" اسمتھ کو خود بھی اس بات کا افسوس تھا۔

"دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ امید پر دنیا قائم ہے۔ انسان صرف وہ کام نہیں کر سکتا جو وہ کرنا نہیں چاہتا۔" کھنک نے ایک ہی سانس میں وہ سارے اقوال زریں دہرا دیے جن کو وہ بہت سالوں سے مانتی تھی۔

"یہ صرف کتابی باتیں ہیں، ایسی باتیں جو ہم فیس بک پر پڑھتے ہیں اور پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے موٹیویٹ ہو جاتے ہیں، پراگلے ہی پل ہم بیچ اسکرول ڈاؤن کر دیتے ہیں۔ یہ باتیں ہمت بڑھاتی ہیں، پر کچھ خواہشات انسان ایسی بھی کر لیتا ہے جو نہ محبت سے ملتی ہیں اور نہ ہمت سے۔" اسمتھ نے سمجھانے کی کوشش کی کہ...

"واؤ....." کھنک نے تالیاں بجائیں۔

"تمہیں تو تقریریں لکھنی چاہیے۔ جانتے ہو کس ٹوپک پر؟ لوگوں کو محبت سے بدظن اور امید سے ناامید کرنے کے ٹاپک پر۔ قسم سے کوئی تسلی نہ دینا۔" اب کھنک کو غصہ آنے لگا تھا۔ "کیا تسلی دوں؟ کہ کھنک وہ تم سے الگ ہے۔ اتنا امیر ہے، دور ہے، تمہارے قابل نہیں ہے، پر فکر نہ کرو وہ تمہیں مل جائے گا؟" اب اسمتھ نے طنز کیا۔

"اگر صرف امید کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا تو ناامیدی سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ میں اپنی امید نہیں چھوڑ سکتی۔ کچھ پانا ہو تو کوشش اور محنت کرنی پڑتی ہے اور میں یہ کرنے کو تیار ہوں۔" کھنک نے کیڑے الگ کرتے ہوئے کہا۔

"غلط انسان کے لئے، ایک لا حاصل مقصد کے لئے، یہی امید تم اپنی خوشی حاصل کرنے میں لگاؤ تو سب پالو۔" اسمتھ نے اپنے الفاظ پر زور دیا۔

"وہی میری خوشی ہے۔" کھنک نے یقین سے کہا۔

"وہ تو یہ تک نہیں جانتا کہ تم اس سیارے پر وجود بھی رکھتی ہو یا نہیں۔" اسمتھ نے کہا۔

"میں تو جانتی ہوں نا۔" کھنک نے مسکرا کر کہا۔

"یہ دیوانگی ہے۔" اسمتھ حیران تھا۔

"یہ دیوانگی سے بھی کچھ زیادہ ہے۔"

تمہیں میری محبت سمجھ نہیں آئے گی تو تم رہنے دو۔ تمہیں پتا ہے ڈیڈ کیا کہتے ہیں؟ کہ اگر آپ اپنے لئے کوئی بڑا خواب نہیں دیکھ سکتے تو خواب دیکھنے کا کوئی مطلب ہی نہیں۔ خواب ہو تو پورے بھی ہو جاتے ہیں۔"

جانے کون دیتا تھا اسے اتنی ہمت۔

"خواب تو لا حاصل ہوتے ہیں، اور ہم یہ جانتے ہیں۔ تم خود کو ایک ایسے طوفان کے حوالے کر رہی ہو جس کی فطرت میں رحم نہیں۔ جو تم چاہ رہی ہو وہ تمہیں نہیں مل سکتا۔" اسمتھ پھر سے سمجھا رہا تھا کہ...

"کیوں نہیں مل سکتا؟ ایسا بھی کیا چاہ رہی ہوں میں؟ نہ وہ بھوت ہے نہ فرشتہ۔ خوش قسمتی سے وہ انسان ہے، مجھ جیسا انسان، اور مسلمان بھی ہے۔" کھنک کو اس بات کی ہی تو راحت تھی۔

"صرف نام سے، جو اُس کے باپ کی وجہ سے ہے۔ اُس کی ماں مسلمان نہیں تھی، اور مجھے یقین ہے وہ اسی پر گیا ہوگا۔ نہ اُسے مسلمان کا پتہ ہوگا نا اسلام کا۔" اسمتھ نے یقین سے کہا۔

"مسلمان تو ہے نا، بس کافی ہے....." کھنک نے اسمتھ کو ہاتھ دکھا کر کہا۔

"اور اُسکا لائف سٹائل.....؟ وہ برے کام، وہ سب..... اُسکا کیا.....؟" اسمتھ نے ایک نیا موضوع شروع کر دیا۔

"بن ماں کا بچا ہے..... پھر ماحول، دولت، خوبصورتی، یہ سب سرچڑھ جاتی ہے انسان کے۔" کھنک نے ایسے کہا جیسے کوئی ظالم ساس اپنے بچے کی برائیوں پر پردہ ڈال رہی ہو۔

"واہ، کیا اچھے انداز میں ڈیفنڈ کر رہی ہو تم اُسے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ کل کو وہ کوئی اور گناہ کر دے گا تب بھی تم نے یہی کہنا ہے کہ کسی کو جان سے ہی تو مارا ہے تو کیا ہوا، کیوں کہ تمہیں اس کی خامیاں نظر آنے سے رہی۔" اسمتھ نے کھنک کی اندھی محبت کے لیے دو تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

"رائیٹ..... اور خدا نہ کرے وہ کوئی گناہ کرے۔ کیسی باتیں کرتے ہو؟ میں تو کہتی ہوں کہ وہ ہمیشہ خوش رہے، خدا کرے اس کے حصے کے سب دکھ اور عذاب مجھے مل جائیں۔" کھنک نے دل سے دعا کی۔

"رہنے دو، مت مانگو اُسکے حصے کے عذاب ورنہ ساری زندگی تمہاری عذاب جھیلنے ہی گزر جائے گی۔" اسمتھ نے فوراً کہا اور کھنک کے دعا میں اٹھے ہاتھ نیچے کر دیے۔

"کوئی اچھی بات نہ کرنا، جب بھی بولتے ہو کفن پھاڑ کر بولتے ہو۔ اور ہم جب بھی فیضان کی بات کرتے ہیں، پتہ نہیں تم اتنے جذباتی کیوں ہو جاتے ہو۔ اگر وہ ایسا ہے تو یہ میرا مسئلہ ہے۔ نہیں ملے گا تو وہ بھی میرا مسئلہ ہے۔ اس کے بنا مر جاؤں گی، وہ بھی صرف میرا ہی مسئلہ ہے، کسی اور کا نہیں۔" کھنک نے غصے سے کہا اور سامنے دیکھنے لگی۔

"ویسے اب کون جذباتی ہو رہا ہے.....؟ کھنک میں دوست ہوں، تمہارے لئے برا نہیں سوچ سکتا۔ میں چاہتا ہوں تم خوش رہو۔ میں نہیں چاہتا تم اُسکے لیے اپنی زندگی برباد کر لو اور....."

"کیسے ہو جائے گی زندگی برباد؟ محبت کسی کو برباد نہیں کرتی، لوگ محبت کو برباد کرتے ہیں۔ محبت میں نہ ہو کر محبت کا نام استعمال کرتے ہیں اور پھر خود بھی برباد ہوتے ہیں، محبت کا نام بھی بدنام کر دیتے ہیں۔ سوچو جو رشتہ، جس پر اس دنیا میں سب سے خوبصورت جذبہ ہے، اسے ہی بدنام کر رکھا ہے سب نے۔"

کاش اتنی بدنام نفرت ہوتی۔ لوگ محبت کو کسی بیماری کی طرح ٹریٹ کرتے ہیں۔ جس کو محبت ہو گئی ہو وہ برباد ہو جائے گا۔ پر سوری میں ایسا بالکل نہیں سوچتی، بلکہ میں تو خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ خدا نے مجھے محبت سے رو برو کروایا، میرا دل کسی کی محبت سے بھرا۔ اور میں محبت میں ہی ہوں، میں سچ میں محبت میں ہوں۔ "کھنک نے ایسے کہا جیسے کوئی خوبصورت داستان سنا رہی ہو۔

"تم سے بحث کرنا اور پھر جیت جانا ناممکن ہے۔" اسمتھ نے ہار مان لی۔

"میں غلط ہوتی تو لا جواب ہو جاتی۔" کھنک نے فوراً کہا۔

"تم غلط نہیں۔ کون کہتا ہے تم غلط ہو؟ تم ٹھیک ہو، محبت میں ہو، پر جو چاہ رہی ہو وہ ناممکن ہے۔ وہ شخص تمہارے قابل نہیں ہے۔" اسمتھ نے بے بسی سے کہا۔

"وہ جو ہے جیسا بھی انسان ہے، اب وہ اس روح کا مالک ہے، میری محبت ہے۔ اور اب دنیا کی کوئی طاقت کوئی انسان یہ محبت میرے دل سے نکال تو کیا ٹس سے مس بھی نہیں کر سکتا، خود میں بھی نہیں، اگر چاہوں تب بھی نہیں۔" کھنک نے اپنی آخری بات پر زور دے کر کہا تھا۔

"اتنی محبت کرتی ہو اُس سے.....؟"

"ظاہر ہے۔" کھنک نے یقین سے کہا۔

"اور اگر تمہاری محبت ناکام ہو گئی تو.....؟"

کھنک نے غور نہیں کیا پر اسمتھ نے حد درجہ پریشان ہو کر پوچھا تھا۔

"تو پھر تم میرے فیوزرل میں پہننے کے لیے ایک بلیک ٹکسید و خرید لینا۔"

کھنک نے نہایت ہی آرام سے کہا اور کام میں مصروف رہی۔ اسمتھ کا دل بیٹھ سا گیا۔

"اب چلو بہت کام ہیں۔" کھنک نے کہا تو وہ چونکا۔

کچھ دیر بعد انہوں نے کپڑوں کا اگلاراؤنڈ ڈال دیا۔

"ویسے اس بات سے کیا مطلب تھا کہ تم نے اپنی منزل کی راہ میں پہلا قدم رکھ دیا ہے جو فیضان تک جاتی ہے.....؟" اسمتھ نے پوچھا۔ یہی وہ بات تھی جس سے بحث شروع ہوئی تھی۔

"میں نے نا اس کی دوست سے، جو اُسکی کافی قریبی دوست ہے، فیس بک پر دوستی کر لی ہے۔" کھنک نے ایسے کہا جیسے کہہ رہی ہو میں نے کوئی شرارت کی ہے۔

"وہ کس لیے.....؟" اسمتھ سمجھا نہیں۔

"اُس کی تم سے شادی کروانے کے لیے۔ آف کورس فیضان تک جانے کے لیے۔ دیکھو وہ اس کے گھر میں آتی جاتی ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ میں اس سے دوستی کروں گی، مراسم بڑھاؤں گی، وہ مجھ پہ بھروسہ کرنے لگے گی۔ دو ماہ بعد فیضان کی برتھ ڈے ہے۔ آف کورس وہ تو جائے گی ہی، مجھے بھی انوائٹ کرے گی، اور یوں میں فیضان سے مل سکتی ہوں۔" کھنک نے اپنا پلان بیان کیا۔

"مطلب تم نے صرف اپنے مطلب کے لیے اس سے دوستی کی ہے.....؟" اسمتھ حیران تھا۔

"محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔ اور جان نہیں لے رہی اس کی، صرف ایک پارٹی پاس کا سوال ہے۔ بعد میں بتا دوں گی اسے، قدموں میں گر کر معافی مانگ لوں گی۔" کھنک نے کہا۔

"تم محبت میں کتنی آگے نکل گئی ہو کہ تمہیں برائی بھی برائی نہیں لگتی ہے۔ (ورنہ تم اور کسی سے مطلب کے لئے دوستی کرتی؟ ظاہر ہے یہ تم سے محبت کروا رہی ہے۔ اور وہ شخص ایسی محبت کے قابل نہیں ہے۔)" اسمتھ نے کچھ کہا اور کچھ سوچ کر رہ گیا۔

"محبت میں واپسی کے راستے نہیں ہوتے۔! It's a one way ticket۔ میرا کام ہونے والا ہے، میں کل ای وی سے مل رہی ہوں۔ وہ مجھے انوائٹ ضرور کرے گی۔ سات سال

سے میں نے اُسے اپنے سامنے نہیں دیکھا، صرف نیوز اور ٹی وی میں دیکھا ہے۔ اس دن اُسکی برتھ ڈے ہوگی پر گفٹ مجھے ملے گا۔ میں اپنا سب سے بڑا خواب جیوں گی۔ کیا یہ چھوٹی بات ہے۔ " کھنک نے خوشی سے کہا۔

اسمتمہ لا جواب ہو گیا تھا۔



شمس صاحب نے یاسمین بی بی کو بتایا کہ انہوں نے کھنک کے لیے ایک رشتہ دیکھا ہے۔ "میرے ساتھ کام کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنے بیٹے علیم کے لیے کوئی اچھی سید فیملی ڈھونڈ رہے تھے۔ وہ تو بہت خوش تھے، کہہ رہے تھے کہ فوراً اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے، ایسا رشتہ ملنا آسان تو نہیں ہوتا۔ ماشاء اللہ لڑکا بہت خوبصورت اور سلجھا ہوا انسان ہے۔ یہ بات آگے بڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، خدا کا شکر ہے، ہماری کھنک بہت خوش قسمت ہے، جیسا رشتہ ہم اُسکے لیے چاہتے تھے ہمیں تو ویسا ہی مل گیا۔" شمس صاحب بہت خوش تھے۔

کھنک اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی چاند کو دیکھ رہی تھی۔

"دُنیا تو صرف باتیں کرتی ہے اور صرف باتیں ہی کر سکتی ہے۔ میں جانتی ہوں وہ بُرا نہیں ہے، اگر وہ بُرا انسان ہوتا تو تو اس کے لئے اتنے دل محبت سے نہیں بھرتا، اسے اتنی اچھی زندگی نہیں دیتا۔ مجھے کسی کی باتوں کی فکر نہیں ہے، بس تو میرے ساتھ ہے۔ اور میں جانتی ہوں کہ محبت گناہ نہیں ہے، میں کوئی گناہ نہیں کر رہی۔" کھنک نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ ایسے ہی خدا سے باتیں کیا کرتی تھی۔

اُسے خدا کے وعدوں پر یقین تھا۔

اسکے بعد وہ ای وی سے بات کرنے لگی، وہی لڑکی جو فیضان کی دوست تھی۔
کھنک نے اُسکی ہاں میں ہاں اور ناں میں ناں ملا کر بہت مشکل سے اُسکا دل جیتا تھا۔ لوگوں کو
ایسے ہی دوست پسند ہوتے ہیں۔

کھنک چیٹنگ سے بور ہو رہی تھی پر یہ اُسکی مجبوری تھی۔ ای وی بس اپنی سنانے میں لگی تھی۔

کھنک کو کچھ دن بعد پتہ چلا کہ گھر مہمان آرہے ہیں اور فی الحال اسے اتنا ہی بتایا کہ وہ کھنک کو
دیکھنے آرہے ہیں۔

کھنک نے اوورری ایکٹ نہیں کیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ گھر رشتہ آنے کا مطلب شادی ہو جانا
نہیں ہوتا۔ اُسکے لیے پہلے بھی رشتہ آچکے تھے پر شمس صاحب کو کوئی پسند نہیں آتا تھا، اس لیے
کھنک اس بار بھی مطمئن تھی۔

جبکہ وہ جانتی نہیں تھی کہ اس بار رشتہ میں کوئی کمی نہیں تھی۔ علیم خوبصورت تھا، وہ لوگ بھی سید
تھے اور شمس صاحب کو یہ رشتہ پسند آچکا تھا۔

وہ لوگ گھر آگئے تھے۔ اس وقت سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ کھنک بہت بہت
خوبصورت لگ رہی تھی۔ اُن لوگوں کو بہت پسند آئی، ظاہر ہے وہ کس کو بری لگ سکتی تھی۔
کھنک کے دماغ میں ایسی ویسی کوئی بات نہیں تھی، فیضان کے علاوہ کسی اور کے بارے میں
سوچنا بھی وہ بے وفائی تصور کرتی تھی۔

کھنک کے دماغ میں گھنٹیاں تب بجیں جب علیم کی ماں نے بڑھ کر کھنک کے ہاتھ میں علیم کے
نام کی انگوٹھی پہنا دی، اور کہا اب کھنک ہماری ہوئی۔

کھنک کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ ابھی وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دے۔

پروہ اپنے ماں باپ کی عزت کو ایسے بلائے طاق نہیں رکھ سکتی تھی۔
 کھنک جانتی تھی کہ بنا اُسکی مرضی کے شمس صاحب کبھی اُسکی شادی نہیں کریں گے۔ اور اگر وہ
 کہہ دے گی کہ یہ اُسکا شہزادہ نہیں ہے تو وہ بات وہاں ہی ختم کر دیں گے۔
 کھنک رات کو ای وی سے بات کر رہی تھی جب اچانک ای وی نے مسیج بھیجا۔
 "میرے ساتھ ایک پارٹی میں چلو گی ایک ہفتے بعد.....؟"

کھنک جانتی تھی ایک ہفتے بعد کیا تھا۔ وہ بے حد خوش ہو گئی اور ساری بات طے کر کے شاپنگ
 جانے کا پلان بنا لیا۔

"لیس لیس.....! میرے سارے تیر نشانے پر لگ رہے ہیں۔ پر علیم.....؟ اُس کو بھیج کر تُو نے
 اچھا نہیں کیا میرے رب..... خیر کوئی بات نہیں، اُسے ضرور مجھ سے اچھی لڑکی مل جائے گی۔
 مام ڈیڈ کو بھی سمجھا دوں گی۔" کھنک اب بھی پریشان نہیں تھی۔

اب فیضان کی پارٹی میں 7 دن تھے۔ کھنک نے سوچ لیا تھا کہ فیضان سے ملے گی، اپنی محبت کا
 اظہار کرے گی۔ وہ بہت خوش تھی، بہت اچھے موڈ میں تھی۔ یہی دیکھ کر اسمتھ نے بھی اپنی محبت
 کا اظہار کر دینے کا سوچ لیا تھا۔

☆.....☆.....☆

"یعنی تم جا رہی ہو اُسے سب بتانے.....؟" جیمز نے پوچھا۔
 "جی ہاں۔" کھنک بہت خوش تھی۔

"سوچ لو کھنک، کہیں وہ تمہیں کچھ ایسا نہ کہہ دے، کوئی ایسی بات، کوئی ایسا زخم نہ دے دے جسے
 تم کبھی بھرنہ سکو۔ تم محبت کرتی ہو اُس سے، وہ تم سے محبت نہیں کرتا۔" جیمز نے آخری بار
 سمجھایا۔

"جانتی ہوں، یہی تو بتانے جا رہی ہوں اُسے۔ اور آپ فکر نہ کریں کچھ نہیں ہوگا، میری محبت سچی ہے، خدا میرے ساتھ ہے۔"

کیا مانگ رہی ہوں؟ صرف وہ شخص جس سے محبت کرتی ہوں، اُس سے، اُس کی روح سے، اُس کی صورت دولت شہرت سے نہیں۔ اور یہ بات خدا جانتا ہے تبھی تو وہ ساتھ دے رہا ہے میرا۔ اور میں یہاں تک پہنچ گئی ہوں، اگر وہ چاہتا کہ میں یہ نہ کروں تو میں یہاں تک پہنچتی.....؟

نہیں.....! پہلے ہی قدم پر نہ روک دیا ہوتا مجھے۔ "کھنک نے یقین سے کہا۔
 "ہو سکتا ہے وہ تمہیں روکنا چاہتا ہو پر تم نے ہی نہیں کچھ نظر انداز کر دیا۔" جیمز نے کہا۔
 "وہ مجھے روکنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھے جانتا ہے میری محبت کی شدت کو جانتا ہے اور اس کو پتہ ہے میں اپنی محبت کے بنا رہ نہیں سکتی۔ اس لیے وہ مجھ سے میری زندگی نہیں چھینے گا، وہ مجھے میری محبت عطا کرے گا ورنہ اپنے پاس بلا لے گا۔" کھنک نے پرسکون انداز میں کہا۔
 "کیسی باتیں کرتی ہو۔" جیمز نے فوراً اُسے ٹوکا۔
 "اب بات ایسی ہی ہے۔" کھنک سنجیدہ ہوئی۔

"مجھے تمہاری اس محبت سے ڈر لگنے لگا ہے۔" جیمز فکر مند تھے۔
 "پر مجھے کسی سے ڈر نہیں لگتا۔ صرف اس بات سے ڈرتی ہوں کہ میری محبت بدل نہ جائے، میرا خواب ٹوٹ نہ جائے۔ پر ایسا نہیں ہوگا، خدا ایسا ہونے نہیں دے گا، وہ اپنے کسی وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ جب ہم اس سے کچھ صاف دل سے مانگتے ہیں تو ہمیں مل جاتا ہے۔ 7 نومبر میری خوشیوں کا دن ہے۔"

کتنی پُر امید تھی وہ، اس حد تک کہ اگر آج ساری دنیا ایک ساتھ اسے یہ کہتی کہ اس راہ پر مت

جاؤ، بھٹک جاؤ گی، وہ تب بھی نہیں رکتی۔

☆.....☆.....☆

7 نومبر میں 3 دن باقی تھے۔ کھنک ہوپ آئی ہوئی تھی۔ وہ اس وقت اسمتھ کے آفیس میں موجود تھی۔ وہ کچھ کاغذات کو اسیمبل کر رہے تھے۔

دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ اسمتھ تھوڑا بے چین تھا اور گھبرایا ہوا لگ رہا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھ سے پین کر گیا۔

"کیا کر رہے ہو.....؟" کھنک متوجہ ہوئی۔

"کچھ نہیں۔" اسمتھ نے کہا اور اچانک ایک کاغذ کا ٹکڑا کھنک کے سامنے رکھ دیا۔

"یہ کیا ہے.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"خود ہی پڑھ لو۔" اسمتھ نے کہا۔

کھنک نے چٹ کھولی اور اعلان کرنے والے انداز میں پڑھنے لگی۔

"کھنک مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے اور وہ یہ کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ I Love You۔"

کھنک نے نارمل انداز میں پڑھنا شروع کیا تھا پر آخری تین لفظ کہتے ہی اس کی آواز دب گئی اور مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اُس نے اسمتھ کی طرف دیکھا۔

"یہ کیسا مذاق ہے.....؟" کھنک کو اسمتھ سے ایسے مذاق کی اُمید نہیں تھی۔

اسمتھ نے ایک انگوٹھی کی ڈبی کھول کر اس کا رخ کھنک کی طرف کر کے ٹیبل پر رکھ دیا۔

نہ آج کھنک کی سالگرہ تھی نہ اپریل فول۔

اسمتھ کو دیکھ کر لگ نہیں رہا تھا کہ وہ مذاق کر رہا ہے، وہ بھی اُس رنگ کو دیکھنے کے بعد جو ایک شادی کی انگوٹھی تھی۔

"اگر تمہیں طریقہ پسند نہیں آیا ہو تو میں اس سے بہتر کر سکتا ہوں، بلکہ جیسے تم کہو، بس تمہیں یہ بتانا تھا کہ آئی لو یو۔" اسمتھ نے اپنے دل کی بات کہہ دی تھی پر کھنک خاموش تھی۔

"تم بول نہیں رہی ہو، مجھے مارنے تو نہیں والی؟" اسمتھ نے مسکرا کر کہا۔ "کچھ تو بولو۔"

وہ کیا سوچ رہی تھی اندازہ لگانا مشکل تھا۔

"کیا کہوں، تم سب کچھ جانتے ہو پھر بھی.....؟" کھنک اچانک تھکی ہوئی لگنے لگی تھی۔

"تم بھی تو سب کچھ جانتی ہو، پھر بھی تم اُسے پسند کرتی ہو، اس سے محبت کرتی ہو۔ پر سچ تو یہی ہے نا کہ وہ تمہیں ملنے والا نہیں ہے، تم سے شادی نہیں کرے گا وہ۔ تم اُس سے ملنے جا رہی ہو، تمہارا خواب پورا ہو جائے گا اور یہ معاملہ ختم، کیونکہ یہ معاملہ اتنا سا ہی ہے اور یہ تم بھی جانتی ہو۔" اسمتھ کا انداز سمجھانے والا تھا۔ کھنک کو دیکھ کر ایسا نہیں لگ رہا تھا وہ اس کہانی کے اختتام سے واقف ہے۔

وہ تو اب تک ایک ایسا کردار تھی جسے خواب دکھائے جا رہے تھے، اور حقیقت چھپائی جا رہی تھی۔

"کیا.....؟ تمہیں لگتا ہے کہ بات اور بھی ہے.....؟ اگر ہاں تو تم خود کو دھوکہ دے رہی ہو۔" اسمتھ حیران ہوا۔

"اگر ایسا ہے تو میں بتا دوں کہ تم بھی یہی کر رہے ہو۔"

کھنک کھڑی ہوئی اور اسمتھ سے منہ موڑ لیا۔

"کھنک مثبت سوچنے کی کوشش کرو، جو منفی اُسے مثبت سمجھنے کی غلطی نہ کرو۔ وہ تمہیں ملنے والا نہیں ہے۔ تم اُس سے محبت کرتی ہو، اُس سے ملنے جا رہی ہو، پر وہ تمہیں ایک فین سے زیادہ اور کوئی درجہ دینے والا نہیں ہے۔"

حقیقت خوبصورت نہیں ہوتی، پر ہم نے جینا تو حقیقت میں ہی ہوتا ہے نا۔ تم میرا ہاتھ تھام لو اور

میں اس حقیقت کو خوبصورت بنادوں گا، ہم مل کر سنواریں گے اسے۔
مجھے کوئی مسئلہ نہیں تمہاری اس محبت سے، مجھے تو فخر ہے تم پر، تم نے محبت کی ہے نفرت تو نہیں
کی۔ میں عزت کرتا ہوں تمہاری، تمہیں جانتا ہوں، تمہارے جذبوں کو جانتا ہوں۔ "اسمتھ
نے پیار سے کہا۔

"اگر تم مجھے جانتے ہو، اگر تم مجھے سچ میں جانتے تو تمہیں یہ بات سوچنی بھی نہیں چاہیے تھی۔ اور
تم..... تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے۔ ہماری لائف کے پلان بنا رہے ہو؟
یہ انگوٹھی.....؟ آخر یہ ہو کیا رہا ہے؟ کہہ دو کہ مذاق ہے، کہہ دو کہ تم مذاق کر رہے ہو اور ہم ہنستے
ہیں اس پر۔" کھنک نے کہا۔ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔ اسمتھ نے ناں میں سر ہلایا۔
اس کی حالت بھی ایسی ہی ہو گئی تھی، وہ حیران ہو کر کھنک کو دیکھ رہا تھا۔

"اسے محبت نہیں ہونا چاہیے۔ This can't be happening!"

کھنک پریشان تھی کیونکہ اگر یہ محبت تھی تو کھنک کے پاس اسکا جواب ناں تھا۔
"تم جو کہو گی میں کروں گا، مسلمان ہو جاؤں گا، محبت کا تو ویسے بھی کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ انکل
آئی کو میں خود منالوں گا، بس ایک بار ہاں کہہ دو، اپنے دوست کا ہاتھ تھام لو، اُس کے بعد
سارے مسئلے میرے ہیں۔ مجھے یقین ہے میں تمہیں اپنا بنا سکتا ہوں۔" اسمتھ نے التجا کرتے
ہوئے کہا اور کھنک کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی کہ

"نہیں....." کھنک نے ایک جھٹکے سے اسمتھ کا ہاتھ جھٹک دیا۔ وہ ساکت ہو کر کھنک کو دیکھنے
لگا۔

"اگر تمہیں جواب سننا ہے تو وہ ناں ہے۔ بہتر ہے کہ تم یہ سب بھول جاؤ، نکال دو اپنی زندگی
سے یہ 10 منٹ جن میں تم ایک ناممکن بات کر رہے تھے اور کچھ بھی نہیں۔" کھنک چلائی۔

"یہ ناممکن بات میری زندگی ہے۔ تم میری زندگی ہو۔ ایسے کیسے انکار کر رہی ہو؟ ذرا سوچو سمجھو کہ تم کیا کر رہی ہو۔ کیا صرف ایک خواب دیکھا ہے تم نے اپنے لیے.....؟" اسمتھ نے خود پر قابو پاتے اور سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں نے صرف ایک ہی خواب دیکھا ہے ایک ہی خواب، ایک ہی زندگی ایک ہی دل، جو صرف اور صرف فیضان کا ہے۔ میں فیضان کی ہوں، میری محبت فیضان کی ہے۔ جہاں تک بات تمہاری ہے، تو تم مجھے بھول جاؤ اور یہ معاملہ ختم کرو۔" کھنک نے بھی خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں بھول نہیں سکتا۔" اسمتھ بے بس لگا۔
 "تم مجھے بھول سکتے ہو یا نہیں یہ تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں۔ اب تم ہی جانو کہ تمہیں اپنے مسائل کے ساتھ کیا کرنا ہے۔"

اسمتھ نے بڑھ کر کھنک کو شانوں سے پکڑا اور اپنی نظروں کے قریب کر لیا۔
 "کھنک اپنے لا حاصل خواب کے لیے مجھے یوں برباد نہ کرو..... پلیز..... تم غلط کر رہی ہو۔ وہ تمہارا نہیں ہے، تمہیں نہیں ملے گا۔ مت بنو میری پر کم سے کم اپنے ساتھ تو ایسا مت کرو۔" اسمتھ نے التجا کی۔ اب اُسکی آنکھیں بھر آئی تھیں، وجود کانپ رہا تھا۔

"اور یہ کون کہہ رہا ہے، میرا دوست یا میرا عاشق.....؟" کھنک نے غصے سے کہا۔
 "دونوں..... کیونکہ تمہارا دوست بہت محبت کرتا ہے تم سے کھنک۔ وہی محبت جو تم اُس سے کرتی ہو، ویسی ہی منہ زور، بے باک اور دیوانی محبت۔ Don't do this to me۔ اپنے ساتھ ایسا کر کے میرے ساتھ ایسا نہ کرو۔" اسمتھ نے التجا کی۔
 "Leave me۔" کھنک اسمتھ کی گرفت سے نکلی۔

"اگر مجھے میری محبت نہیں ملی میں تب بھی تمہیں ہاں نہیں کہوں گی۔ میں اپنے دل کی چابی توڑ دوں گی پر کسی اور کو نہیں دوں گی۔ اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو۔" کھنک نے غصے سے کہا۔ حالت اُسکی بھی عجیب تھی۔

"دیکھو تو تمہیں..... تم محبت کو جانتی ہو، تم جانتی ہو محبت کیا ہے، تمہیں جیسی محبت اُس سے ہے، ویسی محبت مجھے تم سے ہے۔ ذرا سوچو تم میرے ساتھ کیا کر رہی ہو۔" اسمتھ نے التجا کی۔

"تم یہ سوچو کہ تم میرے ساتھ کیا کر رہے ہو۔ میں تمہیں اپنا دوست سمجھتی رہی اور تم.....؟"

کھنک کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔

"میں بس تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔" اسمتھ نے بمشکل کہا۔

"میری خوشیاں تمہارے پاس نہیں ہیں۔" کھنک نے یقین سے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

کھنک وہاں سے باہر جا رہی تھی کہ اُسکا سامنا جینی سے ہوا جو سب کچھ سُن چکی تھی۔ جینی نے کھنک کا بازو پکڑا اور اُس پر زور دینے لگی۔

"میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔" جینی نے اپنی بات پر زور دیا۔

"کیا.....؟" کھنک حیران ہوئی۔

"کیوں.....؟ کیسے.....؟ اپنے اس بے مطلب سے خواب کے لئے تم نے اسمتھ کا دل توڑ دیا۔" جینی بہت جذباتی ہو چکی تھی۔

"تم ہوش میں نہیں ہو۔" کھنک نے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کی۔

"کھنک ہوش میں تم نہیں ہو۔ اور جب تک تمہیں ہوش آئے گا نا، تم سب کھو چکی ہو گی، سب کچھ۔ دوست، سکون، خوشیاں، اور محبت بھی۔" جینی کی آواز گونج رہی تھی۔ کھنک کو اُس سے خوف آنے لگا، وہ وہاں سے چلی گئی۔

جینی نے دیکھا سمتھ وہ رنگ پکڑے زمین پر بیٹھا تھا اور اُسکی آنکھیں آنسو برسا رہیں تھیں۔

☆.....☆.....☆

آج 7 نومبر کا دن تھا۔

کھنک نے صبح کی نماز پڑھی اور جب اُس نے اپنا موبائل دیکھا تو اس پر اسمتھ کا میسج آیا ہوا تھا۔

"آج تمہارے لئے بڑا دن ہے، تمہارے خواب کے لیے بیسٹ آف لک۔"

کھنک نے موبائل ایک طرف رکھ دیا۔ وہ قریب کی مسجد میں دعا کرنا چاہتی تھی۔ وہاں گئی، خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ وہاں اُسے علیم ملا۔

ای وی نے کھنک کو رات 8 بجے ایک کیفے سے پک کرنا تھا جہاں وہ ملا کرتی تھیں۔

کھنک نے رات کو ہی شمس صاحب سے اجازت لے لی تھی کہ اُسے ایک دوست کی برتھ ڈے پارٹی میں جانا ہے۔ وہ اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔ بے حد خوش تھی۔

اس نے بلورنگ کے کپڑے پہنے تھے، ہلکا سا میک اپ کیا تھا، بہت معصوم اور پیاری لگ رہی تھی۔ فیضان کے لیے ایک گھڑی بھی خریدی تھی۔

وہ کھنک جسے آج اپنے خواب مل جانے کی امید تھی اس وقت بہت خوش تھی۔

بیل بجی، شمس غصے میں گھر میں داخل ہوئے۔ اُن کا انداز اور چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ بے حد غصے میں تھے۔

"کھنک کہاں ہے.....؟" شمس صاحب نے آتے ہی پوچھا۔

"اپنے کمرے میں تیار ہو رہی ہے۔ پر آپ اتنے برہم کیوں ہیں.....؟" یاسمین بی بی نے فکر مند ہو کر پوچھا۔

"کھنک.....؟" شمس صاحب نے کھنک کو پکارا۔

"بتائیں تو سہی ہوا کیا ہے۔" یاسمین بی بی نے پوچھا۔

"جی ڈیڈ۔" کھنک وہاں آئی۔

"آج تمہیں علیم ملا تھا، کیا کہا تم نے اُسے۔۔۔۔۔؟" شمس صاحب نے بنا کوئی تمہید باندھے سوال کیا۔

"ہم مسجد میں کھڑے تھے، میں نے وہی کہا جو سچ تھا۔" کھنک نے بھی سیدھی بات آرام سے کہہ دی۔ یاسمین بی بی پریشان ہوئیں۔

"کون سا سچ؟ کہ تم کسی اور کو پسند کرتی ہو اور یہ شادی نہیں کرنا چاہتی؟" شمس صاحب نے کہا۔

"جی۔" کھنک نے نظریں جھکائے کہا۔

"کھنک تم پاگل تو نہیں.....؟" یاسمین بی بی بول رہیں تھیں کہ...

"کون ہے وہ.....؟" شمس صاحب نے ایک اور سوال کیا۔

جب کہ وہ دونوں جانتے تھے کہ ایسا نہیں تھا اور ایسا لگتا بھی نہیں تھا کہ کھنک نے یہ بات ان سے اتنی آسانی سے چھپائی ہوگی۔

"اسمتھ.....؟" شمس صاحب نے پوچھا۔

"نہیں..... فیضان۔" کھنک نے کہا۔

"کون فیضان.....؟" شمس صاحب نے تملائے ہوئے انداز میں کہا۔

"فیضان علی رضوی۔" کھنک نے اُنکی طرف دیکھ کر کہا۔

وہ دونوں حیران رہ گئے۔

"یہ کیا بچپنا ہے؟ اس لیے تم اتنے اچھے رشتے سے انکار کر کے آرہی ہو؟" وہ تو اسے مذاق

سمجھتے تھے، مذاق میں ٹال دیتے تھے۔

"یہ میری خواہش ہے، میرا خواب ہے۔" کھنک نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ وہ لوگ مزید حیران ہوئے۔

"ڈیڈ آپ ہی تو کہا کرتے ہیں کہ ہر انسان کو اپنے لئے ایک خواب ضرور دیکھنا چاہیے، خواب ہو تو سچ بھی ہو جاتے ہیں، اور اگر خواب دل سے سجائے جائیں تو وہ پورے ضرور ہوتے ہیں۔ ہمیں بس محنت کرنی ہوتی ہے۔ یہی میرا خواب ہے، جسے میں نے....." کھنک بول رہی تھی، وہی باتیں دہرا رہی تھی جو شمس صاحب نے ہی اُسے سمجھائیں تھیں۔

"یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔" شمس صاحب نے اُسکی بات کاٹ کر کہا۔

"پر آپ نے تو کہا تھا..." وہ اُنکو حیران ہو کر دیکھنے لگی۔ شمس صاحب آگے بڑھے اور کھنک کو کندھوں سے پکڑ کے جھنجھوڑتے ہوئے بولے۔

"جھوٹ کہا تھا میں نے۔ کوئی خوابوں کا جہاں نہیں ہے، اس دنیا میں رہ کر ہمیں خواب سجانے کا کوئی حق نہیں کیونکہ یہ حقیقت کی دنیا ہے، صرف حقیقت کی۔ خوابوں اور خواہشوں کے لیے اپنی حقیقت خراب نہیں کی جاسکتی۔ کھنک بھول جاؤ وہ جو میں نے تمہیں کہا تھا، بھول جاؤ، جاگو جاگو۔" شمس صاحب نے کھنک کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

اُسکی آنکھیں کھل گئیں۔

پر شہزادی ابھی خوابوں سے جاگی نہیں تھی، ابھی اُسے صرف یہ پتہ چلا تھا کہ یہ خواب ہے۔

"وہ جو بھی ہے، تمہاری زندگی میں نہیں ہے اور نہ ہی ہوگا۔ تم اُس سے کبھی نہیں ملی ہو، وہ تمہیں جانتا تک نہیں ہے اور نہ ہی اب تم اُس سے ملو گی۔" شمس صاحب نے حکم دیا تھا۔

"آپ سمجھ نہیں رہے ہیں۔ میں کسی اور کے بارے میں سوچ نہیں سکتی۔" کھنک رو کر چلائی۔

"تمہیں علیم پسند نہیں ہے؟ مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔" شمس صاحب نے آرام سے پوچھا۔
 کھنک اُنکی اکلوتی اولاد تھی۔ اگر وہ اس رشتے سے خوش نہیں تھی تو وہ اُسے فورس نہیں کرتے۔
 "بات پسند کی نہیں ہے، مجھے کسی سے شادی کرنی نہیں ہے۔" کھنک اپنی بات سمجھا نہیں سکی۔
 "اگر بات کوئی نہیں ہے تو پھر بات یہ بھی نہیں ہے۔ وہ تمہارا رول ماڈل ہے، آئیڈیل ہے، بس
 تم اس بات کے لیے اپنی زندگی برباد نہیں کر سکتی اور نہ ہم تمہیں ایسے کرنے دیں گے۔" شمس
 صاحب نے یہ کہا ہی تھا کہ...

"وہ میری محبت ہے۔" کھنک اچانک چلا کر بولی۔ وہ دونوں اُسے دیکھنے لگے۔
 "میں اس سے محبت کرتی ہوں، اتنی کہ یہ ایک زندگی تو کیا میں اس کے لیے ایسی ہزار زندگیاں
 ہزار بار برباد کر سکتی ہوں۔" کھنک نے اپنی بات پر زور دے کر پُر زور انداز میں کہا تھا۔
 "مجھ سے میرا خواب مت چھینیں۔" کھنک نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔
 "بس..... بس اب بہت ہو گیا۔ تم ابھی ہمارے ساتھ اُنکے گھر چلو گی، کہو گی اُنسے کہ جو تم
 نے کہا وہ محض ایک مذاق تھا، جھوٹ تھا، کوئی مطلب نہیں تھا اس بات کا۔" شمس صاحب نے
 حکم دیا۔

"پرڈیڈ....."

"چپ بالکل چپ۔ بہت کہہ لیا تم نے اور بہت سن لیا ہم نے۔ تم پاگل ہو چکی ہو پر ہم نہیں۔
 یاسمین جائیں سبکے کوٹ لے کر آئیں، ہم ابھی جا رہے ہیں۔
 ان کے فون آرہے ہیں، وہ اب بھی رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب ان کو یہ پتہ چلے گا کہ ہماری
 پاگل بیٹی نے یہ سب صرف ایک مشہور شخصیت کے لئے کہا ہے تو ان کے سارے ملال مٹ
 جائیں گے۔ وہ تمہاری اس بیوقوفی کو معاف کر دیں گے۔" شمس صاحب نے کہا۔ یاسمین بی

بی کوٹ لے آئیں۔

"چلیں.....؟" شمس صاحب نے دونوں سے کہا تھا۔

پر کھنک اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔

"کھنک.....؟" شمس صاحب چلائے۔ کھنک سہمی۔ وہ کھنک سے بہت محبت کرتے تھے،

انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی کھنک پر کوئی پابندی نہیں لگائی تھی پر وہ اس کی یہ بات نہیں مان سکتے تھے کہ وہ اپنی بچپن کی بے مطلب خواہش کے لئے اپنی زندگی اور آنے والا کل برباد کر لے۔ ایسے تو فیضان کو ہزاروں لڑکیاں چاہتی تھیں، تو کیا وہ سب اُسکے لیے اپنی زندگی اور رشتے

تباہ کرتی ہوں گیں؟

کھنک کبھی فیضان سے ملی تک نہیں تھی، بس سات سال پہلے اس کو ایک دفعہ دور سے دیکھا تھا۔ اس ساری بات کی کوئی تک ہی نہیں بن رہی تھی، کسی بھی طرح سے نہیں۔

"مجھے معاف کر دیں، میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔ آپ جو چاہیں سمجھ لیں پر میرے لئے یہ صرف میری محبت ہے، خواب ہے میرا۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ میں آپ کو اپنی محبت سمجھا نہیں سکتی۔ آپ چاہیں تو میری جان لے لیں پر میں اس محبت سے باز نہیں رہ سکتی۔" کھنک رو کر بولی۔

"پاگل ہو گئی ہو۔ ذرا سوچو کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ وہ تمہیں جانتا تک نہیں، اُسے پتہ بھی نہیں ہے کہ تم اس کے لئے اپنی زندگی برباد کر رہی ہو۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا؟" یاسمین بی بی بے حد پریشان تھیں۔

"میں اس راہ سے واپس نہیں آ سکتی ہوں۔ اب یا تو مجھے منزل ملے گی یا میں منزل سے بھی آگے نکل جاؤں گی پر میں واپس نہیں آؤں گی۔ مجھے آواز نہ دیں، میں بہت دور جا چکی ہوں۔"

کھنک نے بے بس ہو کر کہا۔

یاسمین بی بی کو کھنک کی آنکھوں میں جو جذبہ نظر آیا، وہ لا جواب ہو گئیں۔ اور پلٹ کر شمس صاحب کی طرف دیکھا، جیسے کہہ رہیں ہوں کہ میری بچی کو بچالیں۔

"اس لئے لوگ پریشان ہو جاتے ہیں جب ان کے گھر بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔"

"ڈیڈ پلیر، آپ کی بیٹی نے کوئی گناہ نہیں کیا، ایسا کچھ نہیں کیا جس پر آپ کو شرمسار ہونا پڑے۔ صرف محبت کی ہے، صرف محبت۔" کھنک نے روتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی تم سے بہت محبت کرتے ہیں، اس لیے آج مجبور ہو گئے ہیں تمہارے سامنے۔ اب اسے حکم سمجھو یا التجا، بس ہمارے ساتھ چلو۔" شمس صاحب نے التجا کی۔

کھنک کا دل خون کے آنسو رو نے لگا۔

"ایسا مت کریں، مجھے جذبات میں نہ الجھائیں۔ میں آپ دونوں سے بہت محبت کرتی ہوں، کچھ بھی کر سکتی ہوں آپ کے لیے، جان دے سکتی ہوں، سانس لینا چھوڑ سکتی ہوں، پر میں کسی کے لیے، کسی کے بھی لیے اپنی محبت کو، فیضان کو نہیں چھوڑ سکتی۔ سمجھنے کی کوشش کریں، مجھے دورا ہے پر کھڑا مت کریں۔ اس کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی موت ہے میرے لئے، موت۔" کھنک چلائی۔

"کھنک تم ہمارے ساتھ آرہی ہو یا نہیں.....؟" شمس صاحب نے آخری بار پوچھا۔

"نہیں۔" کھنک نے کہا ہی تھا کہ اگلے ہی پل شمس صاحب نے اُسے تھپڑ مار دیا۔

"ہم نے تمہیں پالا، اس قابل بنایا، اور آج تمہیں ہماری عزت کا پاس نہیں ہے۔ تم اپنی لا حاصل چاہ کے لیے ہماری عزت ایک طرف رکھنے کو تیار ہو۔ آخر ہے کون وہ.....؟" شمس صاحب چلائے۔

کھنک اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے اٹھی۔

"وہ میری محبت ہے۔ آپ نے مجھے پال کر کوئی احسان نہیں کیا، دنیا کے سارے ماں باپ یہی کرتے ہیں۔ میں آپ کی ہر بات مانوں گی پر یہ نہیں، نہ پیار سے نہ زبردستی۔ میں آپ کی اولاد ہوں پر آپ کی ملکیت نہیں ہوں۔" کھنک نے روتے ہوئے کہا اور گھر سے نکل گئی۔

"اُسے خواب لے ڈوبے ہیں۔" شمس صاحب نے کہا۔

کھنک کیفے پہنچی۔ ای وی وہاں پہلے سے موجود تھی، اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے آئے بھی صرف پندرہ منٹ ہوئے تھے۔ وہ دونوں وہاں سے نکلیں اور فائیو سٹار ہوٹل افشاں کی طرف روانہ ہو گئیں۔

یہ ایک بہت بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔ پارٹی صرف پہلے فلور پر تھی پر سارا ہوٹل بک تھا تا کہ وہاں کوئی اور نہ ہو، صرف فیضان کے مہمان ہوں۔ یہ پارٹی بہت بڑی تھی، بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ کھنک دیکھ رہی تھی کہ کوئی اچھی پارٹی نہیں تھی، وہاں کا ماحول عجیب تھا۔

میوزک اتنا تیز کہ اگر چلا کر بھی ایک دوسرے سے بات کرتے تب بھی بات ٹھیک سے سنائی نہیں دیتی۔

شراب اور ہر طرح کے لوگ۔

ای وی نے کھنک کو اپنے چند دوستوں سے ملوایا۔

کھنک سوچنے لگی کہ عام پارٹی اور ایک برتھ ڈے پارٹی میں تھوڑا فرق تو ہوتا ہے۔ جس کی پارٹی ہوتی ہے وہ موجود ہوتا ہے، سب اُسے وش کرتے ہیں، وہ کیک کاٹتا ہے، پر فیضان کی سالگرہ کا وہ پانچ منزلہ کیک تو ویٹر سب کو سرو کر رہے تھے۔ تحفے ایک طرف رکھے تھے، جانے اُن پر کسی نے دھیان دینا بھی تھا یا نہیں۔ نہ فیضان اب تک وہاں آیا تھا۔ نہ کسی کو اس کا انتظار تھا۔

سب شراب پینے، کھانے اور ناچنے میں مصروف تھے۔ کچھ لوگ تو تھک کر اب جا رہے تھے۔ اور کچھ لوگ ابھی آرہے تھے۔

کچھ دیر بعد خبر اُڑی کہ فیضان آگیا ہے اور سب ایک اونچی بالکونی کی طرف متوجہ ہوئے جیسے آسمان میں چاند دیکھنے کے لیے جمع ہوئے ہوں۔ فیضان وہاں آیا، ایک لڑکی کے کاندھے پر ہاتھ رکھے وہ سامنے کھڑا تھا۔

"ہیلو دوستوں، آنے کا شکریہ۔" فیضان نے سب سے کہا۔ لوگ جواباً بولتے رہے کہ پپی برتھ ڈے، ہمیں تم سے پیار ہے اور جانے کیا کیا، پروہ ہاتھ ہلاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ کھنک سوچنے لگی کہ فیضان نیچے آ رہا ہے۔ پھر وہ سب سے ملے گا۔ پروہ تو وہیں سے غائب ہو گیا۔

"کہاں گئے وہ دونوں.....؟" کھنک نے ای وی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" ای وی نے کہا۔

"وہ سب سے ملے گا نہیں..؟"

"مل تو لیا..... یہ پارٹیز ایسی ہی ہوتیں ہیں۔ کم انجوائے۔" ای وی نے کھنک کو ڈانس فلور پر کھینچتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ای وی، میں ابھی آتی ہوں۔" کھنک وہاں سے ایک بالکونی میں آئی جہاں کوئی نہیں تھا اور میوزک کی آواز بھی قدرے کم تھی۔

کھنک نے سامنے دیکھا۔ کالی رات میں چاند زیادہ ہی روشن محسوس ہو رہا تھا۔

"میں نے تو اپنے چاند کو غور سے دیکھا بھی نہیں۔ سات سال، اتنی محنت، بغاوت بھی کر ڈالی، اور صرف ایک جھلک، وہ بھی اس چڑیل کے ساتھ۔ یہ تمہارے ساتھ نہیں ہو رہا کھنک۔ This

is not done۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔"

کھنک نے سر جھکا لیا، کہ اس کی نظر سامنے پارکنگ لاٹ پہ پڑی۔

"آئیڈیا.....! ایسے نہیں جاؤں گی، جیت کر جاؤں گی، اپنی محبت سے جیت کر جاؤں گی۔ جولحہ لینے آئی ہوں وہ لے کے جاؤں گی، چاہے تو ایسے چاہے تو ویسے۔"

کھنک نے ارادہ کر لیا اور نیچے گئی۔ وہ پارکنگ لاٹ کی طرف گئی۔ اُسے فیضان کی کار کی تلاش تھی جسے تلاش کر لینا زیادہ مشکل نہیں تھا۔

"او تیری خیر، فراری.....؟ دس کروڑ کی گاڑی! اے خدا تیرا شکر ہے، تو نے میری محبت کو کتنے نازوں اور نعمتوں میں رکھا ہوا ہے، شکر یہ شکر یہ۔" کھنک نے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھی۔

"پر کیا کریں گے، تھوڑی سی مجبوری ہے۔" کھنک نے کار کے ٹائر پنچر کر دیے۔ ایک اگلا اور ایک پچھلا۔ اس نے آس پاس کی کارز کے ٹائر بھی پنچر کر دیے تاکہ فیضان کسی اور کار میں نہ چلا جائے۔ یہ باقی کارز فیضان کی سکیورٹی والوں کی تھیں۔

کھنک فیضان کو وہاں کچھ دیر کے لیے روکنا چاہتی تھی کہ وہ وہاں پر آئے گا، ٹائر پنچر ہوں گے، اس کی وجہ سے اُسے فیضان سے بات کرنے کا ٹائم مل جائے گا۔ خود وہ وہاں ہی چھپ گئی اور اس کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ کھنک نے ٹائم دیکھا تو رات کے ایک بج رہے تھے۔ وہ آج پہلی بار اتنی دیر تک گھر سے باہر تھی۔

سوچنے لگی کہ 'مام ڈیڈ ناراض ہیں مجھ سے، تبھی انہوں نے مجھے کال بھی نہیں کی۔ پر اب آئی ہوں تو بات کیے بنا نہیں جاؤں گی۔ مام ڈیڈ کو جاتے ہی منالوگی۔' کھنک نے سوچا اور فیضان کا انتظار کرنے لگی۔

لگاتار دو بجے کا وقت تھا، پارٹی اب تک جاری تھی۔ پر جیسے فیضان وہاں لیٹ آیا تھا ویسے ہی

شاید وہ جلدی جا رہا تھا۔ اس کے گارڈ اور ڈرائیور پہلے آئے۔
کھنک ستون کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس نے دیکھا کرٹین نے فیضان کو تھاما ہوا تھا، شاید وہ نشے میں تھا۔

"واٹ.....؟" فیضان کی غصے بھری آواز گونجی۔

"Go get me another car!۔ جاؤ..... تم بھی جاؤ، سب دفع ہو جاؤ۔" فیضان نے سب کو بھیج دیا۔

"بے بی کم، تب تک ہم کار میں بیٹھ جاتے ہیں۔" کرٹین نے کہا کہ فیضان نے اُسکا ہاتھ جھٹکا۔ دونوں کا رخ کار کی طرف تھا۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔" فیضان نے کرٹین سے کہا تھا۔

کھنک آگے بڑھی اور خود کو سنبھال کر فیضان کو پکارا۔

"فیضان.....؟" فیضان اور کرٹین ایک ساتھ کھنک کی طرف متوجہ ہوئے۔ کھنک نے آج اُس شخص کو غور سے دیکھا جس سے وہ بے پناہ محبت کرتی تھی۔ یہ تو وہی عکس تھا جو اُسے اپنی آنکھوں میں نظر آیا کرتا تھا، یہ وہی تصویر تھی جو اُسکے دل پر نقش تھی.....

ارے یہ تو وہی روح تھی جس کو کھنک کو اپنی روح کی منزل سمجھتی تھی۔

کھنک نے دیکھا فیضان بہت خوبصورت تھا، سچ میں کسی شہزادے جیسا۔ اور آج پہلی بار شہزادی بہت گھبرائی ہوئی تھی۔

وہ پارکنگ لاٹ تھا، وہاں روشنی بہت کم تھی، پر کھنک تو جیسے فیضان کو دیکھتے ہوئے کہیں کھوسی گئی تھی۔

"ہیلو۔" کھنک نے ایک لمبی سانس خارج کی.....

"میں..... میں آپکو جانتی ہوں، آپ مجھے نہیں جانتے پر ہم..... میرا مطلب ہے میں.....
افف... سوچا نہیں تھا میری حالت ایسی ہو جائے گی..... میری باتوں پر دھیان نہ دیں..... کیا
میں آپ سے تھوڑی دیر کے لیے بات کر سکتی ہوں؟"

کھنک کا خود پر قابو ہی نہیں رہا، وہ جانے کیا کیا بول گئی، پر بالآخر کام کی بات بھی کر ہی ڈالی
کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اُسکے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔... فیضان نے دوپل اُسے دیکھا۔
"ضرور۔" فیضان آگے بڑھا۔ وہ نشے میں تھا پر قدرے نارمل لگا۔ کھنک کو فیضان کے اس
رد عمل سے تھوڑی ہمت ملی۔

"مجھے نہیں لگتا یہ بات کرنے کا درست وقت ہے، آپ ابھی جائیں۔" کرسٹین نے کہا ہی تھا
کہ...

"شٹ اپ۔" فیضان نے پلٹ کر کرسٹین سے کہا۔ کھنک کو یہ اچھا لگا کہ وہ اُنکو ڈسٹرب کر رہی
تھی اور فیضان نے اُسے ڈانٹ دیا جبکہ کھنک نے اس بات پر توجہ نہیں دی کہ فیضان کرسٹین
سے کس لہجے میں بات کر رہا ہے۔ کرسٹین فکر مند لگ رہی تھی۔

"تم بولو..... کیا کہہ رہی تھی.....؟" فیضان کھنک کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں کہنے آئی تھی کہ....." کھنک کی زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"افف یہ مجھے کیا ہو رہا ہے" کھنک نے خود سے کہا۔

"Hey, don't be shy۔ بولو کیا بات ہے؟" فیضان نے ہمت بڑھانے والے انداز
میں کہا۔ کھنک کا دل خوشی سے جھوم رہا تھا کہ جس سے وہ محبت کرتی ہے وہ شخص رحم دل بھی ہے
اور خوش اخلاق بھی۔ اور لوگ جانے کیا کیا کہتے تھے۔

"فیضان میں 7 سال سے..... میں نے آپکے علاوہ کچھ سوچا ہی نہیں..... میں آپ سے بہت

محبت کرتی ہوں.....

I really love you... from all my heart... and soul. You are my everything."

کھنک نے اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا.....

وہ فیضان کے ساتھ اجنبی کی طرح پیش نہیں آرہی تھی کیونکہ وہ تو کب سے اُسے اپنا مان چکی تھی، اور جن سے محبت ہو وہ اجنبی کہاں ہوتے ہیں۔ کچھ پل خاموشی کی نظر ہوئے۔

"اوہ مائے گاڈ....." کرستین نے زیر لب کہا جیسے وہ جانتی تھی کہ اب کیا ہونے والا تھا۔ کھنک کو بدلے میں اظہار تو نہیں پر کچھ اچھا سننے کی اُمید تھی۔ وہ مُسکرا کر فیضان کی طرف متوجہ تھی۔ "ریلی.....؟" فیضان نے اس انداز سے سوال کیا جیسے یہ بات اُس کے لیے نئی ہو.....! "یس۔" کھنک نے مُسکرا کر کہا۔

"مجھے ذرا اپنی بات سمجھاؤ..... تم مجھ سے محبت کرتی ہو یا میری دولت سے.....؟ شہرت..... نام یا اس چہرے سے.....؟" فیضان کا لہجہ بدلہ، وہ غصے میں لگ رہا تھا۔

"آف کورس آپ سے۔" کھنک نے یقین دلانے والے انداز میں کہا۔ وہ سنجیدہ ہوئی۔ "مجھے یقین نہیں ہے تم پر....." فیضان سنجیدہ تھا۔

"تو بتائیں..... میں کیسے یقین دلاؤں.....؟" کھنک تو محبت میں تھی اور محبت کرنے والا اپنی محبت کا یقین دلانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔

"فیضان پلیز..... اسٹاپ اٹ.....! اور تم جو بھی ہو، جاؤ یہاں سے۔" کرستین نے پہلے فیضان اور پھر کھنک سے کہا پر دونوں نے ہی اُسکی بات انسنی کر دی۔

"میں جو کہوں گا تم کرو گی.....؟" فیضان نے نارمل انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔" کھنک نے سر کو ہاں کے اشارے میں ہلا کر کہا۔

"کل یور سلف۔" فیضان نے حکم دے دیا تھا۔

"واٹ.....؟" کھنک کو یقین نہیں آیا۔

"ہاں..... مار ڈالو خود کو....." فیضان نے اپنے حکم کی تصدیق کر دی۔ وہ سنجیدہ تھا۔

"پر فیضان.....؟" کھنک بولی کہ...

"ایک منٹ..... لو..... مار ڈالو خود کو۔" فیضان نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک

پستول نکالا اور کھنک کی طرف بڑھایا۔

کھنک کو یہ سننے کی اُمید نہیں تھی، اُسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بولے۔ یہ تو مذاق ہی ہو سکتا

تھا، پر یہ بھی تو ایک مذاق ہی تھا کہ یہ مذاق ہر گز نہیں تھا۔

"کم آن..... ڈواٹ..... مار دو خود کو۔ لے لو اپنی جان....."

کھنک چپ تھی۔

"کہاں گئی محبت.....؟ تم تو مجھ سے محبت کرتی ہونا.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"ہاں۔" کھنک کسی معصوم بچے کی طرح سسک کر بولی تھی۔

"تو پھر سوچ کیا رہی ہو..... میری جان....." کھنک کو میری جان کہنے والا اُسکی جان مانگ رہا

تھا۔

"چلو میں تمہاری مدد کر دیتا ہوں..... ادھر آؤ۔" فیضان نے کھنک کی کمر کے گرد اپنا بازو حائل

کر کے اُسے اپنے قریب کر لیا۔ کھنک کی پہلے سے بے ترتیب دھڑکنیں مزید بکھر گئیں۔

فیضان نے پستول کھنک کی پیشانی سے ٹکا دیا۔

"اسٹاپ۔" کرسٹین آگے بڑھی کہ...

"ڈونٹ..... ورنہ مجھے قسم ہے تم بھی....." فیضان نے اپنا جملہ بھی پر تمام کر دیا، مطلب وہ کھنک کو جان سے مارنے والا تھا، بلکہ کھنک ہی کیا اُسکی حالت تو اس وقت ایسی تھی جیسے وہ کھنک اور کرسٹین دونوں کو جان سے مار ڈالے گا۔ وہ کبھی بھی گولی چلا سکتا تھا۔

کرسٹین پیچھے ہٹ گئی۔ اور کھنک کو اشارہ کیا کہ بھاگ جاؤ۔

کھنک نے آنسو بھری آنکھوں سے ناں میں سر ہلایا اور فیضان کی طرف دیکھا۔

"I love you." کھنک نے بے خوف ہو کر کہا۔ فیضان نے پستول کا سیفٹی لاک کھولا اور

ہنسا۔

"I hate those who love me."

فیضان نے اپنے الفاظ پر زور دے کر کہا۔ کھنک کا وجود کانپ رہا تھا۔

"اور تم سب ایک جیسی ہو..... یہ تین لفظ کہنا بہت آسان ہے تمہارے لیے....." فیضان کی آنکھوں میں نفرت تھی۔ کھنک کی آنکھوں میں دکھ اور سوال تھے پر ڈر نہیں تھا۔ کھنک نے آنکھیں بند کر لیں۔

اگلے ہی پل فیضان نے پستول نیچے کیا اور کھنک کو پکڑ کر ایک کار کی طرف دھکا دے دیا۔ کھنک کو اچانک اپنے وجود پر بہت سے زخم ایک ساتھ لگتے ہوئے محسوس ہوئے۔

کار کا شیشہ ٹوٹ گیا اور کھنک کی تھوڑی پر لگا، وہ ایک طرف جا گری۔ کار کا سیکیورٹی الارم بجنے لگا۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے، دوبارہ اپنی شکل نہ دکھانا۔ نفرت ہے مجھے محبت سے، تم سب جھوٹ بولتی ہو۔" فیضان کھنک پر چلانے لگا، اُسے برا بھلا کہنے لگا۔ کھنک کو سائرن کی نہیں بلکہ صرف

فیضان کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ زمین پر گری فیضان کو حیران ہو کر دیکھ رہی تھی۔
جیسے زندگی موت کو دیکھتی ہو۔

کرٹین فیضان کو وہاں سے لے گئی۔ اُنکی کارز آگئی، وہ لوگ چلے گئے۔ کھنک نے آس پاس
دیکھا۔ یہ کیا ہو گیا تھا اُسکے ساتھ.....؟۔

صبح کے چار بجے کا وقت تھا۔ کھنک کسی زندہ لاش کی طرح چلتی ہوئی اپنے گھر کی حدود میں داخل
ہوئی۔ اسمتھ جو گھر کے اندر کھڑا اُسے ہی کال کرنے کی کوشش کر رہا تھا، کھنک کو آتا دیکھ اُسکی
طرف بھاگا۔

اور کھنک کی حالت دیکھ کر ڈر گیا۔ اس کی تھوڑی پر لگا زخم کھلا ہوا تھا اور خون بہہ بہہ کر جیسے ختم ہو
گیا تھا۔ وہ کسی ربوٹ کی طرح چلتی جا رہی تھی۔

کھنک نے نوٹ بھی نہیں کیا کہ گھر کے باہر پولیس کی کارز کھڑی تھیں۔
"کھنک کہاں تھی تم؟ اور یہ سب کیسے ہوا.....؟" کھنک کو جیسے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔ وہ
گھر کے اندر آ کر بھی جانے کس طرف متوجہ تھی۔
پولیس والا اس کی طرف بڑھا۔

"We are sorry for your loss....!" پولیس والے نے کہا۔

"Loss...? What loss?" کیا میری بربادی کی خبر ان ہواؤں نے سنائی ہے آپکو؟
کھنک نے جیسے خود سے کہا۔

"کھنک مجھے بھی کچھ دیر پہلے کال آئی۔ انکل آنٹی بہت تیز رفتار میں کارڈرائیو کر رہے تھے، ہائی
وے پر اُنکی کار کا ایکسڈنٹ ہو گیا۔" اسمتھ نے بتایا۔

کھنک نے اب اسمتھ کو دیکھا اور اُسے اپنی آنکھوں کے کناروں کے پار کچھ پڑا نظر آیا۔ سفید

کپڑا اور خون کے دھبے۔ وہ تو اپنی محبت کا ماتم مناتی ہوئی آرہی تھی پر یہاں تو اُسکی گل کائنات ہی لٹی پڑی تھی۔

اُس کا دل بیٹھ گیا، کلیجہ منہ کو آنے لگا۔

"نہیں..... نہیں....." کھنک کی آواز گھٹنے لگی اور آنکھوں کے سامنے اندھیر چھا گیا۔

وقت کھنک کو واپس چھوڑ گیا۔ کھنک کی روح اُسکے وجود میں لوٹ آئی تھی۔

"ہاں فیضان علی رضوی، ہم چاہتے ہیں تم اُسے مارنے کا کام کرو۔" معراج صاحب نے بات پوری کی۔

یہ کیا ہو رہا تھا۔ یہ قسمت نے کھنک کے سامنے کون سی تحریر رکھ دی تھی۔ وہ اُسے، اُس انسان کو مارنے کے لیے کہہ رہے تھے جو اُسے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا تھا۔ کیا قسمت کا یہ نیا روپ کھنک کے حق میں تھا؟ کیا چاہتی تھی اب قسمت اُس سے.....؟

"ہمیں اس پروجیکٹ کے لیے بہادر انسان چاہیے تھا اور ہمارا پہلا آپشن کوئی لڑکا ہی تھا۔ پر ظہیر کی بات بھی ٹھیک ہے، اُس جیسے عیاش انسان تک پہنچنے کے لئے ایک خوبصورت لڑکی ہی ٹھیک رہے گی، جو بہادر اور سمجھدار ہو تو اور کیا چاہیے۔" معراج صاحب نے مسکرا کر کہا۔ اُنکی خوشی کھنک کا عذاب تھی جو شروع ہو چکا تھا۔

(بہادر.....؟ کیا کوئی اتنا بہادر ہو سکتا تھا کہ جس انسان کو اپنی جان سے زیادہ چاہے اُسے ہی جان سے مار ڈالے.....؟)

تو کیا کوئی اتنا بہادر ہو سکتا ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ وہ ایک درندے سے محبت کرتا ہے پھر بھی اپنی محبت پر قائم رہے.....؟)

کھنک کی زندگی اب ان دوسوالوں کے بیچ پھنس چکی تھی۔ صحیح اور غلط کی زنجیروں نے اُسکی ذات کو گھیر لیا تھا۔ یہ کیا ہو رہا تھا؟

قسمت ہوتی ہے بے رحم، عجیب اور سخت دل۔ پر یہ کیا کہ قسمت ایسے بھونڈے مذاق کرنے پر اُتر آئی تھی۔ یہ ظلم نہیں تھا، یہ تو ظلم سے بھی کچھ زیادہ تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو تم؟ بہادر ہو سمجھ دار ہو، تو اس بات کو اپنی طاقت اور ہماری کمزوری نہ سمجھ لینا۔ آج نہیں تو کل ہمیں کوئی اور مل جائے گا اس کام کے لیے اور ہم اُس سے یہ کام کروالیں گے پر تم اپنی جان سے ابھی جاؤ گی، اسی وقت۔" معراج صاحب کو لگا کہ کھنک جان بوجھ کر جواب نہیں دے رہی۔

"اور اگر میں ہاں کر دوں اور کامیاب ہو جاؤں تو؟" کھنک اب سنجیدہ تھی۔

"تم اپنی باقی کی زندگی آرام سے جی سکتی ہو۔"

"میں اس دور کے مشہور بزنس مائیکون کو مار دوں گی تو کیا قانون مجھے بخش دے گا؟ یہ دنیا مجھے جینے دے گی؟"

"ہمارے پاس ایک پلان ہے جو دنیا کے مشہور نفسیات دانوں نے فیضان کی شخصیت کو سامنے رکھ کر بنایا ہے، ایک ایسا جال جو صرف ایک بڑی مچھلی کو پکڑنے کی خاطر بنایا گیا ہے۔ تم پر شک نہیں ہوگا۔ ہم نے فیضان کے لیے کچھ بہت خاص سوچ رکھا ہے جو ایک بڑا شکار ہے۔ اور ہمارے پلان میکرز کہتے ہیں کہ تم کامیاب ہو سکتی ہو۔" معراج صاحب نے بتایا۔ ظاہر تھا وہ ہوا میں تیر چلانے کے قائل نہیں تھے۔

"اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ مجھ سے یہ کام نکلوانے کے بعد آپ مجھے راستے سے ہٹا نہیں دیں گے؟ اب تک تین بار آپ مجھے مارنے کی بات کر چکے ہیں۔" کھنک نے کہا۔

"کھنک کاظمی، ہم اس کہانی کے ولین نہیں ہیں جو ہم لکھ رہے ہیں۔ ولین فیضان ہے اور تم وہ کردار ہو جسے دنیا کو فیضان کے ظلم سے بچانا ہے۔ اور پھر تم ہمارے جیسی ہو، مسلمان ہو، سیدہ ہو، ہم تمہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔" معراج صاحب سچے لگے۔

"وعدہ.....؟ وعدوں پر یقین کرتے ہیں آپ؟" کھنک کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"بے شک..... تم سوچ رہی ہو مطلب ہاں کرنے والی ہو۔ اگر انکار کرنا ہوتا تو اب تک کر چکی ہوتی۔" معراج صاحب نے یقین سے کہا، اور ایسا ہی تھا۔

"میں یہ کام کروں گی۔ میں بھی وعدوں پر یقین کرتی ہوں اور آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں ماردوں کی اُس فیضان علی رضوی کو جو ظالم ہے، وہ جو لوگوں کو دکھ پہنچا رہا ہے اور جسے انسانیت کی کوئی پرواہ نہیں۔" کھنک نے اپنے الفاظ پر زور دیا اور اُنکے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ بڑھایا۔

"ڈیل۔" معراج صاحب نے بھی ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

کھنک نے کنٹریکٹ پر سائن کر دیے۔

"کیا میں اب گھر جاسکتی ہوں.....؟" کھنک نے پوچھا۔ اُس کا غصہ، طنز، سب غائب تھا، وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

"اب یہی تمہارا گھر ہے۔ ہم کل سے کام شروع کریں گے اور سوچیں گے کہ تمہیں کیا روپ اور کوئی پہچان دینی ہے۔" معراج صاحب نے کہا۔

کھنک کو ایک روم میں شفٹ کر دیا گیا۔

"سر آپ کو کیا لگتا ہے، یہ لڑکی یہ کام کر لے گی؟" احمر نے پوچھا۔

"اگر یہ نہیں کر سکی تو کسی اور کو بھیج دیں گے۔ فیضان کوئی آسان شکار نہیں ہے۔" معراج صاحب کے لیے کھنک صرف ایک نیا غلام تھی، اور کچھ نہیں۔



کھنک اُس کمرے کی بالکونی میں کھڑی تھی۔ وہاں سے شہر نظر آ رہا تھا، وہ شہر جو کبھی نہیں سوتا۔
اب کھنک آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی، بالکل ویسے جیسے وہ تب دیکھا کرتی تھی جب وہ خدا
سے باتیں کیا کرتی تھی۔ پر پچھلے چار سال سے اُس نے بات کرنا تو دور اس نے تو اوپر دیکھنا بھی
چھوڑ دیا تھا۔ اور اب وہ دیکھ رہی تھی، جیسے دل ہی دل میں کچھ پوچھ رہی ہو، کوئی سوال کر رہی
ہو۔

"آپ کو اس پہ بھروسہ ہے؟" ظہیر نے پوچھا۔

"کیوں تمہیں بھروسہ نہیں ہے؟"

"مجھے یہاں تک بھروسہ تھا کہ وہ یہ کام کر سکتی ہے، پر اُس نے کام کرنے کی وجہ کلیئر نہیں کی۔ اب
تک جتنے بھی لوگوں نے یہ کام کیا انہوں نے یہ پیسوں کے لیے کیا اور مانا کہ وہ یہ پیسوں کے
لیے کر رہے ہیں۔ یا پھر کچھ ایسے تھے جنہوں نے اسے نیکی سمجھ کر کیا، جو ایک طرح سے ٹھیک
ہے ورنہ لالچ کہ بنا تو خدا کی عبادت بھی نہیں کرتا کوئی۔ پر اس نے کہا اُسے دولت نہیں چاہیے
اور نہ ہی وہ نیکی کر رہی ہے۔" ظہیر کچھ الجھا ہوا تھا۔

"وجہ دولت ہی ہے، وہ مان نہیں رہی۔ اور یہ ضروری نہیں کہ یہ پہلی کوشش میں ہی کامیاب ہو
جائے۔ کامیاب نہ ہوئی تو کسی اور کو بھیج دیں گے۔ ناکام ہوئی تو واپس نہیں آئے گی۔

اس کی قابلیت پر کوئی شک نہیں کیا جاسکتا، آخری ٹیسٹ کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔ وہ قابل ہے،
احمر سے بھی زیادہ، اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ اپنی قابلیت کا استعمال کیسے کرتی ہے۔ کیونکہ قابل ہونا
ہی سب کچھ نہیں ہوتا، قابلیت کو استعمال کرنا ہی اصل فن ہے۔

کل سے پلان 799 شروع ہے۔" معراج صاحب نے کہا۔



کھنک صبح گیارہ بجے جاگی۔

اُسے تیار ہو کر ہوٹل میں آنے کو کہا گیا تھا۔ وہ وہاں پہنچی تو بارہ بج رہے تھے۔

"گڈ مارنگ۔" کھنک نے کہا۔ ظہیر اور معراج صاحب ٹیبل پر بیٹھے تھے جبکہ احمر ایک طرف کھڑا تھا۔

"مارنگ نہیں نون ہے یہ۔" معراج صاحب نے کافی پیتے ہوئے کہا۔

"میں پتہ نہیں کیسے اتنی دیر تک سوتی رہی۔" کھنک حیران تھی۔ اُسے اچھی طرح یاد تھا کہ نیند اُسکی آنکھوں سے بہت دُور تھی۔

"پینے کے پانی میں نیند کی دوائی تھی۔" معراج صاحب نے پھر سے آرام سے خبر سنائی۔

"کیوں.....؟" کھنک چونکے بنا نہ رہ سکی۔

"تاکہ تم سکون سے سو جاؤ۔ اس بیچ ڈاکٹر مایا نے تمہارا چیک اپ کیا۔"

ڈاکٹر مایا نے معراج صاحب سے اجازت لے کر بولنا شروع کیا۔

"آپ کی صحت بالکل بھی اچھی نہیں ہے۔ آپ کو نیند و سکون کی کمی ہے، آنکھوں کے گرد ہلکے

ہیں۔ آپ اپنا خیال نہیں رکھتی، سکون سے نہیں سوتی، کھانے پینے کی طرف دھیان نہیں ہے

آپ کا۔ آپ کو صبح کی سیر، پراپر کھانا اور کم از کم آٹھ گھنٹے کی گہری نیند کی ضرورت ہے۔ اس کے

علاوہ ملٹی وٹامن کی بھی۔ آپ کے بال اچھے ہیں، چہرے کی خوبصورتی میں آپ کا سکور 89.7

ہے جو کہ بہت اچھا سکور ہے۔ آپکو زیادہ نمبر آپ کی سبز آنکھوں اور پرفیکٹ مسکراہٹ نے

دلائے ہیں۔ آپ کو اپنا موجودہ لائف سٹائل بدلنے کی ضرورت ہے۔" ڈاکٹر مایا نے رپورٹ

سنائی۔

"اتنی ری سرچ کر دی مجھ پر، جیسے میں انسان نہیں کوئی الین ہوں۔" کھنک نے زیر لب کہا۔
 "تمہیں ڈاکٹر مایا کی ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔ یہ تمہارے لئے ہیلتھ چارٹ بنائیں گی جس کو
 تمہیں فالو کرنا ہے۔" معراج صاحب نے کہا۔

"جو حکم۔" کھنک نے طنزیہ مسکراہٹ دی۔

"اپنی یہ مصنوعی مسکراہٹ بدلو، نفسیاتی پینل کہتا ہے تم جب مصنوعی مسکراتی ہو تو یہ صاف محسوس
 ہوتا ہے۔" معراج صاحب نے اُسے فوراً ٹوک دیا۔

"سچی مسکراہٹوں کے لیے سچی وجوہات کی ضرورت ہوتی ہے معراج صاحب۔" کھنک نے پھر
 سے اُس ہی انداز میں کہا۔ اب معراج صاحب نے کھنک کو نظر انداز کیا۔

"احمر تمہیں سیلف ڈیفنس سکھائے گا، اور نشانہ بازی بھی۔ فیضان کو بھی نشانہ بازی کا شوق
 ہے۔"

یہ کھنک کو نہیں پتا تھا کہ فیضان کو بھی نشانہ بازی کا شوق تھا۔

"مجھے گن چلانا آتا ہے۔" کھنک نے ایک طرف دیکھ کر کہا۔ سب اُسکی طرف متوجہ ہوئے۔

"میرے ڈیڈ نے سکھایا تھا، وہ ایک بہادر انسان تھے۔ مجھے شوق تھا اس لیے انہوں نے
 سکھایا۔" کھنک نے بتایا۔ اب کوئی نہیں بولا۔

"ٹریننگ شروع ہے اب سے تمہاری، یہ پوری ہو جائیں تو اگلا لائحہ عمل بنائیں گے۔ تم تیار
 ہو.....؟" معراج صاحب نے پوچھا۔

"ہاں۔" کھنک تیار تھی۔

کھنک سے کہا گیا کہ وہ اپنی صحت نارمل کرے، اپنی ٹریننگ لے، پھر بتایا جائے گا کہ اسے
 فیضان سے کیسے اور کب ملنا ہے اور دراصل پلان ہے کیا۔ اس نے ڈاکٹر کی ہدایات پر عمل کرنا

شروع کیا، کھانے پینے کا خیال رکھنا شروع کر دیا۔ اب اُس کی احمر کے ساتھ کلاس تھی اور جو شکل سے ہی بے حد سنجیدہ اور صرف مطلب کی بات کرنے والا انسان لگتا تھا اس نے بات بھی ایسے ہی شروع کی۔

"تین سوال....."

تم نے کبھی کسی کو مارا ہے.....؟

تمہیں کتنا غصہ آتا ہے.....؟

کیا تم لڑ سکتی ہو.....؟

احمر نے پوچھا۔

"ابھی پتہ چل جائے گا۔" کھنک احمر کے مقابلے میں آئی۔

"تم بنا ٹریننگ مجھ سے لڑنا چاہتی ہو.....؟" احمر نے ایسے پوچھا جیسے یہ بہت بڑی بیوقوفی تھی۔

"کوشش کر سکتی ہوں۔" کھنک کو خود پر اتنا بھروسہ تو تھا۔

"رہنے دو، انکو اس چہرے کی ضرورت ہے۔" احمر نے آرام سے کہا۔ کھنک چونکی، کیا مطلب

تھا اُسکا؟ اگر انکو کھنک کی ضرورت نہیں ہوتی تو کیا وہ اُسکا چہرہ بگاڑ دیتا.....؟

"ہاں پر انکو آپکے چہرے کی ضرورت نہیں۔" کھنک نے کہا اور احمر کے پاس سے گزر گئی۔

احمر نے اُسے آج یہ سکھایا کہ اگر اچانک سامنے والے سے ہتھیار چھیننا ہو تو اُسکا کیا طریقہ ہے۔

کھنک صبح کی سیر کرنے کے بعد واپس اپنے روم کی طرف جا رہی تھی کہ اُسے ایک آدمی ملا۔

"میرا نام مارکس ہے، مارکس، آپ جانتی ہیں مجھے.....؟" وہ عجیب انداز میں بولا جیسے پاگل

ہو۔

"آپ کو دیکھا ہے پرسوری جانتی نہیں۔" پرکھنک نے اُسے ڈاکٹر کے کوٹ میں دیکھا تھا۔

"ہاں ہاں میرے ساتھ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ ہم تھوڑی بات کر سکتے ہیں.....؟"

"بولیں۔" کھنک نے کہا۔ دونوں ایک لابی میں کھڑے تھے۔

"معراج میرا دوست ہے۔ ہم نے یہ سب، یہ کمپنی، عمارت، سب مل کر شروع کیا تھا۔ پر اب دنیا اُسے جانتی ہے، مجھے نہیں۔" وہ بات کرتا تو ایسے لگتا تھا جیسے سامنے والے سے کم اور خود سے زیادہ بات کر رہا ہو۔ نظریں نہیں ملا رہا تھا، ہاتھوں کو کچھ زیادہ ہی ہلاتا تھا۔ اس نے جیب سے کچھ نکالا۔ ایک چھوٹی سی کیف تھی۔

"انہوں نے تمہیں گھر دولت دینے کا وعدہ کیا ہے، میں تمہیں اس سے بھی زیادہ دوں گا، بس تم میرا ایک کام کر دو۔ یہ زہر کسی طرح معراج کو دے دو۔" اُس نے اچانک کہا۔

معراج صاحب، احمر اور ظہیر یہ منظر اپنے روم میں کمپیوٹر اسکرین پر دیکھ رہے تھے۔ یہ بھی ایک ٹیسٹ تھا، کھنک کی ایمان داری کو ٹیسٹ کرنے کے لیے۔ مارکس خود ایک ڈاکٹر تھا، یہ اس کا آئیڈیا تھا، اس لیے وہ ادکاری بہت اچھی کر رہا تھا۔

"تم یہ کر سکتی ہو۔ اب وہ لوگ تم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ تم اُسے مار دو، کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔" مارکس نے کہا۔

"قاتل سمجھ رکھا ہے مجھے.....؟" کھنک نے ایسے پوچھا جیسے اگر مارکس نے جواباً ہاں کہا تو اُسکی خیر نہیں۔

"وہ بھی تو تم سے قتل کروانا چاہتا ہے۔ تب بھی تو تم قاتل بن جاؤ گی۔ پلیز میرا یہ کام کر دو۔" مارکس نے کہا۔

"اپنے دماغ کا علاج کرواؤ۔" کھنک اتنا کہہ کر وہاں سے جانے لگی کہ۔

مارکس نے اُسکا کا ہاتھ پکڑا۔

"تمہیں یہ کام کرنا ہوگا۔" مارکس نے چلا کر حکم دیا اور اگلے ہی پل کھنک نے....

مارکس روم میں آیا تو اس کی ناک سرخ ہو چکی تھی۔

"وہ پاس ہو گئی۔" مارکس نے اپنے ناک پر ٹشور رکھتے ہوئے کہا۔

اب اُنکے پاس کھنک پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، اور یہ بھی ثابت ہو چکا تھا کہ اس کی نیت صاف تھی، نہ اسے پیسوں کا لالچ تھا نہ کچھ اور۔

"یہ لڑکی مجھے سمجھ نہیں آرہی۔" معراج صاحب نے جیسے خود سے کہا۔

کھنک اُنکے آفس میں آئی اور جو ہوا سب بتا دیا تا کہ معراج صاحب محتاط رہیں پر اُنہوں نے بتایا کہ یہ ایک ٹیسٹ تھا۔

"یہ سچ میں پاگلوں کی بستی ہے۔" کھنک نے غصے سے کہا۔

اُسے یہ ٹیسٹ لینا اور ان کا اُس پر بھروسہ نہ کرنا اچھا نہیں لگا۔

"ویسے ایک بات بتائیں مسٹر معراج، اگر میں مارکس کی بات مان لیتی تو.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"مارکس تمہیں وہاں ہی مار دیتا۔" معراج صاحب نے آرام سے کہا۔ کھنک کچھ نہیں بولی۔

☆.....☆.....☆

"فیضان کو رائڈنگ کرنے کا شوق ہے۔ یہ وہ موضوع ہے جس پر تم اس سے بات کر سکتی ہو۔

اس لیے تمہیں اس پر معلومات بڑھانے اور گھڑسواری سیکھنے کی ضرورت ہے۔" احمر نے کہا۔

کھنک کا ردِ عمل خاصہ بورنگ تھا۔

"3 سوال۔۔۔"

تمہیں رائڈنگ آتی ہے.....؟
 پہلے کبھی گھوڑے پر بیٹھی ہو.....؟
 تمہیں گھوڑے پسند ہیں.....؟"
 احمر نے سوال کیے۔

"نہیں۔" کھنک نے لفظ پر زور دے کر کہا۔ یہ تینوں سوالوں کا جواب تھا۔ کھنک کو گھوڑوں سے نفرت تھی۔

احمر نے کھنک کو ایک سفید گھوڑا دکھایا جو ایک عربی گھوڑا تھا۔ جسکی قیمت ایک کروڑ تھی۔
 "اسکا نام بولٹ ہے۔" احمر نے بتایا۔

"تو.....؟" کھنک کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ احمر نے کھنک کا ہاتھ پکڑ کر گھوڑے پر رکھوایا۔
 "اپنی سوچ کو بدلو، ابھی تمہیں اس کے ساتھ بہت وقت گزارنا ہے۔" احمر نے کہا۔
 "اور بد قسمتی سے تمہارے ساتھ بھی۔" کھنک نے تلملا کر کہا۔

"بد قسمتی صرف تمہاری نہیں ہے۔" احمر بھی ہمیشہ کی طرح غصے میں تھا۔

اگلے دن کھنک کی بہت سی تصاویر بنی، کبھی ایک بزنس کر کے روپ میں، کبھی گھر میں، کبھی کچھ سیلفیاں لیتے ہوئے، کبھی ایکسرسائز پر جاتے ہوئے تو کبھی کسی میٹنگ روم میں۔ کھنک اس عمل سے بہت تھک گئی تھی پر اس نے کنٹریکٹ سائن کیا تھا اس لیے وہ ان کی کسی بات سے منع نہیں کر سکتی تھی۔

☆.....☆.....☆

فیض اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔

آس پاس خاموشی نہیں سناٹا تھا..... جس سے اب فیض کو وحشت ہونے لگی تھی، جب وہ کسی کی

آواز پر چونکا۔

وہی شیطان تھا وہ، وہی نقاب پوش وجود۔

"تھک نہیں جاتے تم یہی سوچتے ہوئے.....؟" اُس نے پوچھا جیسے فیضان کے خیال اور سوچیں سُن چکا ہو۔

"نہیں....." فیضان نے کہا۔

"کیوں مانگتے ہو تم محبت؟ جانتے تو ہو اس کا کوئی وجود نہیں ہے، صرف اور صرف نام ہے۔"

"اور میرے نصیب میں تو نام بھی نہیں۔" فیض نے بے بسی سے کہا۔

"تم ایک حیوان ہو فیضان علی رضوی، اور حیوانوں کے نصیب میں محبت نہیں ہوتی، اُن سے کوئی عشق نہیں کرتا۔ کون ہوگی جو یہ ہاتھ تھامے گی جن پر کسی کا خون لگا ہوا ہے۔ تمہارے دل میں سچی محبت کی آرزو کسی مرے ہوئے انسان کے دل میں زندگی کی خواہش کے مترادف ہے۔" اُس نے اپنی ہیبت ناک آواز میں کہا۔

"تو کیا کروں میں.....؟" فیضان نے غصے سے پوچھا۔

"نفرت کرو..... نفرت تمہیں مضبوط بنائے گی، نفرت میں کبھی ہارو گے نہیں، ہمیشہ جیت تمہاری ہوگی..... نفرت رُلائے گی نہیں....." اُس نے مشورہ دیا۔

"ٹھیک کہتے ہو تم۔" فیضان نے کہا اور انٹرکام اٹھایا۔

"بھج دو اُسے اندر۔" فیضان نے کہا۔ وہ لڑکی باہر کھڑی تھی اور کافی دیر سے انتظار کر رہی تھی۔ وہ اندر داخل ہوئی۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن کھنک اور احمر ایک پہاڑی پر چڑھے۔ جب وہ اوپر پہنچ گئے تو کھنک ضرورت سے زیادہ

محتاط اور گھبرائی ہوئی سی لگنے لگی۔ وہ زمین پر ایسے چل رہی تھی جیسے کانچ پر چل رہی ہو۔
احمر اس سے دو قدم آگے تھا۔ وہ اس کے پیچھے کھڑی تھی۔
"تین سوال۔"

تمہیں اسکاٹی ڈائونگ پسند ہے.....؟

کبھی کی ہے.....؟

کیا کرنا چاہو گی.....؟.....؟

کھنک نہیں بولی۔ احمر نے پلٹ کر دیکھا تو کھنک بے ہوش ہو چکی تھی۔

☆.....☆.....☆

احمر معراج صاحب کے پاس آیا۔

"اُسے ہائیٹ فوبیا ہے۔" احمر نے آتے ہی خبر سنائی۔

کھنک کو بلایا گیا۔

"میں بارہ سال کی تھی تو تین منزلہ عمارت کی چھت سے گر گئی تھی، پر پانی میں۔ خوش قسمت تھی کہ جان بچ گئی۔ تب سے یہ ڈر میرے دل میں بیٹھ گیا ہے۔" کھنک نے اپنے ڈر کی وجہ بتائی۔

"اور تمہیں اس ڈر پہ قابو پانا ہوگا۔" معراج صاحب نے بات پوری کی۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔"

"تو آسان بناؤ اسے۔ کوشش کرو۔"

"میں کوشش بھی نہیں کروں گی۔ شاید آپ کو نہیں پتہ کہ فوبیا کیا ہوتا ہے۔ اپنے سب سے بڑے ڈر کا سامنا کرنا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے، یہ کوئی بھی کرنا نہیں چاہے گا۔" کھنک بالکل بھی اس ڈر

کا سامنا کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"تمہیں فیضان سے مراسم بڑھانے ہیں، بات کرنے کے لیے موضوع ضروری ہوتے ہیں اور تمہارے موضوع اس کے ساتھ ملنے چاہیے، ورنہ کیا بات کرو گی اُس سے؟" معراج صاحب نے سمجھا کر پوچھا۔

"مجھے نہیں پتا میں اُس سے کیا بات کروں گی اور کیا نہیں۔ پر پلیر، مجھے اس موضوع پر بخش دیں۔" کھنک نے ہاتھ جوڑ کر کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

احمر اور کھنک گراؤنڈ میں کھڑے تھے۔

"فیضان کو ہتھیار اور گنز کا شوق ہے۔ تمہیں بھی اس بارے میں پتہ ہونا چاہیے، ایک عام انسان سے زیادہ۔ جیسے کہ یہ ہے۔۔۔" احمر بول رہا تھا کہ...

"مارک 42.32 ایم ایم کی پستول، جو صرف انگلینڈ میں بنتی ہیں۔ اسکے ایک راؤنڈ میں بارہ گولیاں چلتی ہیں۔" کھنک نے احمر کے ہاتھ میں تھامی پستول کی تاریخ بتادی۔ احمر حیران ہوا پر اُس نے ظاہر نہیں کیا۔

"تین سوال....."

میں نشانہ لگاؤں.....؟

میں نشانہ لگاؤں.....؟

میں نشانہ لگاؤں.....؟

کھنک نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے پوچھا۔ احمر نہیں بولا۔ کھنک کا نشانہ بہت اچھا تھا۔
"شاباش۔" احمر کہنے پر مجبور ہو گیا۔



کھنک کے لیے ایک اسٹائلسٹ بھی ہار کیا گیا تھا، جو اُس کی کپڑے فائنل کر رہا تھا۔
کھنک کی ٹریننگ کو 15 دن ہو گئے تھے۔ اب تک وہ جو کر رہے تھے، جو سوچ رہے تھے، انہوں نے کھنک کو کچھ نہیں بتایا تھا۔

پر اب انہوں نے کھنک کو میٹنگ روم میں بلایا۔ جہاں سب اُس بڑی اسکرین کی طرف متوجہ تھے۔

"اس پروجیکٹ کا نام 799 ہے۔" ظہیر نے بات شروع کی ہی تھی کہ۔
"آپ لوگ 798 لوگوں کو مار چکے ہیں.....؟" کھنک بول اٹھی۔ ظہیر نے اس کے سوال کو نظر انداز کیا۔ اس کے پاس کمپیوٹر کنٹرول تھا۔ سامنے سکرین پر فیضان کی تصاویر نظر آنے لگے۔
"فیضان علی رضوی، جو خوبصورت، جوان اور پر اعتماد ہے۔ کہتے ہیں چہرے انسان کی شخصیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں، پر اس کو دیکھ کر کون کہہ پائے گا کہ یہ ایک شیطان کا چہرہ ہے۔" ظہیر بول رہا تھا۔ کھنک فیضان کی تصویر کو دیکھ رہی تھی۔

"وہ امیر ہے، بے پرواہ ہے، مغرور ہے، یہاں تک تو ٹھیک تھا کیونکہ ایسا ہو کر وہ صرف اپنا نقصان کر رہا تھا، پر وہ ظالم، سفاک اور بے رحم بھی ہے۔ اور اب جو کر رہا ہے وہ ہم اُسے کرنے نہیں دے سکتے۔ اس لئے ہم نے یہ پلان بنایا ہے۔ سارا پلان فیضان کی شخصیت ماضی اور شوق کو سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے۔ ہم فیضان کی آئیڈیل بنا رہے تھے، ایک ایسی لڑکی جو فیضان کو پسند ہے، جو خوبصورت ہے، پر اعتماد ہے، جسے فیضان کی طرح ہی اسکائی ڈائیونگ، ہارس رائڈنگ اور نشانہ بازی کا شوق ہے، جو اُسکے سرکل کی ہے اور کچھ ایسی لگتی ہے۔" ظہیر نے کہا اور اب اسکرین پر کھنک کی تصویر نظر آنے لگی۔ جو ایک ایک فوٹوشوٹ کے دوران بنائی گئی تھی۔

جس میں کھنک ایک بزنس گرل کے روپ میں آفس میں کھڑی تھی۔ بہت خوبصورت اور پُر اعتماد لگ رہی تھی۔

"ایسی ہی ہونی چاہیے فیضان کے خوابوں کی شہزادی، کھنک کاظمی۔" سب کھنک کی طنزیہ مسکراہٹ پر چونکے اور اُسکی طرف متوجہ ہوئے۔

"آ..... میں سوچ رہی تھی کہ کیا ظالم بھی خواب دیکھتے ہیں.....؟" کھنک نے پوچھا پر کسی نے جواب نہیں دیا۔

"آسان سی بات ہے کہ انسان جو خود کو کہیں نہ کہیں مکمل اور بہترین سمجھتا ہے کسی دوسرے انسان سے متاثر کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ وہ اسے خود سے بہتر سمجھتا ہے۔ اور ایک انسان دوسرے انسان کو تب بھی پسند کرتا ہے جب اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے بہتر ہے۔ ہم انہی لوگوں سے محبت کرتے ہیں جن کو خود سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ فیضان کھنک کو نوٹ کرے تو اُسے یہ محسوس ہونا چاہیے کہ کھنک اُس سے بہتر ہے۔ اس لیے کھنک اُس کے سامنے ایسی شخصیت بن کر جائے گی جو کچھ کچھ اس سے ملتی جلتی ہوگی۔" ظہیر نے کہا۔

"اور ایک مغرور انسان کو یہ محسوس کروانا کہ کوئی اُس سے بہتر ہے کچھ زیادہ ہی آسان نہیں ہے.....؟" کھنک نے طنز کیا۔

"فکر نہ کرو، تم بہت خوبصورت ہو اور وہ بہت حُسن پرست۔" جانے کیوں معراج صاحب کی یہ بات کھنک کو لا جواب کر گئی تھی۔

"تمہارا موجودہ فیس بک اکاؤنٹ ختم کر دیا گیا ہے اور ایک نیا اکاؤنٹ تخلیق کیا گیا ہے۔ تمہارے بارے میں انٹرنیٹ پر، فیس بک پر، نئی معلومات ڈالی گئی ہے۔ اب دنیا میں جو بھی

انٹرنیٹ پر کھنک کاظمی لکھ کر سرچ کرے گا اسے یہی معلومات ملے گی کہ کھنک ایک بزنس گرل ہے، ایک بڑی کمپنی 'وانکیٹ' کی ایم ڈی ہے۔

وہ سویڈن سے ہے اور ساری عمر وہیں رہی ہے۔ مین ہیٹن وہ چھٹیوں پر آئی ہے اور اس کا یہاں بزنس کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کا بہت بڑا بزنس ہے، وہ امیر ہے، آزاد ہے اور فیضان کے سرکل کی ایک خوبصورت، پُر اعتماد لڑکی ہے جو اپنی لائف میں پریکٹیکل ہے، جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتی، جسے خود پر غرور ہے۔ اسکا زندگی کی طرف رویہ اور زندگی کا فلسفہ فیضان جیسا ہی ہے، جو فیضان سے ایک بزنس پارٹی میں ملے گی۔ یہ خبر کہ کھنک سویڈن سے آگئی ہے لیک کر دی گئی ہے۔

تم اس وقت بزنس کی دنیا کا فریش ٹاپک ہو۔ پارٹی کچھ دن بعد ہے، وہاں ہمارے کچھ لوگ موجود ہوں گے جو تمہارا ذکر اور تعریف فیضان تک ایسے پہنچا دیں گے کہ وہ تمہیں نوٹ کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

احمر اور آنا تمہارے ساتھ رہیں گے۔ کب کیا کرنا ہے، کیسے کرنا ہے، یہ تمہیں وقت اور ضرورت کے مطابق ساتھ ساتھ سمجھا دیا جائے گا۔ "ظہیر نے بتایا۔

"ایک سوال۔" کھنک نے کہا۔

"پوچھو۔" ظہیر نے کہا۔

"مجھے اُسے کس حد تک لانا ہے.....؟"

"اس حد تک کہ وہ تم پر بھروسہ کرنے لگے، تم اس کے قریب ہو جاؤ، وہ جہاں جائے تمہیں ساتھ لے کر جائے۔" معراج صاحب نے بتایا۔

"اس طرح تو شک مجھ پر ہی جائے گا۔" کھنک سنجیدہ تھی۔

"نہیں، اس کی موت کے لیے ہم نے ایک بہت ہی خاص طریقہ سوچا ہے۔ وہ ایک بی کیو 86 نام کا سیرم ہے جو دراصل ایک سلوپوائزن ہے۔ اس کو پینے والا صرف چھ ماہ کا مہمان ہوتا ہے۔ زہر اپنا اثر دکھاتا ہے، انسان آہستہ آہستہ مر رہا ہوتا ہے اور اُسے پتہ بھی نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر تک جانے کی نوبت تب محسوس ہوتی ہے جب وہ اندر سے ختم ہو چکا ہوتا ہے اور یہ اُسکی کی طبعی موت کہلائے گی۔" معراج صاحب نے ایسے کہا جیسے کوئی ترکیب بتائی ہو۔

"کافی دردناک موت ہے۔" کھنک دانت پیس کر بولی۔

"وہ اسی کا حق دار ہے۔ تمہیں کسی طرح یہ زہر اُسکی ڈرنک میں ملانا ہے۔ پھر کوئی بہانہ بنا کر اُس سے بریک اپ کر لینا۔"

یہ خبر اڑادی جائے گی کہ تم واپس سویڈن چلی گئی۔ اس طرح کسی کو تم پر شک نہیں ہوگا۔" معراج صاحب نے اب پلان کی آخری کڑی بھی کھول دی۔

"یہ کام تو اس کا کوئی نوکر بھی کر سکتا ہے۔" کھنک نے فوراً کہا۔

"نہیں یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ اس کا کھانا، ڈرنکس، یہاں تک کہ پانی بھی جو وہ پیتا ہے، کئی بار چیک ہوتا ہے۔ پہلے بنانے والا خود کھاتا پیتا ہے۔ سارا گھریسی سی ٹی وی کیمروں سے بھرا ہوا ہے۔ منظر پر اگر 50 کیمرے ہیں تو خفیہ 200 ہیں۔ وہ خود بھی کسی پر بھروسہ نہیں کرتا، ذرا بھی نہیں۔"

اب کھنک ڈر رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے، ہم اتنی محنت کیوں کر رہے ہیں؟ یہ سب ایسے کیوں ہو رہا ہے؟ تمہیں اس کام میں وقت لگ سکتا ہے، ہم کوئی جلد بازی افورڈ نہیں کر سکتے، ہر قدم پھونک پھونک کر احتیاط سے بڑھانا ہوگا تمہیں۔ فیضان کے بارے میں ساری معلومات، جو کچھ بھی ہم نے

تمہیں بتایا تھا، اپنے دماغ میں سیف کرلو۔ کسی طرح کی غلطی کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنا اُسے صرف یہ پتہ چل گیا کہ تم اُس کے ساتھ کھیل کھیل رہی ہو تو وہ تمہارا برا حال کر دے گا۔ اور اگر تم ناکام ہوئی تو ہمیں تمہیں مارنا پڑے گا۔" معراج صاحب نے کہا۔

"ویری گڈ۔ کوئی اور اچھی خبر ہے تو وہ بھی مجھے سنا دیں، آپکی بہت مہربانی ہوگی۔" کھنک نے طنز کیا۔ وہ بہت پریشان ہو چکی تھی، یہ سب آسان نہیں تھا۔

"اپنی تیاری کرلو، جو پوچھنا ہے ابھی پوچھ لو۔" ظہیر نے کہا۔

"فیضان کی موجودہ گرل فرینڈ کا کیا.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"ابھی اُسکی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے، اس لیے یہی صحیح وقت ہے۔" معراج صاحب نے اتنا کہہ کر بات ختم کی۔

کھنک نے ساری معلومات پڑھیں اور یاد رکھنے والی باتیں دماغ میں محفوظ کر لیں۔ اب وہ پوری طرح تیار تھی۔ اس کا آبادی سے دور ایک بنگلہ بھی تیار تھا جہاں اُسکے کپڑے، نوکر، سکیورٹی آنا اور گھوڑا بولٹ پہنچا دیا گیا تھا۔ اس کی کچھ تصاویر اور اس کی پسند کی چیزیں بھی لگا دی گئیں تھیں تاکہ سب کو لگے کہ وہ کھنک کا ہی گھر ہے۔

اب اُسے سب سے زیادہ بات کرنے یا ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ اب ان کا رابطہ فون پر ہی رہنے والا تھا کیونکہ کھنک کی ٹریننگ پوری ہو چکی تھی۔

کھنک اپنے نئے گھر کے ہال میں بیٹھی تھی۔ جب آنا کھنک کے لیے جوس لے کر آئی۔ احمر نے یہ منظر دیکھا۔

"تم الکوحل نہیں پیتی؟" احمر نے تصدیق کی۔

"نہیں، پیتی ہوں، ابھی آپ کا احترام کر رہی ہوں۔" کھنک نے جھٹ سے کہا۔

"آنا جاؤ، وائَن لے کر آؤ۔" احمر نے آنا کو کہا اور کھنک کے سامنے سے جوس اٹھا لیا۔ کھنک میگزین ایک طرف پٹخ کر احمر کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں پوچھ سکتی ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے.....؟"

"تمہیں الکوحل پینے کی عادت ڈالنی ہوگی۔" احمر نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"واٹ.....؟" کھنک حیرانگی کا اظہار کیے بنا نہ رہ سکی۔

"ایک امیر لڑکی ہو، وانکیٹ کی ایم ڈی ہو، اور الکوحل نہیں پیتی؟ یہ بات کچھ ہضم ہونے والی نہیں ہے۔ یہاں لوگ شراب پانی کی طرح پیتے ہیں اور جس سرکل کی بن کر تم جا رہی ہو وہاں تو لوگ سچ میں شراب پانی کی طرح ہی پیتے ہیں۔" احمر نے سمجھایا تھا پراسکا انداز روکھا تھا۔

"اچھا تو یعنی میں اس پروجیکٹ کے لیے ایک شرابی بن جاؤں.....؟" کھنک نے پوچھا۔ اُسے احمر کی بات سمجھ نہیں آئی۔

"عادت ڈالو تاکہ اگر تمہیں اُس کے سامنے الکوحل پینا پڑے تو ایسا نا لگے کہ تم پہلی دفعہ پی رہی ہو۔ فیضان سے مراسم بڑھیں گے تو وہ تمہارے سامنے دودھ نہیں سرو کرے گا۔"

"میں پھر بھی نہیں پینے والی۔" کھنک نے صاف انکار کر دیا۔

"تمہیں بات ماننی پڑے گی۔" احمر کو بھی غصہ آیا۔

"کیوں.....؟ کیوں بات ماننی پڑے گی.....؟"

"کنٹرکٹ سائن کیا ہے تم نے، اس لئے بات ماننی پڑے گی۔" احمر نے یاد دلایا۔

"میں یہ زہر نہیں پیوں گی، یہ حرام ہے....." کھنک نے کہا ہی تھا کہ...

"یہ حرام ہے تو کسی کو دھوکہ دینا بھی حرام ہے، خون کرنا بھی حرام ہے۔ یہ گناہ ہے تو باقی بھی گناہ

ہی ہیں۔"

"اگر انسان ایک گناہ کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ باقی گناہ بھی کرتا جائے، کہیں نہ کہیں تو رک جانا چاہیے انسان کو۔" کھنک نے احمر کو جواب کر دیا تھا۔

"تم خود کو سمجھتی کیا ہو.....؟" احمر کا غصہ بے قابو ہوا۔

"وہ ہی جو صرف میں ہوں اور دنیا کا اور کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔" کھنک نے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

کھنک اپنے روم میں تھی، اُسے نیند نہیں آرہی تھی جب اچانک اُس نے کسی کو بالکونی میں کھڑے دیکھا۔ کھنک کی سانسیں تیز ہوئیں، وہ آہستہ سے اٹھی۔ وہ جو بھی تھا بالکونی میں کھڑا چاند کو دیکھ رہا تھا۔

کھنک احمر اور آنا کو بلا نے جانا چاہتی تھی، ابھی اُس نے ایک قدم اٹھایا ہی تھا کہ۔
"کہاں جا رہی ہو.....؟" کوئی بھاری اور با اثر آواز میں بنا پلٹے بولا تھا۔ کھنک کا دل بیٹھا اور قدم رک گئے۔

"کون ہو تم.....؟" کھنک نے خود کو سنبھالتے ہوئے سوال کیا۔ وہ شخص کھنک سے 10 قدم دور کھڑا تھا پر کھنک کی حالت ایسے غیر ہو رہی تھی جیسے وہ کسی غیر کی باہوں میں قیامت برپا ہونے کا انتظار کر رہی ہو۔

"وہ چاند بہت خوبصورت ہے، بالکل تمہاری طرح.....؟ پر آج کل بہت اُداس ہے۔ تم جانتی ہو چاند اتنا اکیلا کیوں ہے؟ کیونکہ وہ سورج سے عشق کرتا ہے اور دونوں جانتے ہیں کہ وہ کبھی مل نہیں سکتے۔"

تم چاند بن کر تھک نہیں گئی.....؟ جواب سورج کے روبرو جانے کی ضد پکڑ لی ہے تم نے؟
کھنک.....؟ یہ ڈر کیسا ہے.....؟ تمہارے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کی آواز مجھے یہاں
تک سنائی دے رہی ہے۔

ابھی سے یہ حال ہے تمہارا، تب کیا کرو گی جب میں تمہارے سامنے آ جاؤں گا.....؟"
کھنک سمجھ گئی کہ وہ کون ہے۔ کھنک نہیں بولی۔

"کشتی طوفان کو برباد کرنا چاہتی ہے

دن نے رات سے ضد لگائی ہے

زندگی موت سے پوچھ رہی ہے کہ کیا جینا چاہو گی.....؟

پاگل مت بنو کھنک، سمجھ دار ہو کر بیوقوفی نہ کرو۔

اور....."

اور بول کر وہ وجود اچانک غائب ہو گیا۔ کھنک دیکھنے لگی کہ وہ کہاں گیا جب اُس نے اچانک

کھنک کو اپنی مضبوط باہوں میں بے دردی سے تھاما اور کہا۔

"اور مجھے بھول جاؤ۔"

کھنک سہمی اور ایک جھٹکے سے اُسکی آنکھیں کھل گئیں۔

کھنک کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ کھنک نے آس پاس دیکھا، یہ محسوس کر کہ یہ ایک خواب تھا

کھنک کی جان میں جان آئی۔

"مجھے اس منزل پر کچھ نظر نہیں آ رہا، نہ منزل، نہ راستہ، اور نہ میں خود۔" کھنک نے خود کلامی

کی۔



اب صرف ایک آخری کام باقی تھا، اور وہ تھا جھوٹ پکڑنے والی مشین کو دھوکہ دینا۔ وہ لوگ بنگلے کے تہہ خانے (بیسمنٹ) میں موجود تھے اور ٹیبل پر اس دور کی جدید لائی ڈٹیکٹر مشین پڑی تھی۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"کیا.....؟ آپ مجھے اس مشین کو دھوکہ دینا سکھائیں گے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔" کھنک نے یقین سے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا.....؟" احمر سنجیدہ تھا۔

"کیونکہ یہ تو جھوٹ پکڑنے والی مشین ہے۔ انسان جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کی نبض اور دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ وہ ہاتھ زیادہ ہلاتا ہے، اُس کی باڈی لینگویج، یہ سب مل کر یہ راز کھول دیتی ہیں کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔" کھنک نے کہا۔ اتنا تو اُسے بھی پتہ تھا۔

"ہاں، جب ہم جھوٹ بولتے ہیں تو ہماری اپنی باڈی ہمارا ساتھ نہیں دیتی، پر پھر بھی ہم جھوٹ بولنے سے رک تو نہیں جاتے، ہم پھر بھی جھوٹ بول لیتے ہیں اور لوگ اُس پر یقین بھی کر لیتے ہیں۔" احمر نے کہا۔

"ہاں بالکل، اور انسان کو دھوکا دیا جاسکتا ہے۔ اعتبار، بھروسہ، حالات، انسان ان ساری چیزوں کو مد نظر رکھ کر جھوٹ بول دیتا ہے۔ اب ایک انسان دوسرے انسان کے دماغ میں جھانک کر تو نہیں دیکھ سکتا۔ اور یہ مشین تو بنائی ہی اس کام کے لیے گئی ہے۔ تو پھر ہم اسے دھوکہ کیسے دے سکتے ہیں؟" کھنک حیران تھی۔

"کیوں نہیں.....؟ آخر یہ ایک مشین ہے، اس میں خامیاں ہیں، اسے انسان نے بنایا ہے۔ یہ دیکھو، ریڈ لائٹ روشن ہوئی مطلب جھوٹ بولا گیا ہے اور گرین لائٹ روشن ہوئی تو مطلب

سامنے والا سچ بول رہا ہے۔ اب یہ دیکھو۔ "احمر نے مشین سے جڑی بیلٹ اپنی کلائی میں پہنی اور مشین کو آن کیا۔

"میرا نام احمر ہے۔" احمر نے کہا اور گرین لائٹ آن ہوئی۔ کھنک دیکھ رہی تھی۔

"کسی اور سے جھوٹ بولنے اور خود سے جھوٹ بولنے میں فرق ہوتا ہے۔ یہ بات بھی سچ ہے کہ انسان ساری دنیا سے جھوٹ بول سکتا ہے پر خود سے نہیں کیوں کہ ظاہر ہے کہ وہ اُس جھوٹ کا سچ جانتا ہے۔ پر یہ انسان جہاں اتنی بے مطلب اور عجیب حرکتیں کرتا ہے وہاں وہ اس مشین کو دھوکا بھی دے سکتا ہے۔ مجھے بھی یہ سکھایا گیا تھا۔" احمر نے اپنی بات سمجھائی۔

"پر یہ ہوگا کیسے.....؟" کھنک حیران تھی۔

"اب میں ایک جھوٹ بولوں گا۔ میں اپنی باڈی اور دماغ کو کنٹرول کروں گا۔

تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو کھنک.....؟" احمر نے اچانک کہا۔

"واٹ.....؟" کھنک چونکی۔

"یہ جھوٹ تھا، لیکن وہ دیکھو۔" احمر نے مشین کی طرف اشارہ کیا۔ مشین اُسے سچ بتا رہی تھی۔ گرین لائٹ روشن تھی۔

"میرا نام علی ہے۔" احمر نے پھر جھوٹ بولا پر مشین کے مطابق یہ سچ تھا۔

"اب میں ٹرائے کروں.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ بہت پریکٹس کی ضرورت ہے۔ اگر تمہیں اس مشین کو دھوکہ دینا ہے تو فی الحال ایک ترکیب استعمال کرنی ہوگی، تب شاید تم ایسا کر سکتی ہو۔" احمر نے کہا۔

"کیسی ترکیب.....؟" کھنک نے سوال کیا۔

احمر نے ایک چھوٹی سی باکس جیسی چیز ٹیبل پر رکھی جس پر تیز دھار سوئی لگی ہوئی تھی۔

کھنک نے سوالیہ نظروں سے احمر کو دیکھا۔

"تم ابھی ڈائریکٹ جھوٹ نہیں بول سکتی اس لیے تمہیں اس کا استعمال کرنا ہے۔ یہ ایک ترکیب ہے۔ درد ایک ایسا محرک ہے جو انسان کی ساری توجہ اپنی طرف لگا لیتا ہے، اُس پر حاوی ہو جاتا ہے، اس کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر جھوٹ بولا جائے تو کامیابی مل سکتی ہے۔"

اپنی انگلی اس کی نوک پر رکھو، اسے خود کو چھنے دو اور ایسی حالت میں جھوٹ بولو تو شاید کامیابی مل جائے۔ "احمر نے طریقہ سمجھایا۔

کھنک نے مشین سے جڑی بیلٹ اپنی کلائی میں پہنی اور سوئی پر انگلی رکھی۔
"میرا نام عالیہ ہے.....!" کھنک نے کہا اور فوراً ریڈ لائٹ روشن ہوئی۔ ظاہر تھا کھنک پہلی ہی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔
"دوبارہ کوشش کرو۔" احمر نے کہا۔

"میرا نام عالیہ ہے۔" مشین اسے پھر سے جھوٹ بتا رہی تھی۔
کھنک کو لگا شاید وہ سوئی پر انگلی صحیح سے نہیں رکھ رہی۔ اُس نے اپنی انگلی پریس کی تو اُسے سوئی لگ گئی۔

"آہ۔" کھنک نے ہاتھ ہٹایا۔

"کیا کر رہی ہو؟ پر اہلم وہاں نہیں ہے، صرف انگلی سوئی پر رکھنا کافی نہیں ہے، اپنے دماغ پر بھی کنٹرول کرو۔ خود سے کہو کہ تمہیں یہ کرنا ہے، کوشش کرو۔" احمر نے ڈانٹ کر ہمت بڑھائی تھی۔

کھنک نے گہری سانس لی اور دوبارہ کوشش کی۔

پروہ کامیاب نہیں ہو رہی تھی، بار بار کوشش کرنے لگی، اُسے پھر سے سوئی لگ گئی۔

"اف..... ہم یہ کیوں رہیں ہیں؟ وہاں میرے سچ اور جھوٹ کو پرکھنے والا کون ہے؟" کھنک نے اپنی انگلی پکڑ کر تمللائے سے انداز میں کہا۔

"فیضان۔" احمر نے کہا۔

"کیا.....؟" کھنک چونکی۔ ڈی آئی کیو میں یہ تو جیسے سب کی عادت تھی کہ وہ دل ہلا دینے والی باتیں بھی بہت آرام سے کہہ جاتے تھے، جیسے ابھی احمر نے کہا کہ وہاں فیضان ہے تمہارے سچ اور جھوٹ کو پرکھنے والا۔

کیا یہ چھوٹی سی بات تھی.....؟

"ہاں اُسے اپنی گرل فرینڈز اور دوستوں کو ایسے ٹیسٹ میں ڈالنے کی عادت ہے۔" احمر نے بتایا۔

"پر..... پر کیوں.....؟" کھنک پوری طرح حیران و ششدر رہ گئی۔

"یہ بہت پرسنل انفارمیشن ہے، اسے کسی پر اعتبار نہیں خاص کر کے لڑکیوں پر، یہی وجہ تھی کہ ہم اس پر وجیکٹ کے لیے کسی لڑکی نہیں بلکہ لڑکے کی تلاش میں تھے۔ کیونکہ اگر ہم اس مشن پر کسی لڑکے کو بھیج رہے ہوتے تو وہ اس امتحان سے بچ جاتا۔ اور جیسے فیضان کے شوق ہیں، وہ بھی باسانی کر لیتا جو اُسکی زندگی میں ایک اچھا دوست بن کر جاتا کیونکہ فیضان کا کوئی بھی قریبی دوست نہیں ہے۔

پر ملی تم، اور ہمیں یہ پلان بدلنا پڑا۔ اگر تم اُس کے قریب گئی اور کہہ دیا کہ تمہیں اُس سے محبت ہے یا یہ کہ تم اُس کے لیے پر خلوص ہو تو وہ تم سے یہ ٹیسٹ لے سکتا ہے۔"

"اور یہ بات آپ مجھے اب بتا رہے ہیں؟ میں پکڑی جاؤں گی۔" کھنک نے اپنا سر پکڑ لیا۔

کھنک محبت کی راہ سے لوٹ آئی تھی، کم سے کم وہ خود کو یہی سمجھا رہی تھی۔ پر شاید اُسے فیضان سے اب بھی محبت تھی، پر ایک ٹوٹی ہوئی محبت جس میں غم شامل تھا۔
اُسے خود بھی نہیں پتا کہ اس کے دل میں فیضان کے حوالے سے کتنی محبت باقی ہے، وہ بہت پریشان ہو چکی تھی۔

"جب تک یہ نوبت آئے گی تم یہ سیکھ جاؤ گی۔" احمر نے کہا۔
"ایسے کیسے سیکھ جاؤں گی؟ مجھے نہیں لگتا یہ اتنا آسان ہے۔ جب وہ میرے سامنے ہوگا تو یہ اور بھی مشکل ہو جائے گا۔ موقع بھی صرف ایک ہوگا، جھوٹ پکڑا گیا تو پلان بھی برباد ہو جائے گا اور....." کھنک کی زبان رکی۔

"اور تم بھی۔" احمر نے جملہ پورا کر دیا۔ کھنک نہیں بولی۔
"تمہیں یہی تو ہونے سے روکنا ہے۔ اب تمہارے پاس موٹویشن ہے۔" احمر نے مسئلے کا حل بتایا ہو جیسے۔

"یہ موٹویشن نہیں ٹینشن ہے اور یہ مدد نہیں کرے گی۔" کھنک نے اپنا سر پکڑا۔
"پریکٹس کرو۔" احمر اتنا کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

کھنک کو بہت غصہ آ رہا تھا، پلان کا سب سے ضروری اور اہم پہلو اُسے اب بتایا گیا تھا۔ وہ پریکٹس کرتی رہی پر ایک بار بھی کامیاب نہیں ہوئی۔

کھنک نے اپنی صحت پر بہت دھیان دیا تھا۔ آنا نے کھنک کا بہت خیال رکھا تھا، اس کی آنا سے دوستی بھی ہو گئی تھی۔ کھنک کی خوبصورتی اور چہرے کی رونق تو لوٹ آئی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں اب بھی وہ سارے منظر تھے جن کو وہ کبھی ان آنکھوں سے دیکھنا نہیں چاہتی تھی، وہ منظر جب اس کی نافرمانی نے شمس صاحب اور یاسمین بی بی کو دکھ دیا، جب اُس نے اُس انسان کی

آنکھوں میں اپنے لیے نفرت اور حقارت دیکھی جس سے وہ محبت کرتی تھی۔

فیضان نے اس کی پیشانی سے پستول ٹکایا، اسے کہا کہ وہ مر جائے، اُس پر ہاتھ اٹھایا اور جب اس نے اپنے گھر کو لاک لگایا اپنی چھوٹی سی دنیا سے منہ موڑ لیا، عشق اور خُدا اس سے ناراض ہو گئے۔ وہ شمس صاحب اور یاسمین بی بی سے معافی نہیں مانگ سکی، ان کو بتا نہیں پائی کہ وہ ان سے کتنی محبت کرتی ہے۔ بلکہ اس کے آخری الفاظ یہ تھے کہ وہ اُن کی ملکیت نہیں ہے۔

وہ اس دُنیا سے چلے گئے اور پھر کبھی کھنک کے خوابوں میں بھی نہیں آئے۔

کھنک کو اُسکی محبت نے برباد کیا تھا۔

اور محبت کے ہاتھوں برباد ہوئے لوگ بہت بد قسمت ہوتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

تین دن بعد وہ دن تھا جب وہ بڑی بزنس پارٹی تھی جہاں کھنک نے فیضان سے ملنا تھا۔ کھنک نے اپنی انگلی سوئی کی نوک پر رکھی۔

"میرا نام عالیہ ہے۔" کھنک نے کہا اور گرین لائٹ روشن ہوئی۔

"گڈ..... بڑا جھوٹ بولو۔" احمر نے کہا۔ کھنک واقعی ایک جنونی انسان تھی، اُس نے دن رات محنت کر کہ اس کام میں مہارت حاصل کر لی تھی۔

"مجھے اونچائی سے ڈر نہیں لگتا۔"

مشین کے مطابق یہ بھی سچ تھا۔

"ویری گڈ۔" احمر نے کہا۔ کھنک نے بیلٹ کلائی سے نکالی۔

"مجھے لگتا ہے یہ کافی نہیں ہے۔" کھنک مطمئن نہیں تھی۔

"ہاں جھوٹ بولنا آسان نہیں ہوتا۔ اور کسی سے محبت کے بارے میں جھوٹ بولنا خاصا بڑا

جھوٹ، یہ تو انسان کسی مشین کے بنا بھی پہچان جاتا ہے۔

وہ زمانہ ساز انسان ہے، بہت کم عمر میں ہی دنیا کے سارے رنگ دیکھ چکا ہے۔ اُس کے سامنے جھوٹ بولنا آسان نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ تم سے کچھ بھی پوچھ سکتا ہے۔"

"وہ ایسا کیوں کرتا ہے.....؟" کھنک نے پوچھا، اور کھنک کو یاد آیا کہ اُس رات بھی جیسے ہی کھنک نے فیضان کو یہ کہا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے فیضان کو غصہ آ گیا تھا، وہ یہی کہہ رہا تھا کہ اپنی محبت ثابت کرو، میرے لیے جان دے دو۔ وہ صرف نشے میں نہیں تھا اس کی آنکھوں میں بے اعتباری اور جنون بھی تھا اور شاید کہیں نہ کہیں دکھ بھی۔

"اس لیے کہ وہ اکیلا اتنا امیر ہے کسی پر اعتبار نہیں کرتا، دھوکہ کھانے سے ڈرتا ہے۔" احمر نے اندازہ لگایا۔

"یعنی مجھے ایسے انسان کا بھروسہ جیتنا ہے جسے کسی پر بھروسہ کرنا آتا ہی نہیں..... واہ کھنک یہ تم کہاں پھنس گئی۔" کھنک نے خود سے کہا۔ احمر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

☆.....☆.....☆

برزنس پارٹی

رات کے 10 بجے کا وقت تھا۔ یہ مین ہیٹن کا سب سے بڑا اور مشہور فائیسٹار ہوٹل تھا۔ یہ ہائی کلاس پارٹی تھی، یہاں زیادہ لوگ نہیں تھے پر جو موجود تھے وہ سب خاص اور بہت اہم تھے۔ 'وی آئی پیز' کم سے کم وہ خود کو یہی سمجھتے تھے۔ جیسا کہ پلان تھا، کھنک سے پہلے ہی اس کا ذکر محفل میں پھیلا دیا گیا تھا۔ اُس کی تعریف اتنے اچھے انداز سے کی گئی تھی کہ اب کوئی بھی اُسے نوٹ کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا، خاص کر فیضان۔

جس نے ظاہر یہی کیا تھا کہ اُس نے اس موضوع پر زیادہ دھیان نہیں دیا۔ کہتے ہیں کہ ایک بار

جو ترکیب جو طریقہ استعمال ہوا ہو اور اس نے اثر کیا ہو دوبارہ بھی وہی اثر کرتا ہے۔ ہر بار کچھ نیا کرنا ہی کارآمد نہیں ہوتا، انسان پر ایک بار جو منظر، جو شخص، جو بات اثر چھوڑتی ہے وہ دوبارہ بھی اُس سے متاثر ہو سکتا ہے، ظاہر نہ کرے تو یہ الگ بات ہے۔ جیسے کہ ان کا پلان نفسیاتی ماہرین نے بنایا تھا، ان کا نشانہ بھی انسان کی بنیادی شخصیت اور حقیقتیں تھیں۔ انہوں نے یہی سوچا کہ کھنک اُس بڑے ہال میں اُن بڑی اور لمبی 32 سیڑھیوں سے اتر کر آئے گی جیسے کوئی شہزادی دیوان خاص میں آ رہی ہو، تاکہ سب کی نظر اُس پر پڑیں، سب اُسے دیکھ سکیں، جو جہاں بھی کھڑا ہو اُس کی نظر کھنک پر ضرور پڑے۔

آنا کھنک کے پیچھے ہو جس نے اس کا موبائل اور اس کا ٹیبلٹ پکڑا ہوگا۔ احمر، جو کھنک کا باڈی گارڈ تھا، اس کے ساتھ ہوگا۔ یہ منظر خاصہ ڈرامائی تھا پر شاید اسی کی ہی ضرورت تھی۔ کھنک ہوٹل میں آ چکی تھی اور ان سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ جب پہلے فیضان سے ملنے گئی تھی تو اتنی ڈری ہوئی نہیں تھی، بالکل نارمل تھی۔ اس نے شرارت کی، ٹائر پنچر کر دیئے۔ گھبراہٹ تو اُسے چھو کر بھی نہیں گزری تھی، پر انجام اُس کی سوچ سے مختلف نکلا تھا۔

آج وہ گھبرا رہی تھی۔ جبکہ آج انجام برا تو نکلنے والا نہیں تھا۔ شاید جھوٹ اور سچ میں یہی فرق ہوتا ہے اور یہ فرق بھی کسی کسی کو ہی محسوس ہوتا ہے۔

یہ لمحہ، جس کے لیے اس نے کبھی اتنی محنت کی تھی، آج کیسے آیا تھا اُس کی زندگی میں چار سال بعد جب وہ سب کچھ کھو چکی تھی۔ جو جنگ وہ چار سال پہلے بری طرح ہار گئی تھی آج وہی جنگ پوری ہمت اور تیاری سے لڑنے کا موقع ملا تھا اُسے۔

پر اب سوال یہ تھا کہ کیا کھنک کو یہ جنگ جیتی تھی یا پھر پھر سے ہار جانا تھا۔

کھنک نے گہری سانس لی اور پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔

سونے جیسی چمکتی ہوئی گولڈن رنگ کی ڈریس، 5 ہزار ڈالر کے جوتے، کھنک کے گھنے اور لمبے بال، ہاتھ میں پکڑا 40 ہزار ڈالر کا ہینڈ بیگ جس کے لیے 3 دن پہلے بولی لگی تھی۔ اور ڈائمنڈ کا خوبصورت نیک لیس۔

کھنک کی خوبصورتی کا اس وقت کوئی ثانی نہیں تھا۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پارٹی میں موجود عورتیں اور لڑکیاں تو جیسے کھنک کو دیکھ کر جل گئیں۔ وہ ہر قدم پر ادائیں بکھیرتی نیچے آرہی تھی۔

اپنی معصوم محبت کا اظہار کرنے کا عزم کیے فیضان کے سامنے جانے والی وہ سادہ سی کھنک فیضان کو لبھانہ سکی تھی۔ پروانلیٹ کی ایم ڈی کھنک کاظمی، جس پر اس وقت سب کی نظریں تھیں، فیضان کی بھی۔

وہ بالکل سامنے کھڑا تھا۔ کھنک سامنے دیکھتے ہوئے فیضان کے پاس سے گزری۔ ایک پل کو لگا کہ جیسے وہ فیضان کے سامنے آکر رک جائے گی پر وہ اس کی سائڈ سے گزر گئی۔ کھنک کے بالوں نے فیضان کے کندھے کو چھوا اور وہ سیدھی پارٹی کے میزبان کی طرف بڑھی۔

"ہیلومسٹر کارٹر۔ کہنا پڑے گا یہاں آنے کا فیصلہ غلط نہیں تھا۔" کھنک بولی بھی ادا سے۔

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ یہاں آئیں۔" کارٹر نے کھنک کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

فیضان یہ سب دیکھ اور سن رہا تھا، بلکہ سب کی نظریں ہی کھنک پر تھیں۔

"بے شک خوش قسمتی آپ کی ہی ہے۔" کھنک نے کہا۔

کارٹر نے کھنک کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ کھنک ایسے ہی بیٹھی جیسے کوئی شہزادی اپنی خاص نشست پر بیٹھتی ہے اور ایک نظر میں سب کو دیکھا، فیضان کو بھی۔

کھنک بہت پُر اعتماد لگ رہی تھی اور ایک پل کو بھی ایسا نہیں لگا کہ وہ گھبرائی ہوئی ہے۔
لوگ کھنک سے ملنے آرہے تھے، کارٹر تعارف کروا رہا تھا۔ فیضان دُور کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔
کھنک جانتی تھی کہ فیضان نے اُسے پہچانا نہیں ہوگا، اس رات وہ نشے میں تھا، پارکنگ لاٹ
میں روشنی بہت کم تھی، یہ چار سال پرانی بات تھی۔ کرسٹین اس واقعے کے 5 ہفتے بعد فیضان کی
زندگی سے چلی گئی تھی اور ای وی بھی شادی کر کے ہمیشہ کے لئے بوسٹن شفٹ ہو گئی تھی۔
کھنک نے یہ سب خود پتہ کیا تھا۔ اب ایسا کوئی نہیں تھا جو اس کا ماضی اس کے سامنے لا کر کھڑا
کر سکتا تھا۔

فیضان اچانک خود کھنک کی طرف بڑھا، وہ خود بھی بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔
یہ دونوں ایسے تھے کہ اگر ساتھ کھڑے ہوں تو کسی کے لیے یہ بتانا مشکل ہو جائے کہ کھنک زیادہ
خوبصورت ہے یا فیضان۔

"ہیلو.....؟" فیضان نے کھنک کا ہاتھ مانگا، کھنک نے ہاتھ بڑھایا۔
فیضان نے کھنک کے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں تک لانے کی زحمت نہیں کی۔
"آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔" فیضان کی آواز تھی یا کوئی سحر انگیز جادو۔ کھنک کے چہرے کی
مسکراہٹ ماند پڑنے لگی۔

"مجھے بھی۔" کھنک نے اتنا ہی کہا۔

"ویلکم..... ہماری اس بزنس کی دنیا میں، جو یہاں مین ہیٹن میں بسی ہے۔" فیضان نارمل تھا۔
"شکریہ، ایٹس ایک بڑی کمپنی ہے پروانکیٹ ایٹس سے زیادہ بڑی ہے۔" کھنک کا انداز مغرور
نہیں تھا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ وانکیٹ کا مقابلہ ایٹس سے ہے۔" فیضان نے مسکرا کر کہا۔

"ویل..... آپ کو پتہ چل گیا۔" کھنک نے بھی مُسکرا کر کہا۔

کھنک جانتی تھی کہ فیضان اُن لوگوں میں سے ہرگز نہیں ہے جن کو بے رخی دکھائی جائے تو وہ پیچھے چلے آئیں گے۔ کھنک کو پہلی ہی ملاقات میں نہ زیادہ فارل ہونا تھا اور نہ سرد مہر۔

اُسے بیچ کا راستہ لینا تھا اور شاید یہی سب سے مشکل ہوتا ہے۔ وہ بہت سوچ سمجھ کر ادا سے پر تیز سے بول رہی تھی۔ اس کے لہجے میں طنز یا بد تمیزی ہرگز بھی نہیں تھی۔

"یعنی ہم رقیب ہیں.....؟" فیضان نے بتانے والے انداز میں کہا۔

"اگر بننا چاہیں تو۔" کھنک نے فیضان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور اگر نہ بننا چاہیں تو.....؟" فیضان نے سوال کیا۔ کھنک جواباً مُسکرائی پر اُس نے جواب نہیں دیا۔ فیضان نے دوپل کھنک کو دیکھا۔

"آپ کو ہمارا آفس کو وزٹ کرنا چاہیے۔! I hope you will like it"

فیضان نے پہلی ہی ملاقات میں آفس وزٹ کرنے کی دعوت دے دی جو کہ ایک بہت اچھا اشارہ تھا، مطلب تیر نشانے پر لگا تھا۔

"ضرور، مجھے بہت خوشی ہوگی۔" کھنک نے فوراً کہا۔

"ایکسکیوز می میم، کل آپ فری نہیں ہیں۔" آنا نے کہا۔

"میں فری ہوں۔" کھنک نے فیضان کو دیکھتے ہوئے کیا اور اُسے یہ محسوس کروایا کہ وہ اُس کے لئے اپنا بزنس شیڈول قربان کر رہی ہے۔

"پریمیم....." آنا بولی کہ کھنک نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے چپ کروا دیا۔

فیضان کو کھنک کی یہ ادا اچھی لگی۔



معراج صاحب نے کھنک کو کال کر کے شاباشی دی کہ پلان کی شروعات بہت اچھی رہی۔
کھنک اور احمر ہال میں بیٹھے تھے۔

"وزٹ.....؟ تم اس کا مطلب سمجھتی ہو.....؟" احمر نے پوچھا۔ اُسے یقین تھا کہ کھنک سمجھ گئی ہوگی۔

"ہاں وزٹ تو صرف ایک بہانہ ہے، اُس نے مجھ سے ملنے کے لیے یہ بات کی ہے۔" کھنک یہ بات کرتی ہوئی سنجیدہ نہیں بلکہ فکر مند تھی۔ اُس نے پہلی بار فیضان کو نارمل حالت میں دیکھا تھا، اُس سے باتیں کیں تھیں، پر وہ فیضان کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کر پا رہی تھی، مثبت یا منفی میں سے تو کوئی بھی نہیں۔

"اُس کو دیکھ کر پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔ مطلب جیسے ہم عام لوگوں کے بارے میں کوئی نہ کوئی اندازہ لگا لیتے ہیں اور کبھی کبھی یا اکثر وہ اندازہ ٹھیک لگ جاتا ہے۔ جیسے آپ، آپکو دیکھتے ہی میں سمجھ گئی تھی کہ آپ کیسے ہیں، پر فیضان کو دیکھ کر اندازہ لگایا ہی نہیں جاسکتا کہ اس کے اندر کیا چل رہا ہے۔" آج کھنک نے فیضان کو غور سے دیکھا تھا نوٹ کیا تھا اور وہ کھنک کو ایسا ہی لگا تھا۔

"ہاں ماہرین بھی یہی کہتے ہیں۔ ایسا انسان خطرناک ہوتا ہے جو نہ خود آپ کو بتا رہا ہو کہ وہ کیا ہے اور نہ اُس کی حرکات۔ ویسے تم خود بھی ایسی ہی ہو....." احمر نے جیسے ہی کہا کھنک نے اُسے حیران ہو کر دیکھا۔

"کیا مطلب.....؟" کھنک اُسکی بات سمجھ گئی تھی پر وہ تفصیل جاننا چاہتی تھی۔

"ہاں نفسیاتی پینل کا کہنا ہے کہ وہ تمہیں ایک جملے یا لفظ میں قید نہیں کر پا رہے۔ جو کھنک ٹیسٹ دینے آئی تھی وہ کچھ اور تھی، جس نے جواب لکھے وہ کوئی اور، جس نے اُس بچے کو بچایا وہ کوئی

اور..... اور تم کوئی اور ہو.....!

فیضان بھی ایسا ہے۔

خیر وہ ویسے نارمل نہیں ہے اور نہ ہی وہ انسان ہے، کم سے کم تم اُس حوالے سے فیضان جیسی نہیں ہو۔ "احمر نے کافی پی۔ وہ کھنک کی تعریف نہیں کر رہا تھا صرف بتا رہا تھا۔

"کتنا بُرا ہے وہ.....؟ مطلب کونسے برے کام کیے ہیں اُس نے.....؟" کھنک نے سوال کیا اور جواب کا انتظار کرنے لگی جیسے کوئی اُسکی اپنی ذات کے بارے میں رائے دینے لگا ہے۔

"وہ اپنی دولت سے امریکہ کے آس پاس کے گاؤں، پورے پورے علاقے خرید رہا ہے۔ جیسے ہی وہ زمین خرید لیتا ہے وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے چلے جانے کا آرڈر مل جاتا ہے۔ وہ کہاں جائیں گے، کہاں رہیں گے، پوچھنے والا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ کوئی اپنی زمین نہ دے تو اُس سے زمین طاقت اور ظلم کے دم پر نکلوالی جاتی ہے۔

اُسکی سرپرستی میں ہتھیار اور اسلحہ بن رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ صرف اسلحہ بناتے ہیں پر اس کی کمپنی ایٹس کا بنا اسلحہ ناجائز کاموں میں استعمال ہو رہا ہے اور ایسے لوگوں تک پہنچ رہا ہے جو اُس اسلحے کا استعمال کر کے دنیا بھر میں قیامت برپا کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے پر ثبوت موجود ہیں۔ اور صرف اتنا ہی نہیں، وہ انسان خود بہت خطرناک ہے۔ دنیا فیضان کی جس شخصیت پر مرتی ہے ویسا وہ بالکل بھی نہیں ہے۔ اچانک سے اُس کا میٹر گھوم جاتا ہے، اُس کا موڈ کب بدل جائے کہا نہیں جاسکتا۔

اگر وہ کسی لڑکی سے رشتہ کمٹ کرتا ہے اور پھر وہ لڑکی یہ سمجھے کہ اس رشتے کی وجہ سے وہ اس کا لحاظ کرے گا، اس کے نخرے برداشت کرتا جائے گا، تو ایسا نہیں ہے۔ اگر اس کو غصہ آ گیا تو کسی رشتے کا لحاظ کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُسکی گرل فرینڈ ز اُس کے ساتھ

ایک ماہ بھی نہیں نکالتی، وہ اُن پر ہاتھ اٹھاتا ہے، ان کو عجیب و غریب امتحانوں میں ڈالتا ہے۔
فیضان کی آخری گرل فرینڈ سوزن براؤن، جاننا چاہتی ہو اُس کے ساتھ کیا ہوا تھا.....؟" احمر
نے سوال کیا۔

"کیا.....؟" کھنک نے پوچھا۔ اُس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ کھنک نے کافی پی اور
نارٹل نظر آنے کی ناکام سی کوشش کرنے لگی۔

"اندازہ لگانا مشکل تھا کہ فیضان نے اُس کو کس چیز سے مارا۔ اُس پر ہاتھ اٹھایا اُسے دھکا دیا۔
پر اُس کا آدھا چہرہ پوری طرح بگڑا ہوا تھا۔" احمر نے بتایا۔
"واٹ.....؟" کھنک حیران رہ گئی۔
"ہاں۔"

"اور اُس نے یہ بات پولیس یا میڈیا کو نہیں بتائی.....؟" کھنک گھبرا گئی تھی۔
"وہ میڈیا والوں کو ایئر پورٹ پر ملی۔ مین ہیٹن چھوڑ کر جا رہی تھی۔ اس نے کہا کہ اس کا
ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ وہ بہت ڈری ہوئی تھی، کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اُسکی قسمت
اچھی تھی کہ وہ جا رہی تھی، ورنہ وہ 7 لڑکیاں آج تک غائب ہیں جن کا فیضان سے واسطہ تھا۔"
کھنک نے اچانک کافی کا کپ ٹیبل پر رکھا۔ اب اُس سے اپنی حالت سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔
"اس کا مطلب.....؟ اُن 7 لڑکیوں کو فیضان نے.....؟" کھنک نے اپنا جملہ پورا نہیں کیا۔
"ہاں وہ اُنکو جان سے مار چکا ہے، اور اپنے چند کاروباری رقیبوں کو بھی۔"

احمر نے تصدیق کر دی اور کھنک کی حالت اُسکے قابو سے باہر ہو گئی۔

کیا کہتی اب وہ، کیا سوچتی.....؟ اُسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"میرا ارادہ تمہیں یہ سب بتا کر ڈرانے کا نہیں تھا، بس محتاط رہنا۔" احمر نے بات مکمل کی۔

(کس سے.....؟)

اُس انسان سے جس سے میں نے کبھی دل و جان سے محبت کی تھی۔

اُس سے ثواب اور گناہ سے بہت دور جا کر دل لگایا تھا۔

جس سے محبت ہو اُس سے محتاط کیسے رہا جاتا ہے.....؟)

کھنک بس سوچ کر ہی رہ گئی۔

"اگر میں کہوں کہ پروجیکٹ 799 ڈی آئی کیو کی 20 سالہ تاریخ کا سب سے خطرناک

پروجیکٹ ہے تو یہ غلط نہیں ہوگا۔"

"اندازہ ہو رہا ہے مجھے۔" کھنک نے اپنا سر پکڑ کر کہا۔

"اب سو جاؤ، کل کا دن بہت اہم ہے تمہارے لئے۔" احمر نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ آنا

وہاں آئی۔

"جو انہوں نے نہیں کہا وہ میں کہہ دوں.....؟" آنا نے اجازت مانگی۔

کھنک اُسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"کہ اگر یہ پروجیکٹ اب تک کا سب سے خطرناک پروجیکٹ ہے تو آپ بھی اب تک کی سب

سے بہادر اور سمجھدار لڑکی ہیں۔" آنا نے فخر سے کہا۔

"میری ہمت بڑھانے کے لیے شکریہ۔" کھنک نے مسکرا کر کہا۔

☆.....☆.....☆

احمر نے فیضان کے پی اے سے بات کر لی تھی۔ اُنکو دن کے 11 بجے تک ایٹس جانا تھا۔

کھنک کو کہا گیا تھا کہ یہ موقع بہت اہم ہے۔ وہ فیضان سے زیادہ سے زیادہ بات کرے، اُسے

بتائے کہ وہ بھی اُس جیسی ہے اور ایسے امکان پیدا کرے کہ اُنکی تیسری ملاقات کے لیے کوئی

بہانہ نہ تلاش کرنا پڑے۔

کھنک تیار ہو رہی تھی، اُس نے خود کو آئینے میں دیکھا۔

محبت یہ دنیا کے کسی رسم و رواج اور اصول کو نہیں مانتی، بلکہ دنیا تو کہتی ہے کہ ساری رسموں، رواجوں اور اصولوں سے ایک ساتھ بغاوت کر جانا ہی محبت ہے۔ پر کیا محبت کے اپنے کچھ اصول ہوتے ہیں؟ یا یہی سچ ہے کہ محبت اصولوں سے بغاوت کر جانے کا ہی نام ہے۔ جب دل جان جائے کہ وہ جسے چاہتا ہے وہ تو محبت کرنے کے قابل ہی نہیں، تب دل کا فیصلہ کیا ہوتا ہے؟ یہ اصول کہاں بنتے ہیں، کون بناتا ہے، کہ برے لوگ محبت کے قابل نہیں ہوتے، کون طے کرتا ہے کہ کون محبت کے قابل ہے اور کون نہیں.....؟ اور ایک انسان کب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اُسے یہ کہا جاسکے کہ وہ محبت کے قابل نہیں رہا۔

ان سوالوں کے علاوہ ایک سوال کھنک کو بہت تنگ کر رہا تھا، کہ کیا فیضان بھی اسی مقام تک پہنچ چکا تھا اور اب وہ صرف اور صرف نفرت کے قابل تھا۔

(کیا میں نے اپنی ساری زندگی ایک ایسے شخص سے محبت کرنے میں برباد کی ہے جو محبت کے قابل ہی نہیں تھا.....؟)

کھنک کو سوال کا جواب نہیں مل رہا تھا۔

"آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں۔" کھنک آنا کی آواز پر چونکی۔

"شکریہ۔" کھنک نے کہا اور آئینے میں نظر آنے والے اپنے عکس کی آنکھوں میں دیکھا۔

کھنک ایٹس پہنچی، اس کا استقبال بہت اچھے انداز میں ہوا۔ فیضان وہاں موجود نہیں تھا، وہ میٹنگ روم میں تھا۔ اور کھنک کو وہاں ہی جانا تھا، کچھ دیر بعد۔

دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ وہاں اُن کی طرف سے بھی کوئی آدمی نہیں تھا، اس لیے آنا اور

احمر بھی باہر ہی رکے۔ کھنک نے ایک نظر میں جائزہ لے لیا، وہاں سچ میں ضرورت سے زیادہ سی سی ٹی وی کیمرے لگے ہوئے تھے، اور سب سے بڑا کیمرہ تو فیضان کی وہ سرمئی آنکھیں تھیں جو اس وقت صرف کھنک پر تھیں۔

"آپ کو ایٹس کیسی لگی.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"بہت اچھی، اور اب جانا کہ یہ نمبر تین پر کیوں ہے۔ کیونکہ یہ اس قابل ہے۔" کھنک نے مسکرا کر کہا۔

"وائن.....؟" وائن فیضان کے قریب ہی رکھی گئی تھی۔

"تو تھینکس۔" کھنک نے منع کر دیا۔

"You don't drink.....?"

فیضان نے ایسے ہی پوچھا جیسے یہ کوئی بہت عجیب بات ہے۔

"I do drink, ... پر اس وقت نہیں۔ کیا خبر، اس میں زہر ہو۔" کھنک نے نارمل انداز میں کہا۔

"میں آپ کو مارنا نہیں چاہتا۔" فیضان نے مسکرا کر کہا۔

"ابھی تک۔" کھنک نے جیسے فیضان کا جملہ پورا کیا کہ اب تک تو میں آپ کو مارنا نہیں چاہتا۔

"آپ کو کسی پر بھروسہ نہیں ہے.....؟" فیضان نے بتانے والے انداز میں پوچھا۔

"مجھے کسی پر بھروسہ نہیں ہے کیونکہ کوئی اس قابل ہی نہیں ہے۔ ویسے اتنی جلدی کسی پر بھروسہ نہیں کرتی، بلکہ سچ کہوں تو میں کبھی بھی کسی پر بھروسہ کرتی ہی نہیں۔" کھنک خود پر قابو پا کر پلان پر توجہ دے رہی تھی۔

"یعنی آپ اس وقت یہاں میرے ساتھ بیٹھی ہیں، but you don't trust me۔"

آپ کو مجھ پر بھی بھروسہ نہیں ہے.....؟" فیضان کا انداز اب بھی بتانے والا تھا۔

"آف کورس..... اور آپ کا بھی یہی حال ہے۔" "Am I right.... Mr. Rizvi..?"
کھنک قریب رکھے پین کو ہاتھ سے گھماتے ہوئے بولی۔ اور جملے کے اختتام پر نظریں اٹھا کر
فیضان کو دیکھا۔

"ہاں یہی سچ ہے، پر میں بھروسہ کرنا چاہ رہا ہوں۔" فیضان نے کہا۔
"آپ ضرور بزنس کی بات کر رہے ہیں۔" کھنک نے کہا کہ فیضان بزنس کی زبان میں بھروسہ
کرنے کا کہہ رہا ہے۔

"نہیں۔" فیضان سنجیدہ تھا۔

کھنک نے اُسے دوپل دیکھا۔

(یہ میں کیا کر رہی ہوں؟ جس طوفان نے مجھے برباد کر دیا تھا دوبارہ اسی طوفان کے سامنے آ
گئی؟ اور اب کیا سوچ رہی ہوں، کہ اب میں اس طوفان کو برباد کر دوں گی.....؟
کیا مجھے بدلہ چاہیے.....؟) کھنک نے خود سے سوال کیا۔

فیضان نے کھنک کو کہیں کھوئے ہوئے دیکھا تو اُسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

"یہ میرے ساتھ اکثر ہوتا ہے پر اس بار یہ بہت جلدی ہو رہا ہے۔" فیضان نے کہا۔ اُسکا
مطلب تھا کہ کسی لڑکی کا اسے دیکھ کر کہیں کھوجانا۔

"یہ ہوتا رہتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب بھی یہی ہو رہا ہے۔ میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ
آپ کے ساتھ بزنس کیا جاسکتا ہے یا نہیں....." کھنک نے فیضان کی خوش فہمی پر پاؤں رکھا
اور صورت حال سنبھال لی۔

"تو پھر کیا سوچا آپ نے.....؟" فیضان کو کھنک کی بات بری لگی یا نہیں یہ محسوس نہیں ہوا۔

"وائلیٹ ایٹس کے ساتھ بزنس کرے گی۔" کھنک نے کاروباری انداز میں کہا۔
 "ہماری خوش قسمتی ہوگی۔"

"بالکل ہوگی، کیونکہ اس کے علاوہ وائلیٹ کو سات جگہ سے بزنس کی آفر ہے پر ہم نے آپ کو
 چنا ہے۔"

"کوئی خاص وجہ.....؟"

"بہت بڑی۔"

"اور وہ کیا.....؟" فیضان نے پوچھا پر...

"اب مجھے جانا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے۔" فیضان نے کہا۔

کھنک اور فیضان میٹنگ روم سے باہر آئے۔ وہ اس وقت ایٹس کے ہال میں کھڑے تھے۔
 (میں جو کر رہی ہوں وہ غلط ہے۔ جب اس راہ سے لوٹ آئی تھی تو یہاں تک بھی نہیں آنا چاہیے
 تھا مجھے۔

میں چلی جاؤں گی یہاں سے، یہ لوگ مجھے تلاش نہیں کر سکیں گے۔ تمہیں بتا دوں گی سب..... تم
 اپنی حفاظت خود کر سکتے ہو۔ یہی ٹھیک رہے گا، یہی بیچ کا راستہ ہے۔

ہاں میں یہی کروں گی۔) کھنک نے ارادہ کر لیا۔

دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے، یہی کہل کر اچھا لگا وغیرہ۔

ہال میں ایٹس کا ایک بہت بڑا موونگ لوگو نصب تھا، لوہے کا، جو ہر وقت گھومتا رہتا تھا۔

پر آج عجیب طریقے سے گھوم رہا تھا، شاید اس میں کوئی خرابی آچکی تھی۔

کھنک اور فیضان اس کے نیچے کھڑے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ گھومتا رہتا تھا اس لیے کسی نے

اُسکی حرکت پر دھیان نہیں دیا، ویسے بھی سب اپنے کام میں مصروف تھے۔
 "آپ سے مل کر اچھا لگا مسٹر رضوی۔" کھنک نے قلم چھوڑ دیا اور کتاب بند کر دی۔ اب وہ یہ داستان نہیں لکھنا چاہتی تھی۔ وہ اس سب سے دُور جانے کا ارادہ کر چکی تھی۔
 وہ مرکزی دروازے کی طرف جا رہی تھی جہاں آنا اور احمر کھڑے تھے کہ جانے کیوں اُسے احساس ہوا جیسے فیضان اسے ہی دیکھ رہا ہے۔ مرکزی دروازے کے پاس جا کر اس نے پلٹ کر فیضان کو دیکھا۔

عشق کی راہ سے پلٹنا اتنا آسان کہاں۔ کھنک کی روح بے چین ہوئی۔ وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا کہ...

کھنک کی نظر اُس لوگو پر پڑی جو دور سے دیکھنے پر نظر آ رہا تھا کہ ٹیڑھا ہو چکا تھا اور گرنے والا تھا۔ اس وقت وہ ایک بڑے ہتھوڑے جیسا تھا جس کا نشانہ فیضان تھا۔ کھنک نے یہ منظر دیکھا۔ فیضان بے خبر تھا، باقی لوگ بھی۔ اور کھنک کے دماغ میں کچھ آوازیں گونجنا شروع ہوئیں۔
 (طبعی موت۔ جو ایک حادثے جیسی لگے۔ تمہیں اُسے ایسے مارنا ہے کہ اس کی موت ایک حادثہ لگے اور دنیا یہی سمجھے کہ وہ اپنی موت مرا ہے۔) کھنک کے دماغ میں وہ آوازیں گونجیں جو شاید کچھ ہی دیر میں سچ ہونے والی تھیں۔

فیضان کی موت اُسے ایک حادثہ بنانی تھی۔

جو کچھ ہی پل میں ہونے والا تھا۔

کھنک نے فیضان کو دیکھا۔

عشق ہے پانی کا ایک قطرہ، قطرے میں طوفان

ایک ہاتھ میں اپنا دل رکھ لے، ایک ہاتھ میں رکھ لے جان

(آنند بکشی)

کھنک کے قدم زمین سے اٹھے، وہ فیضان کی طرف بھاگنے کے سے انداز میں بڑھی۔ فیضان ابھی اُسے دیکھ کر حیران ہی ہو رہا تھا کہ کھنک نے اُسے دھکا دیا۔ وہ فیضان کے اوپر تھی، دونوں زمین پر گرے کے ساتھ ہی وہ لوگو اُسی جگہ آگرا جہاں اُسے گرنا تھا اور جہاں کچھ دیر پہلے فیضان کھڑا تھا۔

کھنک کا دایاں پاؤں لوگو کے نیچے آ گیا۔

"آہ..." کھنک درد کی شدت سے چیخی۔ فیضان نے کھنک کی آنکھوں میں دیکھا، لوگ اُنکی طرف بڑھے۔

"فیضان.....؟" کھنک نے سرگوشی میں کہا اور درد کی شدت سے فیضان کے سینے پر سر رکھے بے ہوش ہو گئی۔ فیضان نے اُسے تھام لیا۔

"مارک.....؟" فیضان چلایا اور لوگ اُنکی مدد کرنے کے لئے آگے بڑھے۔

☆.....☆.....☆

کھنک کی آنکھوں کے سامنے بادل تھے، دھواں تھا یا دھند، اُسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی کچھ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اُس بادل جیسی چیز کو ہاتھ سے ہٹایا تو دیکھا دور پر سامنے شمس صاحب اور یاسمین بی بی کسی بادل جیسی چیز پر بیٹھے تھے۔ وہ آسمان تھا، وہ لوگ ہوا میں تھے اور وہ دونوں نیچے دیکھ رہے تھے، نیچے دیکھتے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے، خوش اور مطمئن نظر آ رہے تھے۔ نیچے دیکھتے اشارہ بھی کرتے، جیسے کہہ رہے ہوں وہ دیکھو نیچے۔

یاسمین بی بی نے دُور سے ہی کسی کی بلائیں لیں اور شمس صاحب نے کسی کے حق میں دعا کر کے آمین کہا۔ دونوں بہت خوش تھے۔

کھنک حیران ہوئی اور اُسکی آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے بھر آئیں۔
وہ اُنکو پکارنے لگی، پر اُسکی آواز اُسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

کھنک نے آگے بڑھنا چاہا تو اُسے محسوس ہوا کہ کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ وہ پلٹی تو وہ شخص بھی اُسے نظر نہیں آ رہا تھا، پر کوئی اُس کے پاس کھڑا تھا۔ کھنک نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا۔
"چھوڑو۔" کھنک نے کہا اور دیکھا شمس صاحب اور یاسمین بی بی اُس سے مزید دُور جانے لگے۔

"ڈیڈ، مام، ڈیڈ..." کھنک پوری قوت سے چلانے لگی پر اُسکی آواز جیسے گھٹ گئی تھی۔
کھنک پلٹ کر اُس شخص کی طرف بڑھی جس نے کھنک کی کلائی پکڑ رکھی تھی۔
"کیوں تم مجھے جانے نہیں دے رہے، آخر تم ہو کون.....؟" کھنک غصے سے بولی اور اُس کے چہرے کے سامنے سے بادل ہٹانے لگی۔
جیسے ہی کھنک کو وہ چہرہ نظر آیا، کھنک حیران رہ گئی۔
وہ شخص فیضان تھا۔

"فیضان.....؟" کھنک نے حیران ہو کر کہا کہ وہ ایک جھٹکے سے جاگ گئی۔
کھنک نے آس پاس دیکھا۔ وہ ہسپتال کے روم میں تھی۔ کھنک سمجھ گئی کہ یہ خواب تھا۔ آج پہلی بار اُس نے شمس صاحب اور یاسمین بی بی کو اپنے خواب میں دیکھا تھا۔
احمر کھنک کو ہوش میں دیکھ کر اُسکی طرف بڑھا۔
"میں ہسپتال میں ہوں؟" کھنک نے جیسے خود سے کہا اور دیکھا کہ اُسکے پاؤں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"ہاں۔ جو سٹنٹ تم نے وہاں کیا اُس کے بعد تم دو جگہ پر ہی ہو سکتی تھی، یا قبر میں اور یا ہسپتال میں۔ اور بری خبر یہ ہے کہ تم ہسپتال میں ہو، فیضان بھی تھا۔" احمر نے غصے سے خبر سنائی۔

"تھا.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"ہاں اُسکے سر پر معمولی چوٹ لگی تھی۔ وہ واپس چلا گیا۔"

"اور مجھے کیا ہوا ہے.....؟" کھنک نے سہم کر سوال کیا، وہ کوئی بری خبر نہیں سننا چاہتی تھی۔

"فریکچر....." پر احمر کے پاس کوئی اچھی خبر نہیں تھی۔

"کیا.....؟" کھنک نے خاصہ ڈرامائی ردِ عمل دیا۔

"ہاں، 9 ٹانگے لگے ہیں تمہیں۔ خوش قسمت ہو کہ ٹانگ ٹوٹ نہیں گئی۔" احمر نے مزید بری خبریں سنائی۔

"اونو....." کھنک نے اپنا سر پکڑا۔ وہ اپنا پاؤں ہلا نہیں پا رہی تھی۔ مطلب چوٹ گہری تھی۔

"اور کیا امید کر رہی تھی؟ کہ پتھر کی بنی ہو، خراش بھی نہیں آئے گی تمہیں؟" احمر نے طنز کیا۔

"جانتی ہو تم نے کیا کیا ہے.....؟ پاگل پن۔ اور اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا تھا.....؟" کھنک نے احمر کو دیکھا۔ وہ اُسے ایسے ڈانٹ رہا تھا جیسے نقصان کھنک کا نہیں احمر کا ہوا ہے۔

"بس میں بول نہیں رہی اسکا یہ مطلب نہیں کہ تم جو چاہو بولتے جاؤ۔ کس نے دیا تم کو مجھ پر چلانے کا حق؟ ابھی ہوش میں آئی ہوں میں..... میرا خیال نہیں تو کم سے کم پلان کا ہی خیال کر لو۔ باڈی گارڈ ہو، شوہر نہیں جو ایسے چلا رہے ہو مجھ پر.....!" کھنک نے بمشکل پر جواباً غصے سے کہا۔

"کونسا پلان، سب تو تم نے برباد کر دیا۔" احمر نے کہا۔

"کیا مطلب.....؟"

"مطلب یہ کہ....." احمر بول رہا تھا کہ اُسکا موبائل بجا۔

"لو خود ہی بات کر لو۔" احمر موبائل کھنک کے پاس رکھ کر خود باہر چلا گیا تا کہ جب تک کھنک معراج صاحب سے بات کر رہی ہے کوئی اندر نہ آ سکے۔

کھنک نے فون کان سے لگایا ہی تھا کہ۔

"Are you out of your mind?۔ آخر تم سوچ کیا رہی تھی.....؟ کچھ سوچ بھی رہی تھی یا نہیں.....؟" معراج صاحب بھی احمر کی طرح آگ بگولا تھے۔

"میں نے وہ ہمارے پلان کو مضبوط کرنے کے لیے کیا۔" کھنک کا جواز کمزور تھا۔

"واہ..... یعنی تم نے پلان کو مضبوط کرنے کے لئے اُس انسان کی جان بچائی جو پلان اسی کے خلاف ہے۔ جو پلان یہ ہے کہ تم نے اُسے جان سے مارنا ہے۔ اسے تمہاری بے وقوفی کہوں یا حد سے زیادہ خود اعتمادی.....؟ بیوقوف لڑکی، ہمارا پلان اس کو ایک طبعی موت، ایک حادثاتی موت مارنے کا تھا جو آج ہونے والا تھا، وہ اپنے آپ مرنے والا تھا، پر تم نے تو اُسے بچا لیا۔" معراج صاحب چلائے، آج اُنکا ضبط بھی ٹوٹ گیا تھا۔

"بیوقوف ہونگی آپ کی آنے والی نسلیں..... مجھے یہ باتیں سنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ سب کیوں میرا صبر آزما رہے ہیں؟ پہلے احمر مجھ پر چلا رہا تھا، اور اب آپ مجھے باتیں سنارہے ہیں۔

آخری بار کہہ رہی ہوں۔ میں آپ کے خلاف نہیں ہوں، پر مجھے فالتو کی باتیں سننے کی عادت نہیں ہے، چاہے وہ کوئی بھی کر رہا ہو..... وزٹ کے دوران میری فیضان سے اچھی بات چیت نہیں ہوئی، اور یہ میں نے یہی سوچ کر کیا کہ اس سے پلان پر اچھا اثر پڑے گا۔ کیونکہ یہ بات آپ نے ہی ڈالی تھی میرے دماغ میں۔" کھنک ایک سانس میں بولی۔

"کیسے اچھا اثر پڑے گا؟ لگتا ہے چوٹ تمہارے سر پر لگی ہے۔ صرف دوسری ملاقات میں تم اُس پر اپنی جان قربان کرنے چل دو گی تو کیا یہ کوئی بجا بات ہے.....؟ اور اگر یہ تیر نشانے پر لگا ہوتا تو وہ ایسے چلا جاتا وہاں سے.....؟" معراج صاحب نے کہا۔

کھنک نے جواب نہیں دیا۔ فیضان کی بے پروا شخصیت تو بہت مشہور تھی۔ وہ وہاں سے کب سے جا چکا تھا۔

"تم نے پلان ختم کر دیا۔ میں نے کہا تھا مجھے کسی قسم کی نا سمجھی یا جلد بازی نہیں چاہیے اور تم نے یہی کیا۔ آخر تم سوچ کیا رہی تھی.....؟"

وہ تو یہی سوچ رہی تھی کہ اگر وہ سب ہونے سے نہ روکتی تو فیضان مر جاتا اور کھنک کھیل کھیلے بنا ہی جیت جاتی۔

معراج صاحب نے کال اینڈ کر دی۔ کھنک نے موبائل ایک طرف رکھا اور سامنے دیکھنے لگی۔ احمر اندر آیا۔

"تم مجھے اتنی پاگل نہیں لگی تھی جتنا آج تم نے ثابت کر دیا ہے۔" احمر نے موبائل اٹھایا۔
"میں اس سے بھی زیادہ پاگل ہوں۔" کھنک نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب سب یہ جانتے ہیں، میڈیا تک پہنچ گیا تمہارا وہ پاگل پن۔" احمر نے کہا اور باہر چلا گیا۔

کھنک نے گہری سانس لی اور اُسکی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم گیا۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر کھنک وہ سب ہونے دیتی تو..... کھنک کی سوچ دم توڑ گئی۔ وہ جو سوچ بھی نہیں پا رہی تھی وہ ہونے کیسے دے سکتی تھی۔

اسمٹھ اپنے روم میں تھا جب اُس نے نیوز پر وہ منظر دیکھا۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو کھنک.....؟" اسمتھ نے اپنا سر پکڑ لیا۔

☆.....☆.....☆

رضوی مینشن، فیضان کا گھر، جیسے کوئی بہت بڑا محل جو کئی ایکڑ پر پھیلا ہوا تھا۔

فیضان اس وقت کانفرنس روم میں تھا اور اُس بڑی اسکرین کے سامنے بیٹھا تھا جس پر سی سی ٹی وی کیمرے کی فوٹیج چل رہی تھی، ہر طرف سے اور ہر اینگل سے۔ وہاں رضوی ہاؤس کے سیکورٹی انچارج، فیضان کا پی اے مارک اور نفسیاتی ماہرین موجود تھے۔
لوگوں میں کیا خرابی تھی یہ لوگ پتہ کر چکے تھے۔

"یہ دیکھیں، پہلے آپ دونوں نشانے پر تھے، اگر وہ کچھ دیر اور وہاں کھڑی رہتیں تو وہ بھی وکٹیم تھیں۔" ماہرین اپنا تجزیہ دے رہے تھے۔ فیضان متوجہ تھا۔

"یہ دیکھیں، وہ مرکزی دروازے کے پاس جا کر پلٹی اور اُس کے چہرے پر مسکراہٹ ہے پر آنکھوں میں پریشانی کیونکہ وہ دیکھ چکی ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ پھر ہمیں اُن کی آنکھوں میں ڈرنظر آتا ہے، اور پھر ارادہ۔ جب وہ آگے بڑھیں، اُس کو یہ پتا چل جانا کہ لوگوں کو کرنے والا ہے، آپ اُس کا نشانہ ہیں، اُس کا یہ ارادہ کرنا کہ وہ چلی جائے، کھڑی رہے آیا آپ کو بچانے کے لیے بھاگے، یہ سب اس نے تین سے پانچ سیکنڈ کے اندر اندر سوچا۔

وہ مدد مانگ سکتیں تھیں، یا چلا سکتیں تھیں۔ پر نہیں، وہ خود آگے بڑھیں، جیسے وہ یہی کرنا چاہتی ہوں اور ضرور کرنا چاہتی ہوں، جیسے وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچ رہی کہ اس نے آپ کو بچانا ہے۔ اور اس نے آپ کو بچا لیا۔ اس کا پاؤں لوگوں کے نیچے آگیا کیونکہ وہ آپ سمیت زیادہ دور نہیں ہٹ پائی۔" نفسیاتی ماہر باب نے کہا۔

فیضان جاننا چاہتا تھا کہ کھنک نے ایسا کیوں کیا.....؟

"آپ نے اُنکی آنکھوں میں کیا دیکھا.....؟"

"درد۔" فیضان نے کہا۔

اُسے وہی نظر آیا تھا جب اس نے کھنک کی آنکھوں میں درد دیکھا اور وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

"درد تو بہت ہوا ہوگا، لوگو بہت بھاری تھا۔" باب نے کہا۔

"اُسکی کیا خبر ہے.....؟" فیضان نے مارک سے پوچھا۔

"تین گھنٹے پہلے ہوش آیا ہے، وہ ٹھیک ہیں اور شام تک ڈسپارچ ہو جانا چاہتی ہیں اپنی مرضی

سے۔" مارک نے بتایا۔

"ہوں....." فیضان نے کھنک کے عکس کو غور سے دیکھا۔

☆.....☆.....☆

کھنک نے شام تک گھر جانے کی ضد کی۔ احمر اُسے گھر لے کر آیا اور کار گھر کے سامنے روکی، کار سے ویل چیئر نکالی اور کھنک کی طرف کا دروازہ کھولا۔

احمر نے کھنک کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کھنک نے نہ چاہتے ہوئے اُسکا ہاتھ تھاما۔ احمر نے کھنک کو ویل چیئر پر بٹھایا اور ویل چیئر سمیت اُسے گھر کے بسمینٹ میں لے گیا جہاں معراج صاحب اور ظہیر پہلے ہی عدالت لگا کر بیٹھے تھے۔ اب کھنک اُنکے سامنے کسی مجرم کی طرح پیش ہو چکی تھی اور کمرے کا ماحول ایک انٹر وکیشن روم جیسا بن گیا تھا۔

"کیوں کیا تم نے ایسا.....؟ کیا آیا تمہارے دماغ میں ایسا کہ تم بنا سوچے بنا سمجھے اُسے بچانے چل پڑی.....؟ ہم سے صرف سچ بولنا ورنہ تمہیں ابھی یہیں مار دیں گے ہم۔" معراج صاحب نے کہا کہ اگلے پل کھنک طنزیہ ہنسی۔

"یہ کام فیضان پہلے ہی کر چکا ہے۔" کھنک نے سامنے دیکھتے ہوئے خود سے کہا۔ ظہیر اور

معراج صاحب حیران ہوئے۔

"جو داستان لکھنے کے لئے آپ نے مجھے چنا وہ دراصل میری اپنی داستان ہے جو چار سال سے ادھوری پڑی تھی۔" کھنک خود سے باتیں کرتی ہوئی لگ رہی تھی۔

"کیا مطلب، یہ تم کیا کہہ رہی ہو.....؟" ان کو کھنک کی بات کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔
کھنک کہیں کھوئی ہوئی نظر آرہی تھی۔

اتر نے گنجے کی اک میرا چاند...

"کھنک.....؟" معراج صاحب نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر اُسے اپنی طرف متوجہ کیا تو وہ چونک کر متوجہ ہوئی۔

"اب بتاؤ تم کیا کہہ رہی ہو.....؟"

"مجھے دُنیا کے کسی شخص کسی انسان سے سروکار نہ تھی پر میں اس کام کے لیے اچانک سے مان گئی، جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ اس دنیا میں صرف فیضان ہی ایسا انسان تھا جس سے مجھے اب بھی کوئی مطلب ہو سکتا تھا۔" پھر کھنک نے ان کو بتایا کہ کیسے وہ فیضان سے محبت کرتی تھی، اپنے ماں باپ کو ناراض کر کے اُس سے ملنے کی کوشش، پھر اس نے کھنک کے ساتھ کیا کیا، کیسے اُسکے ماں باپ کھنک کو معاف کئے بنا اس دنیا سے چلے گئے۔

سب حیران تھے۔

"برباد کردی اُس نے میری زندگی، سب ختم ہو گیا۔ وہ صرف آپ کا نہیں میرا بھی دشمن ہے۔ یہ جنگ صرف آپ کی نہیں میری بھی ہے۔ اُس نے مجھے ٹھکرایا ہے، میری محبت کے منہ پر طمانچہ مارا ہے، برباد کیا ہے اس نے مجھے، میری سکون بھری زندگی خراب کی ہے اس نے۔" کھنک نفرت سے بولی۔

"تو مریوں نہیں جانے دیا اُسے.....؟" ظہیر نے پوچھا۔

"اتنی آسان موت.....؟ نہیں، میں تو اسے دن رات ہر پل تڑپ تڑپ کر مرتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہوں۔ اور وہ صرف میرے ہاتھوں مرے گا، وقت اور قسمت کے ہاتھوں نہیں۔ وہ اپنی آئی کو نہیں مرے گا، اس کی موت میں پلان کروں گی۔ ایک دردناک موت، بے بس موت۔" کھنک نے نفرت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"نفرت کرتی ہوں میں اس سے، یہ میرا کوئیٹ ہے، میری جدوجہد ہے، میری جنگ ہے۔" ہم یہ سب کیسے مان لیں.....؟" معراج صاحب نے کہا۔

"4 سال پہلے، 7 نومبر، رات دو بجے کا وقت تھا۔ افشاں ہوٹل کا پارکنگ لاٹ، وہی جگہ ہے جہاں اُس نے میری محبت ٹھکرائی تھی، مجھے مارنے کی کوشش کی تھی، یہ زخم دیا تھا۔ اسی رات کو میں نے اپنے جان سے پیارے ماں باپ شمس کاظمی اور یاسمین کاظمی کھوئے تھے۔ پارکنگ لاٹ کے سی سی ٹی وی کیمرے میں فوٹیج ضرور ہوگی، اور آپ کے لیے وہ فوٹیج حاصل کرنا مشکل نہیں ہے۔ اُسکے ساتھ کرسٹین نام کی لڑکی تھی۔" کھنک نے ساری تفصیل بتائی جو سچ تھی۔

"اُس نے تمہیں پہچانا نہیں.....؟" معراج صاحب حیران ہوئے۔

"کیسے پہچانتا؟ وہ تو ایک عام سی لڑکی تھی، میں تو ایک مشہور بزنس گرل ہوں۔

ایسے لوگوں کی یادداشت اچھی نہیں ہوتی۔ اور تب وہ نشے میں تھا، وہاں روشنی کم تھی۔ یہ چار سال پرانی بات ہے۔" کھنک نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی تم نے ہماری آفر اس لئے قبول کی کیوں کہ تم اُس سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔ پر تمہیں ہماری کیا ضرورت ہے، یہ کام تو تم پہلے بھی کر چکی ہو۔"

"میں نے تب بھی بہت محنت کی تھی۔ اور تب بات اور تھی، اب اس کی سیکورٹی بہت محتاط ہو چکی

ہے۔ میرا اس تک پہنچ جانا تقریباً ناممکن تھا۔ میرا ارادہ اسے مارنے کا نہیں بلکہ وہی دکھ دینے کا ہے جو اُس نے مجھے دیا تھا۔ اور اب یہ کرنا بہت مشکل ہو گیا تھا، جان گئی تھی کہ کر نہیں پاؤں گی، پھر بھی پلان بنا رہی تھی، پیسے جمع کر رہی تھی، تبھی تو وہ ٹیسٹ دینے آئی تھی۔ اور وہ تیس سوال مجھے میرے مقصد تک لے گئے۔ "کھنک نے ساری کڑیاں جوڑ دی تھیں، اب شک کا کوئی جواز نہیں تھا۔"

وہ سوچنے لگے۔

"سوری مجھے یہ سب آپ کو پہلے بتادینا چاہیے تھا۔"

"تمہیں یہ ہمیں پہلے ہی دن بتادینا چاہیے تھا۔"

"سوری، مجھے ڈر تھا کہ آپ لوگ اس طرح میرا ساتھ نہیں دیں گے۔"

"یعنی تم نے آج اُسے صرف اس لئے بچایا تا کہ تم اُسے خود مار سکو.....؟" معراج صاحب نے آخری بار پوچھا۔

"ہاں۔" کھنک نے کہا۔

"پر اب تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ہمیں نہیں لگتا وہ آئے گا۔" معراج صاحب نے یقین سے کہا۔

"پر اگر وہ آیا تو کیا تب آپ لوگ میرا ساتھ دیں گے.....؟" کھنک نے اُمید سے پوچھا۔

"دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔ تمہارے پاس کل شام تک کا وقت ہے۔ اگر وہ کل بھی نہیں آیا تو

پھر نہیں آئے گا اور تمہیں مرنا ہوگا۔ 799 کے لیے ہم کسی اور کو تلاش کر لیں گے۔" معراج

صاحب نے فیصلہ سنایا۔

"منظور ہے۔" کھنک نے فوراً کہا۔

"بہت پر اعتماد ہو....." ظہیر حیران تھا۔

"ہاں ہوں، کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ وہ آئے گا۔" کھنک کو یقین تھا۔
 "دیکھتے ہیں۔" معراج صاحب نے کہا۔

☆.....☆.....☆

وہ لوگ واپس جا رہے تھے۔ ان کے آدمیوں نے، جو کمپیوٹر ایکسپرٹ تھے، پتہ کروا کہ بتا دیا تھا کہ کھنک کے ماں باپ 7 نومبر کو ہی مرے تھے اور اس رات کی پارکنگ لاٹ والی فوٹج وہ کار میں اپنے لیپ ٹاپ پر دیکھ رہے تھے جس کا ذکر کھنک نے کیا تھا، یعنی وہ جھوٹ نہیں بول رہی تھی، اتنا تو ثابت ہو گیا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے اُس پر اب بھی بھروسہ کیا جاسکتا ہے.....؟" ظہیر نے پوچھا۔

معراج صاحب نے وہ منظر دیکھا جب فیضان نے کھنک کے سر سے پستول ٹکایا۔

"محبت میں ٹھوکر کھایا انسان ایک نیکی کا جذبہ بھرے انسان سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اور عورت، کہتے ہیں عورت کی محبت اور نفرت میں بہت کم فرق ہوتا ہے۔ کھنک کے لئے یہ فرق مٹ چکا ہے۔"

اگر عورت محبت ٹوٹ کر کرتی ہے تو اُس کی نفرت بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ کھنک بہت جذباتی لڑکی ہے، وہ ایسی انسان ہے جو جذبات میں ہو کر بھی عقلمندی بھرے فیصلے کر سکتی ہے۔

کھنک کے اندر بھری وہ آگ اور نفرت، جو فیضان نے اُس میں بھری ہے، اُسے جلا کر راکھ کر دینے کے لئے کافی ہے۔ "معراج صاحب نے کہا اور دونوں نے وہ منظر دیکھا جب کھنک روتے ہوئے زمین پر گر گئی اور جب لہو لوہان سی ہو کر کسی لاش کی طرح وہاں سے چل پڑی۔ ظہیر نے لیپ ٹاپ کی سکرین کتاب کی طرح بند کر دی۔

"اُسے دولت کا لالچ نہیں ہے نہ نیکی کا شوق، اس کے پاس بدلے کی آگ ہے جو پہلے دونوں

جذبوں سے زیادہ خطرناک ہے۔" معراج صاحب نے کہا۔

☆.....☆.....☆

آنانے کھنک پر کسبل اوڑھایا۔

"میں آپ پر حیران ہوں۔ آپ اپنی حالت دیکھ لیتی تو خود ڈر جاتیں....." آنانے کہا۔

"بہت تماشا بنا ہو گا وہاں.....؟" کھنک نے بتانے والے انداز میں پوچھا۔

"نہیں اتنا بھی نہیں۔ آپ بے ہوش ہو گئیں تھیں، فیضان نے خود آپ کو ایمبولینس میں ڈالا۔ وہ

کسی کو آپ کے قریب نہیں آنے دے رہا تھا۔ آپ کا بہت خون بہہ رہا تھا، آپ مر بھی سکتیں

تھیں۔" آنا فکر مند تھی۔

"پر دیکھو میں زندہ ہوں۔" کھنک نے اپنی ذات پر طنز کیا۔

"آپ اب بھی ایسی باتیں کر رہی ہیں۔ اور یہ بھی جانتی ہیں کہ اگر کل فیضان نہیں آیا یا اس نے

آپ کی طرف کوئی پیش قدمی نہیں دکھائی تو یہ لوگ آپ کو مار دیں گے.....؟"

"جانتی ہوں۔" کھنک نے گہری سانس لی۔

"اور مرنے سے ڈر نہیں لگتا آپ کو.....؟" آنا حیران تھی۔

"میں تو چاہتی ہوں آنا کہ میں مرنے سے ڈروں، زندگی ایسی پیاری ہو جائے مجھے جیسے کسی

معصوم بچے کو اپنا کوئی پسندیدہ کھلونا پیارا ہوتا ہے اور وہ اُسے سینے سے لگائے لگائے پھرتا ہے۔

پر موت سے ڈر نہیں لگتا مجھے تو زندگی ڈراتی ہے اور موت اپنے پاس بلاتی ہے..... سب بکھر سا

گیا ہے، کچھ سمجھ نہیں آ رہا..... اگر سمیٹنا چاہوں بھی تو شروع کہاں سے کروں.....؟" کھنک اُلجھ

چکی تھی۔ پہلے یہ سب اُسکے ساتھ ہونا، پھر قسمت کا اُسے ایک موقع دینا، اور جیسے ہی کھنک نے

اس راہ سے پلٹ جانے کا ارادہ کر لیا قسمت نے کھنک کو فیضان کی موت دیکھا کر اُسے ڈرا دیا۔

"بس اتنا سوچیں کہ جو بگڑ گیا اُسے برداشت کرتے رہنا صبر اور بہادری نہیں بلکہ اسے ٹھیک کرنے کی ٹھان لینا اور ٹھیک کر دینا بہادری ہوتی ہے۔" آنانے جیسے ہی کہا کھنک اُسے حیران ہو کر دیکھنے لگی جیسے بہت متاثر ہوئی ہو۔

"زندگی ایسی ہی ہے، جتنی بھی بگڑی ہو، جتنی بھی برباد ہو چکی ہو، اسے پھر سے ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔ ایک دفعہ انسان ارادہ کر لے تو سب خود بخود ٹھیک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔" آنانے مسکرا کر کہا۔

کھنک کی آنکھیں پھیلی جیسے کھل گئیں ہوں، جیسے کسی نے ایسے سوال کا جواب دے دیا ہو جو ابھی کھنک نے پوچھا بھی نہیں تھا۔

"ایک دن سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔ انسان چاہے تو کیا نہیں کر سکتا۔ اب آپ سو جائیں، میں آپ کے لیے دعا کروں گی۔" آنانے کہا اور بڑھ کر سامنے بنی کھڑکی پر پردے گرانے لگی کہ۔

"رہنے دو۔" کھنک وہاں سے نظر آنے والے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔
 "ٹھیک ہے۔" آنالائٹ آف کر کے چلی گئی جبکہ بالکونی سے چاند کی روشنی کمرے میں برسنے لگی۔

کھنک نے گہری سانس لی اور پورے چار سال بعد پکارا...
 "میرے اللہ....."

کھنک کی آنکھیں بھر آئیں، وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ چل نہیں سکتی تھی نہیں تو ابھی سجدے میں گر جاتی۔

"مجھے معاف کر دے، میں تجھ سے ناراض ہو گئی تھی۔ پر تو تو خدا ہے، تو سمجھا دیتا ہے کہ تو ہی ہم

سب کا مالک ہے، تیرے سوا کوئی نہیں ہمارا۔ سچ تو اپنے بندوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ معاف کر دے مجھے..... میں تیری رحمت سے مایوس ہو گئی تھی، تیری مصلحت کو میں نے اپنی سزا سمجھ لیا تھا۔

یہ دنیا والے اپنی قسمت کا خدا خود بننا چاہتے ہیں، وہ دن بھر گناہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہاں گناہ کیا اور وہاں خدا اُن کے گناہ معاف کر دے۔ اور خود کسی کو معاف تک نہیں کرتے، صرف سزا دیتے ہیں۔

لوگوں کو خدائی کرنی نہیں آتی میرے رب..... لوگوں کو خدائی کرنی نہیں آتی..... " کھنک روتی رہی، معافی مانگتی رہی، اور پھر اپنے آنسو صاف کیے۔ "اب میں جانتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔" کھنک نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔ اُسے جواب مل گیا تھا، اس نے اب ارادہ کر لیا تھا کہ اُسے کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔ صبح کے دس بجے کا وقت تھا۔

کھنک بالکونی میں ویل چیئر پر بیٹھی تھی اور آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اُسکے چہرے پر بہت سکون تھا۔

جیسے کسی بے گناہ شخص کو زمانہ پھانسی کی سزا سنا دے پر وہ اس لیے مطمئن ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس جا رہا ہے اور بیشک خدا سے بڑا منصف اور کوئی نہیں ہے۔ کھنک آنا کی آواز پر چونکی اور دیکھا آنا روم میں داخل ہوئی، اُسکے ہاتھ میں ایک خوبصورت گلدستہ تھا۔

یہی نہیں نوکرایک کے بعد ایک گلدستہ لاتا گیا اور گیا، سارا کمرہ پھولوں سے بھر گیا۔ فیضان نے کھنک کے لیے یہ بیس خوبصورت گلدستے بھیجے تھے، یعنی وہ خود بھی آنے والا تھا۔

سب تیار یوں میں مصروف ہو گئے، آنا کھنک کو تیار کرنے لگی۔

کھنک اپنے کمرے میں بستر پر نیم دراز ہو کر بیٹھی تھی کہ اچانک فضا میں بہت سی کارز کی آواز گونجنے لگی۔ یعنی فیضان کا قافلہ پہنچ گیا تھا۔

معراج صاحب کو فیضان کے آنے کی اُمید نہیں تھی پر وہ آ گیا تھا۔

مطلب ان کا پلان ابھی جاری تھا۔ پر کھنک کے لیے تو پلان شروع ہی آج سے ہوا تھا۔

فیضان کی سکیورٹی والے سب باہر رکے۔ فیضان نے کھنک کے کمرے کے دروازے پر دستک دی، دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"کم ان۔" کھنک نے نارمل انداز میں کوئی میگزین پڑھتے ہوئے کہا۔ وہ بستر پر نیم دراز تھی۔

"مارنگ۔" فیضان اندر داخل ہوا۔ کھنک نے چہرے کے سامنے سے میگزین ہٹا کر اُسے دیکھا۔

"آپ.....؟" کھنک حیران نظر آئی اور فیضان کو اپنے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"پلیز....."

فیضان بیٹھا۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ اُس نے دوپل کھنک کو دیکھا۔

("ہممم.....! یہ والا شکار تو بہت خوبصورت ہے۔" وہی شیطان فیضان کے کان کے قریب آ کر بولا جو اکثر فیضان کو کنٹرول کیا کرتا تھا۔

"اُس نے میری جان بچائی ہے۔" فیضان نے یاد کروایا۔

"تو کیا ہوا.....؟ کیا شکاری کا دل پگھل گیا ہے.....؟" وہ حیران ہوا۔

"تم تو کہتے ہو شکاری کے پاس دل ہی نہیں ہے۔" فیضان نے پھر سے اُس ہی انداز میں کہا۔

"تو پھر شکار کرنے کو تیار ہو جاؤ۔" شیطان اتنا کہہ کر غائب ہو گیا۔
 "اب کیسی ہیں آپ.....؟" فیضان نے پوچھا۔ وہ بولتا نہیں تھا وہ جادو کرتا تھا۔
 ظالم ہی سہی پر شہزادہ بہت خوبصورت تھا، ایسا کہ جانے کتنی شہزادیاں مرنے کو تیار ہو جائیں اگر وہ اُنکا قاتل ہو تو۔

کھنک اور فیضان اس وقت روم میں اکیلے تھے۔ پہلی بار اتنے قریب تھے۔ اب کھنک فیضان کو دیکھتے ہوئے کہیں کھوسی گئی۔

مثال دستِ زلیخا تپاک چاہتا ہے
 یہ دل تو دامنِ یوسف ہے چاک چاہتا ہے
 دعائیں دو میرے قاتل کو تم کہ شہر کا شہر
 اُس ہی کے ہاتھ سے ہونا حلال چاہتا ہے۔
 (احمد فراز)

"ٹھیک ہوں۔ اور ان پھولوں کو دیکھ کر اور بھی ٹھیک ہو گئی۔ آپ کیسے ہیں.....؟" کھنک نے فیضان کی پیشانی پر لگی چوٹ کو دیکھ کر پوچھا۔ کھنک کے زخم کے مقابلے میں وہ ذرا سی خراش تھی پر کھنک کے لیے تو وہی چوٹ بڑی تھی۔

"یہ کچھ بھی نہیں ہے، نقصان تو آپ کا ہو گیا۔" فیضان کا انداز یاد دلانے والا تھا۔
 "اس طرح کے نقصان کسی بڑے فائدے کا اشارہ ہوا کرتے ہیں۔" کھنک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یا پھر وہ کسی بڑے خطرے کی پیشین گوئی۔" فیضان نے کھنک کا جملہ پورا کیا۔
 "ویل..... مجھے رسک لینا پسند ہے۔" کھنک نے جب یہ کہا تو وہ بہت پُر اعتماد لگی۔

"کیا اسی لئے آپ نے اپنی جان کا ہی رسک لے لیا.....؟" فیضان سنجیدہ تھا۔
 "آپ کو کیا لگتا ہے، میں نے ایسا کیوں کیا.....؟" کھنک سنجیدہ نہیں لگ رہی تھی۔
 "آپ مجھے جانتی نہیں ہیں، اگر جانتی ہوتی تو مر جانے دیتیں۔" فیضان نے یقین سے کہا۔
 "کیا میں آپ کو اتنی ظالم لگتی ہوں.....؟" کھنک نے حیران ہو کر پوچھا۔
 "نہیں آپ ظالم نہیں لگتی۔" فیضان نے لفظ آپ پر زور دیا۔
 "ویل..... مجھے نہیں لگتا میں ایسا کرتی۔ اور جانتے تو آپ مجھے بھی نہیں ہیں۔" کھنک سنجیدہ ہوئی۔

"جاننا چاہتا ہوں پر پہلے یہ کہ آپ نے ایسا کیوں کیا.....؟" فیضان نے پوچھا۔
 "آپ تو ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے نہیں بتایا تو جان لے لیں گے.....؟" کھنک نے مسکرا کر بات کی تھی اور فیضان بے حد سنجیدہ تھا۔ وہ صرف اپنے جواب کا منتظر تھا۔
 "اگر ایمانداری سے بتاؤں تو مجھے نہیں پتا، مجھے سچ میں نہیں پتا میں نے ایسا کیوں کیا۔ میں تو صرف یہ چاہ رہی تھی کہ میں آپ کو وہاں سے ہٹا دوں اور یہی کیا پر پوری طرح کامیاب نہیں ہوئی اور مجھے یہ چوٹ لگ گئی۔" کھنک نے جھوٹ بولا تھا، اس لیے وہ تھوڑی نروس لگی۔
 "یہ صرف چوٹ نہیں ہے، فریکچر ہے۔ 15 ٹانگے لگے ہیں آپ کو، پاؤں ٹوٹ بھی سکتا تھا۔ آپ ہمیشہ کے لیے معذور ہو سکتی تھیں، مر سکتی تھیں۔ کیا آپ نے یہ سب نہیں سوچا.....؟"
 فیضان نے ایسے پوچھا جیسے اگر کھنک نے جواب ناں میں دیا تو یہ بہت عجیب بات ہوگی۔
 "یہ سب سوچنے کا وقت ہی کہاں تھا مسٹر رضوی..... وہ لوگوں کو گرا رہا تھا اور مجھے لگتا ہے کہ یہ خاصہ قدرتی ہے کہ ایک انسان مصیبت میں ہو اور آپ اسے بچانا چاہیں، میرا مطلب ہے کہ اگر آپ میری جگہ ہوتے تو آپ بھی میرے لئے یہی کرتے۔" کھنک نے کہا ہی تھا کہ۔

"میں ایسا نہیں کرتا....." فیضان نے یقین سے کہا۔

"سوری.....؟" کھنک چونکی، اُسے لگا اس نے غلط سنا ہے۔

"میں آپ کے لئے ایسا نہیں کرتا۔" فیضان نے اپنی بات کی تصدیق کی۔

"پھر تو یہ میری بے وقوفی تھی جو کہ سب کہہ رہے ہیں کہ تھی اور مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

کھنک کسی اور طرف دیکھتے ہوئے بولی اور محسوس کروایا کہ اُسے یہ بات پسند نہیں آئی۔

"آپ کو میری بات بری لگی جبکہ میں نے تو صرف سچ بولا ہے۔" فیضان کو اپنے کیے پر کوئی افسوس نہیں تھا۔

"ہاں پر آپ میرا دل رکھنے کے لیے کچھ اور بھی بول سکتے تھے۔" کھنک نے مشورہ دیا ہو جیسے۔

"مجھے بلا وجہ وہ دل رکھنے کا شوق نہیں ہے جو میرے نہیں ہوتے۔" وہ اب بھی دل رکھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"اور آپ کا اپنا دل؟ لگتا ہے اسے بھی کبھی کسی نے نہیں رکھا۔" کھنک نے بات سے بات نکالی۔

"ہاں، کبھی بھی نہیں۔" فیضان نے مان لینے والے انداز میں کہا۔

"کیوں.....؟ لوگ اس کے قابل نہیں ہیں یا یہ لوگوں کے قابل نہیں.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"کیا فرق پڑتا ہے؟" فیضان نے بات ختم کی اور

"میری جان بچانے کے لیے شکر یہ۔" فیضان اتنا کہہ کر جانے کے لیے اٹھنے لگا کہ۔

"صرف شکر یہ سے کام نہیں چلے گا....." کھنک نے اچانک کہا۔ فیضان اُسکی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ نے خود ہی تو کہا کہ یہ بہت بڑی چوٹ ہے۔ بلکہ چوٹ نہیں فریکچر ہے، میں مر سکتی تھی،

معذور ہو سکتی تھی۔ اتنا بڑا رسک لیا میں نے..... لائف رسک، اس کے بدلے میں صرف ایک چھوٹا سا تھینکس.....؟ نا انصافی جیسی لگ رہی ہے.....!" کھنک نے اُن ساری باتوں پر زور دیا جو ابھی فیضان نے کہی تھی۔

"ہے تو نا انصافی..... آپ کہیں آپ کو کیا چاہیے.....؟"

"جو مانگ لوں گی آپ دیں گے.....؟"

"میں آپ کو کیا دے سکتا ہوں.....؟"

"وقت۔"

"وقت.....؟" کھنک نے کہا اور فیضان نے پوچھا۔

"ہاں، آپ کا قیمتی وقت..... جب تک میں ٹھیک نہیں ہو جاتی آپ کو روز یہاں آنا ہوگا، مجھے کمپنی دینے، مجھ سے باتیں کرنے کے لیے..... میری دیکھ بھال کرنی ہوگی، میرا خیال رکھنا ہوگا..... اور اسے ہی میں شکر یہ سمجھ کر قبول کر لوں گی۔" کھنک سنجیدہ تھی۔

"That's interesting.. You want me to be your caretaker...? Do you?"

فیضان کے انداز سے لگا کہ جیسے وہ کبھی نہیں مانے گا۔

"It's not like this!۔ یہ بالکل بھی ایسا نہیں ہے..... پر لگتا ہے آپ کو اپنی جان کی قدر نہیں ہے ورنہ آپ اپنی جان بچانے والی کی بھی قدر کرتے۔ اگر میں آپ کی جگہ ہوتی تو یہی کرتی..... خیر میں جانتی ہوں میں نے بہت زیادہ مانگ لیا، رہنے دیں، نا انصافی ہی چلے گی" کھنک نے معصومیت سے کہا اور نظریں پھیر لیں۔

فیضان نے دوپل کھنک کو دیکھا، جانے کیوں اُسے کھنک کی یہ ادا اچھی لگی۔

"ہم اس رشتے کو کیا کہیں گے.....؟" فیضان کا سوال دراصل اقرار تھا۔ کھنک مسکراتے ہوئے

اُسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہ ضروری تو نہیں کہ ہر رشتے کا نام ہو....."

فیضان نے دوپل اُسے دیکھا۔ کھنک فیضان کا چہرہ پڑھنے سے آج بھی قاصر تھی اور شاید دوسری طرف بھی یہی حال تھا۔

"آپکو زیادہ کچھ نہیں کرنا ہے، بس اتنا کہ جیسے ابھی مجھے اس کمرے سے باہر جانا..... آپ میری مدد کریں گے.....؟" کھنک نے نارمل انداز میں پوچھا۔

فیضان کمرے کے کونے میں رکھی ویل چیئر کھنک کے پاس لے کر آیا۔ کھنک کو امید نہیں تھی کہ ایسا ہوگا پر ایسا ہو رہا تھا۔

فیضان نے کھنک کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کھنک نے فیضان کے ہاتھ کی طرف دیکھا، کتنے مضبوط اور خوبصورت ہاتھ تھے، جیسے کسی محافظ کے ہاتھ ہوں..... کھنک کو ہمیشہ سے فیضان کے ہاتھ تھامنے کا شوق تھا۔

"تھینکس۔" کھنک نے فیضان کا ہاتھ تھاما۔

فیضان نے کھنک کو سہارا دے کر با آسانی ویل چیئر پر بیٹھا دیا، ایسے کہ کھنک کو کوئی مشکل نہیں ہوئی۔

جب صبح احمر نے کھنک کو ویل چیئر پر بٹھایا تھا تو اُسکی بازو گرسی سے ٹکڑا گئی تھی اور احمر نے بہت سخت ہاتھوں سے اُسے تھاما تھا۔

پر اب کھنک کو یوں محسوس ہوا جیسے فیضان میں بہت طاقت ہے، اتنی کہ کھنک اُسکے سامنے کسی موم کی گڑیا جیسی ہے۔

"Are you okay.....?"

فیضان نے پوچھا۔

"Never better than this.....!"

کھنک نے مُسکرا کر کہا پر فیضان کو شاید مُسکرا نے کی عادت نہیں تھی۔

فیضان ویل چیئر تھا مے کھنک کو باہر لے کر آیا۔

یہ منظر دیکھ کر سب حیران رہ گئے، وہ سب لوگ جو فیضان کو جانتے تھے، پر وہ صرف فیضان کو جانتے تھے، کھنک کو نہیں.....!

آج کھنک لوٹ آئی تھی، وہی کھنک جو سچ میں ایک طوفان تھی۔ وہی کھنک جس نے پہلے ایک یکطرفہ محبت کرنے جیسی بہادری کی، پھر اُس محبت تک پہنچی اور پھر اُس محبت سے ملنے والے درد کو برداشت بھی کرتی رہی۔

فیضان اپنے روم میں تھا اور اُسکے خیالوں میں کھنک۔

"لڑکی بہت چلاک ہے۔" وہ شیطان بولا جو صوفے کے دوسرے کنارے پر بیٹھا تھا۔

"مجھے وہ چلاک کم اور معصوم زیادہ لگ رہی ہے۔" فیضان نے کھنک کو اپنے تصوّر میں لا کر کہا۔

"تم اُسکی آنکھیں نہیں پڑھ پاتے..... کیسے جانو گے وہ کیا سوچ رہی ہے.....؟"

فیضان نے جواب نہیں دیا۔

"پہلے پہل تم سب کے بارے میں ایسا ہی سوچتے ہو....."

اور جانتے ہونا پھر بات کہاں جا کر ختم ہوتی ہے.....؟

اتنا مت سوچو..... پہلے دیکھو وہ کرنا کیا چاہتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" فیضان نے سر ہاں میں ہلا کر کہا۔

"شاباش۔"



"شاباش.....؟ کس بات کی.....؟ تمہیں کیا لگتا ہے، کامیاب ہو گئی ہو.....؟ کیا گارنٹی ہے کہ وہ کل آئے گا.....؟"

احمر نے چار باتیں سنا دیں جب کھنک نے اتنا کہا کہ وہ اُسے شاباش دے۔

"پلان میرا ہے اس لیے....."

"آہاں..... پلان تمہارا نہیں ہے..... یہ پروفیشنلز کا بنایا ایک بہترین پلان ہے جسے تم بچوں کی طرح ہینڈل کر رہی ہو۔"

شروعات میں ہی تم نے اپنا یہ حال کر لیا.....

اور فیضان کے قدموں میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے انداز میں اُسے اور باقی ساری دنیا کو ایک اُلجھن میں ڈال دیا..... "احمر نے تقریر کرنے والے انداز میں کہا اور کھنک کی طرف دوائی اور پانی کا گلاس بڑھایا۔

"جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا میں نے....." کھنک نے کہا اور دوائی کھائی۔

"جو بھی ہے، اب تم محتاط رہو اور جو جو کرنا ہے سوچ سمجھ کر کرو۔" احمر نے جیسے حکم دیا اور کمرے سے باہر جانے لگا کہ آنا اندر آئی۔

"کہاں تھی تم.....؟ یہ دوائی کا وقت تھا۔"

"سوری سروہ میں....." آنا بولی کہ احمر بنا اُسکی بات سنیں وہاں سے چلا گیا۔

"اف..... کیوں ہے یہ ایسا.....؟" کھنک نے آہ بھر کر کہا۔

"وہ تو ایسے ہی ہیں..... پر آج میں خوش ہوں کہ سب ٹھیک ہو رہا ہے۔" آنا نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں میں بھی۔" کھنک بھی کافی حد تک مطمئن تھی۔



فیضان کھنک سے ملنے آیا تھا۔

اور دونوں باہر گارڈن میں بیٹھے تھے، آمنے سامنے، جب فیضان کی نظر بولٹ پر پڑی..

"You like riding....?" فیضان نے پوچھا۔

"I live for riding..... let's ride....."

کھنک بہت جوش سے بولی پر اسے یاد آیا کہ وہ رائڈنگ کرنے کی حالت میں نہیں ہے۔

"او..... آؤٹ آف آرڈر....." کھنک نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھ کر کہا ہی تھا کہ۔

"میری وجہ سے.....!" فیضان نے اس کا جملہ پورا کیا۔

"کیوں اس لوگو کو آپ نے دھکا دیا تھا؟ یا کہا تھا کہ مجھے بچالو.....؟" کھنک کے سوال پر

فیضان حیران نظر آنے لگا۔

"وہ میرا اپنا فیصلہ تھا جس پر مجھے کوئی افسوس نہیں۔ اور یہ زخم ٹھیک ہو جائے گا، پر اگر آپ کے

ساتھ وہ سب ہو جاتا تو آپ کبھی ٹھیک نہیں ہو پاتے اور مجھے پچھتاؤں سے نفرت ہے۔"

کھنک نے اپنے دل کی بات کی۔

"تو آپ کو افسوس نہیں..... ذرا بھی نہیں.....؟" فیضان نے پوچھنے والے انداز میں بتایا۔

"خدا نے مجھے ذریعہ بنا کر آپ کی جان بچائی ہے..... ایسی بات پر افسوس نہیں فخر کرتے ہیں۔"

فیضان نے کھنک کی بات کا جواب نہیں دیا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ آپ کے ساتھ یہ پہلی بار ہو رہا ہے۔ ایک خوبصورت لڑکی، جس کی باتیں آپ

کو امپریس کر رہی ہیں، جسے آپ دیکھتے ہوئے بار بار کہیں کھو جاتے ہیں۔" کھنک نے مسکرا

کر کہا۔

"ہاں ہو تو یہ پہلے بھی چکا ہے، اور سچ کہوں تو مجھے کچھ نیا نہیں لگ رہا۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ اس سے خوبصورت چہرہ میں نے پہلے نہیں دیکھا، اس سے دلکش باتیں نہیں سنی۔ یہ ادا میں میرے لیے نئی نہیں ہیں۔"

کھنک کی مسکراہٹ غائب ہو گئی، وہ ایک طرف دیکھنے لگی۔

"لگتا ہے آپ کو پھر میری بات بری لگ گئی.....؟"

"جانے آپ کو سچ بولنے کا شوق ہے یا یہ دشمنی صرف مجھ سے ہے.....!"

"آپ کو اپنی تعریف سنی ہے.....؟"

"کچھ اچھا کہہ دیں گے تو کیا چلا جائے گا.....؟"

"مجھے نہیں لگتا آپ کو ضرورت ہے۔ آپ کی تعریف کرنے والے، آپ کو چاہنے والے تو

ہزاروں ہیں، زندگی میں بھی آئے ہوں گے۔" فیضان نے یقین سے کہا۔

"اور اگر میں کہوں کہ ایسا نہیں ہے تو.....؟" کھنک نے اپنے ہاتھ مسلتے ہوئے کہا۔ فیضان

نے اُسے نوٹ کیا۔

کھنک نے تو کبھی اُس کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا لیکن اس کی

خوبصورتی، امیری، مقام اور وہاں کے ماحول کی وجہ سے فیضان یہ بات سمجھ اور کر رہا تھا کہ اس

کی زندگی میں تو کئی لوگ آئے ہونگے، یعنی بوائے فرینڈز وغیرہ۔

کھنک کو پلان کے مطابق چلتے ہوئے یہ بات کرنی ہی نہیں چاہیے تھی پر وہ اُس وفا کا ذکر کر بیٹھی

جو اُس نے آج تک نبھائی تھی۔

فیضان کے علاوہ کسی کو اپنے خوابوں خیالوں میں بھی بھٹکنے نہیں دیا تھا۔

"تو میں سوچنے پر مجبور ہو جاؤں گا کہ یہ آنکھیں ویسی ہی ہیں جیسی لگتیں ہیں؟" فیضان نے کھنک

کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"کیسی لگتیں ہیں.....؟" کھنک نے سوال تو کیا پر فیضان کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔

"معصوم....." فیضان نے کہا۔ کھنک نے اُسے حیران ہو کر دیکھا۔

فیضان نے بھی دُنیا دیکھی تھی، انسان کی روح تک جھانک سکتا تھا وہ۔

"آنکھیں جھوٹ بولتیں ہیں مسٹر رضوی۔ ہم جیسے لوگ معصوم نہیں ہوتے، اس مقام تک پہنچنے کے لئے معصومیت نہیں بہادری چاہیے ہوتی ہے۔"

کھنک پلان کی طرف بڑھی۔

"سچ..... ایسا ہی ہے۔" فیضان نے کہا۔

"ویسے انفارمیشن کے لیے ہی سہی، آپ کا سکور کیا ہے.....؟" کھنک فیضان کی زندگی میں آئی لڑکیوں کی تعداد جاننا چاہ رہی تھی۔

"12۔" فیضان نے آرام سے کہا تھا کہ...

"12.....؟" کھنک حیرانگی کا اظہار کیے بنا نہ رہ سکی۔ اُسکا ردِ عمل تو ایسا تھا جیسے فیضان اُسکا شوہر ہے اور کھنک کو اچانک یہ پتہ چلا ہے کہ اُسکی 12 بیویاں اور ہیں۔

فیضان بھی کھنک کا اس قدر شدید ردِ عمل دیکھ کر حیران نظر آنے لگا۔

"12..... میرا مطلب ہے کہ 12 تو بہت بڑا ہندسہ ہے۔ مطلب وہ دل بارہ بار ٹوٹا ہے.....؟" کھنک نے بمشکل خود کو سنبھالا۔

"ایک دل ایک ہی بار ٹوٹ سکتا ہے مس کاظمی، اُن بارہ کو تو دل جوڑنے کا کام دیا تھا۔"

(یہ کیا کر رہے ہو فیضان، یہ بات اسے کیوں بتا رہے ہو.....؟" فیضان کے کانوں میں

اُس شیطان کی آواز گونجی۔ (فیضان مزید بولنے سے رک گیا۔

"اپنے دل کی کرچیاں خود ہی سمیٹنی پڑتیں ہیں کیونکہ وہ ہمارے اندر ہوتی ہیں، اس لئے ان کو صرف ہم سمیٹ سکتے ہیں، کوئی دوسرا نہیں....."

فیضان کھنک کی باتوں سے متاثر ہو رہا تھا پر ظاہر نہیں کر رہا تھا۔

"ویسے 13 نمبر کہتے ہیں منحوس ثابت ہوتا ہے۔" وہ اپنی بات کر رہی تھی۔ فیضان خود پر ہنسا۔

"میرے لئے ہر نمبر ہی منحوس ثابت ہوتا ہے۔" فیضان نے خود پر طنز کیا۔

"اور میرا الکی نمبر 1 ہے۔" کھنک نے کہہ کر نظریں پھیر لیں۔ اُس کا مطلب تھا کہ اُس کا سکور

زیرو ہے۔ فیضان سمجھ گیا پر اُس نے اس بات پر کوئی بات نہیں کی۔

اور کل آنے کی بات کر کے وہاں سے چلا گیا۔

احمر اندر آیا تو کھنک سامنے صوفے پر بیٹھی تھی اور بہت خوش نظر آرہی تھی۔

"لگتا ہے کام ٹھیک جا رہا ہے۔" احمر نے کہا۔

"صرف ٹھیک.....؟ کام پرفیکٹ جا رہا ہے۔" کھنک نے یقین سے کہا تھا۔

"Don't get flattered..." پھر کوئی جلد بازی نہ کر بیٹھنا۔" احمر نے کہا اور وہاں سے

جانے لگا کہ...

"اپنا رویہ میرے ساتھ ٹھیک رکھا کرو، مجھ میں بلاوجہ کسی کے تیور برداشت کرنے کی ہمت نہیں

ہے، ایک پل کے لئے بھی نہیں۔" کھنک نے غصے سے کہا۔

"تمہیں لگتا ہے مجھے تمہاری شکل دیکھنے کا یا تم سے بات کرنے کا شوق ہے.....؟ بد قسمتی سے یہ

میرا کام ہے۔" احمر ہر بار کی طرح پہلے سے ہی جواب دینے کو تیار تھا۔ آنا وہاں آئی۔

"کام تو تم اپنے حصے کا کر چکے ہو۔ کنٹریکٹ کے مطابق تمہیں گھر اور دولت نہیں دی کیا ڈی آئی

کیوں والوں نے؟ جاؤ جا کر اپنی زندگی جیو، بیوی بچوں کے پاس جاؤ تاکہ میری جان بھی چھوٹے۔"

احمر نے جواب نہیں دیا اور وہاں سے چلا گیا۔

("وہ مجھے بلارہے ہیں۔ کوئی کام ہے۔" احمر نے سامان پیک کرتے ہوئے کہا۔
"میں وہ کنٹریکٹ دیکھ چکی ہوں، مجھے پتہ ہے یہ سب آپ ہمارے لئے کر رہے ہیں، پر ایسا مت کریں، یہ غلط ہے۔" سبین نے احمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ 6 سال کا علی دوسرے کمرے میں سو رہا تھا۔

احمر سبین اور علی کے ساتھ شہر سے بہت دور رہتا تھا کیونکہ وہ شہر میں رہنا فورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے بچے کو ابھی تک کسی اچھے سکول میں داخل نہیں کروا سکے تھے۔ اور بیماری کی حالت میں شہر تک جاتے اُنکو بہت سفر کر کے جانا پڑتا تھا۔ اس لیے احمر نے یہ ٹیسٹ دیا تھا کیونکہ اُسے پیسوں کی ضرورت تھی۔

"پلیز ایسا نہ کرو۔" احمر نے سبین کا ہاتھ الگ کیا۔

"اور آپ جو کسی کو قتل کرنے کے فرمان پر دستخط کر کے آرہے ہیں، اُسکا کیا.....؟" سبین تڑپ کر بولی۔

"وہ ایک بُرا انسان ہے۔" احمر نے جواز دیا۔

"یہ طے کرنے والے ہم کون ہیں.....؟ اور جو کسی کو قتل کر دے، کیا وہ اچھا انسان ہوتا ہے.....؟" سبین نے احمر کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔

"میں یہ صرف اس لیے کر رہا ہوں تاکہ تم دونوں کو اس چھوٹے سے گھر سے نکال سکوں، تمہیں

اور علی کو ایک اچھی زندگی دے سکوں، وہ کسی اچھے سکول میں جائے، ہم بھی خوش رہیں۔ کب تک ایسے جیتے رہیں گے؟ ہو سکتا ہے پندرہ بیس سال کی محنت کے بعد ہم اسٹے بل ہو جائیں۔ پر پھر یہ پندرہ بیس سال تو واپس نہیں آئیں گے۔ بات کو سمجھو، یہی موقع ہے، جو قسمت سب کو نہیں دیتی ہے، ہمیں بھی دوبارہ موقع نہیں ملے گا۔

یہ آخری مرحلہ ہے، اس کے بعد ہم ہوں گے ہماری خوشیاں ہوں گیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

ہم 8 ماہ تک نہیں مل سکتے۔ ہاں پر ہو سکتا ہے کام جلدی ہو جائے تو میں واپس آ جاؤں گا۔ پر کسی کو نہ بتانا میں کہاں ہوں۔ غلطی سے بھی فون نہ کرنا مجھے، فون کرنے کی اجازت تو نہیں ہے پر میں کبھی کبھی خود فون کر لیا کروں گا۔ "احمر اپنی فیملی کے لیے کچھ کرنے کا عزم لیے گھر سے نکلا تھا۔

احمر نے اپنا کام 5 ماہ میں مکمل کر لیا۔ اُسے دولت بھی مل گئی اور گھر بھی۔ چھ ہفتے سے اُسکی گھربات نہیں ہوئی تھی۔ پلان کے آخری دنوں میں وہ بہت مصروف تھا۔ سبین کی کال آتی رہی پر وہ ریسو نہیں کر سکا۔ لیکن اب وہ اپنے گھر کی طرف روانہ تھا، یہ سوچتا ہوا جارہا تھا کہ اپنی نئی دنیا بسائے گا۔ وہ سوچنے لگا کہ سبین اس سے ناراض ہوگی پر وہ جانتا تھا کہ اسے دیکھتے ہی مان جائے گی اور علی بھی بے حد خوش ہو جائے گا۔

آج اس کی زندگی کا سب سے اچھا دن ہے، اب آنے والی ساری زندگی ایسے ہی گزرے گی، ہر دن اچھا ہوگا۔

اس کی فیملی جو مانگے گی، جو چاہے گی، جو بھی خواہش کرے گی، وہ پوری کر دے گا۔ پر جب احمر گھر پہنچا تو وہاں گھر نہیں تھا، وہ تو گھر کی باقیات تھیں۔ معلوم ہوتا تھا وہاں آگ لگی

تھی۔

پر احمر کو ایسا لگ رہا تھا جیسے آگ اب بھی لگی ہوئی ہے..... بھیانک آگ.....! اور وہ کچھ نہیں کر سکتا۔

احمر ادھر ادھر بھاگا، پتہ کیا کہ آخر کیا ہوا تھا۔ دو لوگ اُسے قبرستان تک لے کر آئے اور ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔

"بہت افسوس ہوا بیٹا۔ تم کہاں چلے گئے تھے؟ گھر جل گیا تمہارا، بیوی بچہ دونوں مر گئے۔ یہ تین ہفتے پہلے کی بات ہے۔ رات کو اچانک آگ لگ گئی، جب تک ہم سب آئے آگ بہت بڑھ چکی تھی۔ کسی کا اندر جانا یا ان کو بچانا ناممکن ہو گیا تھا۔ تمہیں فون کیا، تم نے کال ہی نہیں سنی۔ کسی کو پتا نہیں تھا کہ تم کہاں ہو۔"

ہم نے اُنکو دفن دیا ایک ہی قبر میں جو بھی ہمیں ملا..... "وہ شخص جو احمر کی بربادی کی داستان سنا رہا تھا خاموش ہو گیا۔

احمر گرنے کے سے انداز میں قبر کے قریب بیٹھا۔ اور قبر سے لپٹ کر کافی دیر تک روتا رہا۔ اس نے اوپر دیکھا۔

"اے خدا، کیا میری نیکی تجھے پسند نہیں آئی.....؟" احمر چلایا.....!

احمر واپس لوٹ آیا۔

"ہمت کرو، یہ تمہارا امتحان ہے۔ تم نے جو نیکی کی ہے اُسکا اجر تمہیں ضرور ملے گا..... یہ دُنیا تو ہے ہی امتحان، صبر کرو۔" معراج صاحب نے احمر کے کندھے پر تھپکی دی۔

اور دروازے پر دستک ہوئی۔ احمر چونکا اور اپنے آنسو صاف کرنے لگا۔

"لیس؟" احمر نے کہا۔ آنادر وازہ کھول کر اندر آئی۔

"وہ کھنک میم کو بستر پر لیٹنا ہے، آپ کی مدد چاہیے....." آنا ہمیشہ احمر سے ڈرتے جھجھکتے ہوئے بات کرتی تھی۔

"آ رہا ہوں۔" احمر نے کہا۔ آنا سمجھ گئی کہ احمر رو رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

آج کھنک نے گارڈن میں سیٹنگ کروائی تھی۔

وہ وہیں بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھی جب فیضان کو وہاں آتا دیکھ کر متوجہ ہوئی۔

کھنک نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی فیضان سے ایسے ملے گی، اتنی باتیں کرے گی۔ وہ سامنے بیٹھا اور اپنا موبائل ٹیبل پر رکھا۔

"آج کیسی ہیں آپ.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"بالکل ٹھیک ہوں۔" کھنک نے مسکرا کر کہا۔

"اس مسکراہٹ کی کوئی خاص وجہ.....؟" فیضان نے بنا کھنک کو دیکھے کہا۔

"بہت معصوم ہوتی ہے وہ مسکراہٹ جسکی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ پرہاں، اسکی وجہ ہے۔ مجھے لگ رہا ہے کہ آپ مجھ سے ایمپریس ہو رہے ہیں، ورنہ آج بالکل نہیں آتے۔" کھنک نے یقین سے کہا۔

"میں نے کہا تھا میں آؤں گا تو مجھے آنا ہی تھا۔ مجھے جھوٹے وعدے کرنے کا شوق نہیں ہے۔" فیضان سنجیدہ تھا۔

"نہیں..... آپ نے کہا تھا تو یہ کوئی پتھر پر لکیر نہیں تھی، آپ چاہتے تو نہیں آتے، میں بھی بھول جاتی، پر آپ آ گئے۔ مجھے اسکا مطلب جاننا ہے..... ابھی....!" کھنک نے حکم دیا تھا پر وہ

التجا جیسا لگا تھا۔

("کہہ دو ایسا کچھ نہیں ہے..... ختم کر دو اُسکی غلط فہمی۔" شیطان نے حکم دیا۔)

"اس کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ سے ملنا چاہتا تھا۔" فیضان کو کہنا ہی پڑا کیونکہ وہ اس کے علاوہ اور کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔

("کیوں اُسکے دیوانے ہو رہے ہو فیضان.....؟")

فیضان نے آج اُس شیطان کی بات نہیں سنی۔

"میں بھی کچھ ایسا ہی سوچ رہی تھی۔" کھنک کا انداز بھی مان لینے والا تھا۔

"اور یہ بھی کہ..... اگر ہم اس رشتے کو دوستی کا نام دے دیں تو.....؟" کھنک نے بہت اُمید سے پوچھا۔

"مجھ سے لوگ دشمنی کرتے ہوئے بھی سو بار سوچتے ہیں، اور آپ مجھ سے دوستی کرنا چاہتی ہیں.....؟" فیضان کھنک کو وارن کر رہا تھا، جتا رہا تھا کہ وہ کیسا ہے، جب ایک نیلے رنگ کی خوبصورت تتلی کھنک کے آس پاس منڈلانے لگی۔

"ویل..... کسی سے تو دوستی کرنی ہی ہے تو آپ کیوں نہیں..... اور ویسے بھی، میں کسی کو جانتی بھی تو نہیں ہوں یہاں۔" کھنک نے تتلی سے کھیلتے ہوئے اُسے پیار سے فیضان کی سمت اڑاتے ہوئے کہا اور مسکرا کر فیضان کو دیکھا۔

وہی تتلی فیضان کے مضبوط ہاتھ پر بیٹھی۔ کھنک کی نظر ابھی اُس تتلی پر ہی تھی کہ

"جانتی تو آپ مجھے بھی نہیں ہیں۔" فیضان نے تتلی کو مار کر ہاتھ گھاس پر جھاڑ دیے۔ کھنک کا دل اچانک بیٹھ سا گیا تھا۔

کھنک نے اُس تتلی کی طرف دیکھا جواب مرجچی تھی۔

"قیامت کے دن وہ بڑی ہو جائے گی اور اسی طرح آپ کو مار دے گی۔" کھنک سنجیدہ ہو کر بولی جیسے کوئی معصوم بچا کہتا ہے کہ میں پاپا سے تمہاری شکایت کروں گا اور وہ تمہیں ماریں گے۔ فیضان کو اُمید نہیں تھی کہ کھنک ایک تتلی کے لیے اتنی ہمدردی دکھائے گی۔

"انصاف.....!" فیضان نے کہا، مطلب تھا اگر ایسا ہوا تو یہ انصاف ہوگا اور اُسے اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

فیضان نے نیوز پیپر کی طرف دیکھا۔

"وہ کہہ رہے ہیں میں پاگل ہوں، یہ میری چال ہے، میں آپ کی فین ہوں۔" کھنک نے اخبار کی ہیڈ لائنز کا ذکر کیا۔ اس کے بارے میں ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں، جو لوگ اس کی فیضان کو بچانے والی بات کو سمجھ نہیں پا رہے تھے وہ ایسی باتیں کر رہے تھے۔

"اور کچھ ایسا جوان باتوں میں سے سچ ہے.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"میں کسی کی فین نہیں ہوں۔ یہ میری کوئی چال نہیں ہے اور پاگل بھی نہیں ہوں، ابھی تک تو مجھے ایسا ہی لگتا ہے۔" کھنک نے اپنی بات کا یقین دلا دیا کیونکہ یہ تینوں باتیں اُس پر فٹ نہیں ہوتیں تھیں۔

"وہ کچھ بھی لکھتے ہیں، اُن کی باتوں پر دھیان نہ دیا کریں۔" فیضان نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"جانتی ہوں..... اور اگر آپ بُرا نہ منائیں تو میں کچھ جاننا چاہ رہی تھی.....؟"

"کہیں....." فیضان متوجہ تھا۔

"وہ کون تھی جس نے پہلی دفعہ وہ دل توڑا تھا.....؟"

"میں بتانا نہ چاہوں تو.....؟"

"مجھے نہیں لگتا کہ بتانے میں کوئی قباحت ہے، بلکہ بتادیں گے تو اچھا فیل کریں گے۔ کتنا اچھا ہوتا کہ جانے والے جاتے ہوئے اپنی یادیں بھی ساتھ لے جایا کرتے، پر نہیں، وہ خود تو چلے جاتے ہیں پر اپنی یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔ اور شکر ہے کہ ایک آپشن اب بھی ہمارے پاس ہے کہ ہم اُن یادوں کو خود ہی اپنے دل اور زندگی سے نکال دیں۔"

"آپ کی باتیں کتابوں میں لکھی باتوں جیسی لگتی ہیں۔"

"پھر تو شاید مجھے کتاب لکھنی چاہیے اپنی زندگی پر.. لیکن مجھے پتا ہے کوئی خریدنے نہیں آئے گا۔" فیضان نے دوپل کھنک کو بہت غور سے دیکھا۔

"اعتبار نہیں ہے نا..... ایک لڑکی جو دوسری ملاقات میں آپ پر اپنی جان واردیتی ہے، تیسری ملاقات میں آپکا درد دل جاننا چاہ رہی ہے، چوتھی ملاقات میں آپکو آپ سے چرالے، اور پھر چھوڑ کر چلی جائے.....؟" کھنک نے ادا سے مسکراتے ہوئے وہی سب کہہ دیا جو فیضان دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔

(نہیں.....!) شیطان نے جواب بتایا پر۔

فیضان نے کچھ نہیں کہا۔

"او کے مت بتائیں....." کھنک نے کہا اور اپنے پاؤں کی سمت بدلی۔ وہ سارا دن بیٹھ بیٹھ کر تھک جاتی تھی۔

"آہ....." کھنک کے پاؤں میں درد کی ٹھیس اٹھی۔

فیضان پوچھنے لگا کہ کیا وہ ٹھیک ہے پر۔

(چپ رہو۔)

"کیا کبھی آپ کا دل ٹوٹا ہے.....؟" فیضان نے سوال کیا۔

"نہیں..... میں نے کبھی کسی کو اتنا قریب آنے ہی نہیں دیا کہ وہ دل تک پہنچ جائے اور پھر اُسے سوری بول کر توڑ ڈالے....."

"آپ کو دیکھ کر مجھے کسی کی یاد آتی ہے۔"

کھنک کا دل اچانک سے بیٹھا۔

"کس کی.....؟" کھنک سوال پوچھ کر جواب سے ڈرسی گئی۔

"میری مام کی۔ وہ بھی آپ کی طرح ایک خوبصورت اور بہادر عورت تھیں۔ انہوں نے بھی اپنے دل تک کسی کو جانے نہیں دیا تھا، یہاں تک کہ ڈیڈ کو بھی نہیں۔ شاید ان کے پاس دل تھا ہی نہیں۔ اُنکی بے وفائی ڈیڈ کو اس مقام پر لے گئی جہاں ان کو جینے سے زیادہ مرنا آسان لگنے لگا۔"

(اُسے اپنے دُکھ کیوں بتا رہے ہو.....؟)

"افسوس ہوا۔"

وہ سوچنے لگی کہ اگر فیضان کی فیملی کے حالات ایسے تھے تو پھر فیضان خود نارمل کیسے رہتا۔ پر کیا یہ ایک جواز کافی تھا.....؟

"ڈاکٹر نے کیا کہا، آپ کب تک چل سکتیں ہیں.....؟"

"اسٹک کی مدد سے 5 دن تک....."

"بہت دردناک تھا وہ سب..... آپ بہادر ہیں۔" فیضان نے کہا۔

"نہیں میں بہادر نہیں ہوں، مجھے بہادر ہونا پسند ہی نہیں ہے۔ بہادری کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ میں تو کہتی ہوں یہ زمانہ اور قسمت کسی کو بہادر نہ بنائیں۔ کچھ اپنے ہوں جن کو کھونے سے ڈر لگتا ہو، کچھ دوست ہوں جو جان سے بھی پیارے ہوں، زندگی اتنی خوبصورت

ہو کہ دل موت کے ذکر سے ہی ڈر جائے۔"

فیضان کھنک کی باتیں سمجھ رہا تھا، اُنکے بارے میں سوچ رہا تھا، کھنک سے متاثر ہو رہا تھا۔ پر اس کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔

"جب آپ کے پاس کچھ نہ ہو تو کھو جانے کے لیے بھی آپ کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔"

When you have nothing, you have nothing to lose.

دُنیا شاید اسی احساس کو بہادری کہتی ہے اور ایسے شخص کو بہادر، پر مجھے لگتا ہے کہ وہ بہادر نہیں بد قسمت ہوتا ہے۔ "کھنک کو اسی احساس سے ڈر لگتا تھا اور یہ ہو چکا تھا، اب اُس کے پاس کھونے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ اس زمانے نے اُسے بہادر تو بنا دیا تھا پر اُسے اس کی قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔"

شمس صاحب اور یاسمین بی بی کو کھو کر، فیضان سے دور رہ کر۔

"آپ کو کسی سے ڈر لگتا ہے.....؟" کھنک نے پوچھا۔

("میں کسی سے نہیں ڈرتا.....!") جواب آیا پر.....

"اُس شخص سے جو اکیلا ہے، وہ چاہتا ہے کہ دوسرے پر بھروسہ کرے پر نہیں کر سکتا، کوئی دوست نہیں ہے، کوئی سہارا دینے والا نہیں ہے جسے وہ اپنا کہہ سکے۔ لوگ اس سے ڈرتے ہیں، جن سے وہ محبت کرنا چاہے وہ بھی ڈرتے ہیں۔ دنیا اسے برا کہتی ہے، وہ دنیا سے بدلہ لینے کے لئے برے کام کرتا ہے، بار بار سنبھلنے کی کوشش کرتا ہے پر ہار جاتا ہے۔ اس کے پاس سب کچھ ہے سوائے اُس کے جو وہ چاہتا ہے۔" فیضان کہیں کھو جانے والے انداز میں بولا۔

کھنک حیران ہوئی۔ یہ تو فیضان کی اپنی ذات کی منظر کشی تھی۔ یعنی وہ جس انسان سے ڈرتا تھا، وہ انسان وہ خود تھا۔

(پر برائی تو کبھی خود کو بُرا نہیں کہتی ہے، اسے تو یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ وہ غلط ہے۔ پر فیضان نے یہ سب کیوں کہا.....؟ جبکہ سب کہتے ہیں وہ بُرا ہے.....؟)

اور اگر برائی کہہ دے کہ ہاں وہ بری ہے، تو کیا وہ برائی نہیں رہتی.....؟)

کھنک کے اندر دو سوال گونج گئے، ایک اُسکے دل نے کیا تھا اور ایک ضمیر نے۔

"شاید آپ کو میری بات سمجھ نہیں آئی۔" کھنک فیضان کی آواز پر چونکی۔

("تم نے آج تک ایسی اور اتنی باتیں کسی سے نہیں کی تھی، خاص کر اپنی گرل فرینڈ سے تو بالکل

بھی نہیں۔ تو پھر آج کیوں.....؟" فیضان کے اندر بھی سوال گونجا۔

"مجھے نہیں پتا۔" فیضان کے پاس جواب نہیں تھا۔

"باتیں انسان کو ساری سمجھ آتی ہیں، یہ جملہ تو تب کام آتا ہے جب ہم نے کچھ نظر انداز کرنا ہو

کہ" میں سمجھا نہیں۔"

آپ اگر کل سے نہ آنا چاہیں تو بتا دیں اور بے شک نا آئیں کیونکہ اگر آپ کل آ گئے اور پرسوں

نہیں تو میں خاصی مشکل میں پھنس جاؤں گی۔" کھنک سنجیدہ تھی۔ اُسے پلان کے مطابق ایسی

بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔

"کس قسم کی مشکل.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"آپ کو بھولنا مشکل ہو جائے گا.....!" کھنک نے نظریں جھکا کر کہا۔

"آپ نمبر 13 نہیں بننا چاہتیں.....؟" فیضان نے جیسے ہی پوچھا کھنک نے اُسے نظریں اٹھا

کر دیکھا۔

"نہیں مجھے بھی وہ ٹوٹا، بکھرا دل نہیں سمیٹنا۔"

فیضان نے دوپل اُسے سنجیدہ ہو کر دیکھا۔

"اب آپ کو میری بات بری لگی ہے..... یہی سچ ہے۔ مجھے بھی یہ کام نہیں کرنا ہے..... پر....."

کھنک بولتے ہوئے رکی اور جب تک فیضان نے اُسے دیکھا نہیں وہ مزید نہیں بولی۔

"پر میں ایک کام کر سکتی ہوں اور وہ یہ کہ میں آپ کو یہ سکھا سکتی ہوں کہ آپ کیسے اُس دل کے ٹکڑے جوڑ سکتے ہیں، وہ بھی بنا کسی کی مدد کے....." کھنک کا انداز کوئی آفریتانے والا تھا کہ یہ نہیں تو وہ لے لیں۔

فیضان سے ایسی بات آج تک کسی نے نہیں کی تھی۔

"جب اس دل کا مالک نہیں بننا تو اس پر یہ احسان بھی کیوں کرنا.....؟" فیضان نے کہا اور اٹھ کر جانے لگا کہ

"فیضان.....؟" کھنک بے ساختہ بول اٹھی۔ فیضان کے قدم رکے، اُس نے پلٹ کر کھنک کو دیکھا۔

"میں چل نہیں سکتی اور آپ بھاگ رہے ہیں.....؟" کھنک نے آرام سے پوچھا۔

"ایسے مت جائیں..... پلیز.....!" کھنک نے آرام سے کہا۔

فیضان رُک گیا..... اور بیٹھا۔

"بات کچھ ایسی ہے کہ میں مالک بننے کو بن بھی سکتی ہوں پر پہلے دل بھی تو ہو وہاں۔ آپ کے پاس..... فی الحال تو صرف کرچیاں ہیں، ہزار ٹکڑے ہیں..... انہیں کو سمیٹنا سکھاؤں گی اور اگر اُنکو جوڑنے کے بعد وہ دل ہی بنا تو....."

میں مالک نہیں بننا چاہ رہی اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے ورنہ آپ کی گنتی آخری سانس تک نمبر

13 پر رک جائے گی اور آپ کا 1000 تک جانے کا پلان بری طرح ناکام ہو جائے گا۔"

کھنک نے اپنی بات کا رخ موڑا۔

"اتنا بھروسہ.....؟ صرف اس وجہ سے کہ آپ خوب صورت ہیں.....؟" فیضان کھنک کی خود اعتمادی پر حیران ہوا۔

"صرف اس وجہ سے نہیں، ایک اور وجہ بھی ہے جو بہت بڑی ہے..... دراصل بات یہ ہے کہ ہم ذرا الگ طرح کے لوگ ہیں، نہ چاہے تب بھی لوگ ہمارے دیوانے ہو جاتے ہیں، پھر جدا ہونا ہو تو اُن کو تکلیف ہوتی ہے اور ہمیں برا لگتا ہے۔

شاگردگی میں آنا چاہیں گے.....؟" کھنک نے مسکرا کر پوچھا۔

"انجام کیا ہوگا اور اس بات کی وجہ.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"انجام مثبت ہی ہوگا۔ اور یہ سوچنا چھوڑ دیں کہ ہر بات، ہر کام کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ اپنی زندگی کو وجہ دلیل اور کشمکش سے نکال کر آزاد کر دیں، ایک پل کے لیے یہ سوچنا چھوڑ دیں کہ اگر آپ کا دماغ کسی بات کو ٹھیک کہے صرف تب بھی وہ ٹھیک ہو کہ آپ ہمیشہ اپنے دماغ کی سنیں۔ جو وہ کہے صرف اُسے ہی صحیح سمجھیں۔ اور دل کو صرف خون پمپ کرنے کے لئے رکھیں، کہتے پھیریں...

کہ خواب تو صرف خیال ہوتے ہیں

محبت تو مطلب پرست ہوتی ہے

مرنے کے بعد لوگ سٹار نہیں بنتے

پریاں تو ہوتیں ہی نہیں

امید صرف ایک خود فریبی ہے۔

یہ سب کہہ کر، خود کو سمجھا کر ہی ہم خود کو حقیقت پسند سمجھیں، صرف آنکھوں دیکھی پر یقین کریں، سوچنا بھول جائیں اور بن جائیں ایک ایسا انسان جو حقیقت پسند تو ہوتا ہے پر اسے اپنی حقیقت

پسند نہیں ہوتی، جو خود سے خود ہی اپنے سارے خواب چھین لیتا ہے، خود ہی اپنی امیدوں کو چھوڑ دیتا ہے، خود کو سمجھا لیتا ہے کہ اُسے صرف حقیقت میں جینا ہے اور خود پر سو بر کا ٹیگ لگوا کر خود کو کامیاب سمجھتا ہے، جب کہ میں نے آج تک ایسا انسان نہیں دیکھا جو ایک ہی وقت میں سو بر بھی ہو اور خوش بھی۔ "کھنک نے اپنے خیالات بیان کیے۔

"لگتا ہے نفسیاتی سیشنز آپ نے بھی لیے ہیں۔" فیضان کے لہجے میں طنز تھا۔
 "نہیں یہ باتیں کسی نفسیاتی ڈاکٹر سے سنی ہوئی نہیں ہیں بلکہ ان باتوں کی وجہ سے کبھی کسی نفسیاتی ڈاکٹر کے پاس جانا ہی نہیں پڑا۔ میں نے اپنے جذبوں کو سوال نہیں بنایا۔" کھنک نے سنجیدہ ہو کر کہا اور فیضان لا جواب ہو گیا تھا۔ وہ متاثر ہوا اور اب یہ اس کے چہرے سے نمایاں بھی ہونے لگا تھا۔

"شیڈول دیکھنا پڑے گا یا انکار کرنے والے ہیں.....؟"
 نہ جانے کیوں لڑکیوں کی ہزاروں ادائیں دیکھنے اور جانے کتنے رنگ دیکھنے کے بعد بھی فیضان کو کھنک کی ہر ادا اچھی لگ رہی تھی۔ اور وہ بھی۔
 وہ کھنک سے بات کرتا ہوا خود کو بہت ریلیکس محسوس کرتا تھا۔ جیسے کوئی اُلجھا ہوا شخص کسی دانا بزرگ کو اپنی پریشانی سنا کر مطمئن ہو جاتا ہے۔

"شاید آپ کو ایک موقع دیا جاسکتا ہے۔" فیضان کا انداز کاروباری لگا۔
 "میں جانتی تھی موقع تو آپ نے دینا ہی تھا کیونکہ 12 ناکام کوششوں کے بعد بھی آپ کو کسی سہارا دینے والے کی تلاش ہے، ایک کندھا جس پر سر رکھ کر آپ رو سکیں۔ سوچتے ہیں کہ آپ کا درد کوئی دوسرا ختم کر سکتا ہے جبکہ جانتے ہیں رونے کے لئے سب سے بہترین کندھا انسان کا اپنا ہی ہوتا ہے۔ مجھے آپ کو یہی بات سمجھانی ہے، آپ کی سوچ بدلنی ہے۔ میں ایک بار پھر بتا

دینا چاہتی ہوں کہ مجھے نمبر تیرا نہیں بننا۔ " کھنک کا سیدھا مطلب یہی تھا کہ مجھ سے فاصلہ رکھنا۔

"یاد رکھوں گا۔" فیضان سنجیدہ تھا۔

"شکریہ، مہربانی ہوگی۔" وہ عام طور پر بھی انسان کو ایسے دیکھتا تھا جیسے اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو، وہ سامنے والے کی آنکھوں میں دیکھا کرتا تھا۔ کھنک کے لیے بھی فیضان سے نظریں ملانا آسان کام نہیں تھا، وہ اکثر ادھر ادھر دیکھتی یا توجہ بانٹنے کے لیے ہاتھ میں کچھ پکڑ لیتی۔

(تم کون ہو میں سمجھ نہیں پا رہا.....!) فیضان نے کھنک کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

☆.....☆.....☆

"یہ بات کہ اس پلان کے لیے کوئی لڑکا بھیجا جائے بالکل ٹھیک تھی۔" کھنک اچانک کافی کا کپ ٹیبل پر پٹخ کر بولی اور بہت پریشان لگی۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا.....؟" احمر نے پوچھا۔ دونوں ہال میں بیٹھے تھے۔

"اس لئے کیوں کہ ایسا کچھ نہیں ہو رہا ہے جو اُس کے لیے نیا ہو۔ اُس کی زندگی میں جانے کتنی لڑکیاں آچکی ہیں۔ اس کے لیے میں صرف ایک اور لڑکی ہوں اور اس طرح اُسے مجھ میں کیا دلچسپی ہوگی۔

وہ میری کسی ادا سے متاثر نہیں ہو رہا ہے۔ یہ کام بہت مشکل ہے۔" کھنک نے بنا فیضان کو اپنے حسن اور رشتے کے جال میں پھنسائے اُسے روز وہاں آنے کے لیے منالیا تھا پر وہ احمر سے یہ کہہ رہی تھی کہ وہ کامیاب نہیں ہو رہی۔

یعنی وہ پلان پر پلان بن رہی تھی۔

"یہ آسان ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ یہ کام مشکل ہے تو ایسے ہو رہا ہے، تم سے کروایا جا رہا ہے۔ وہ اگر کہہ بھی دے گا اسے تم پر بھروسہ ہے تب بھی یہ نہ سمجھ لینا کہ ایسا ہے۔ وہ شخص بہت انپریڈکٹ ایبل ہے، اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے وہ کسی بھی دن یہاں آنا بند کر دے اور پلٹ کر تمہاری طرف دیکھے بھی نہیں ایسے جیسے تم تھی ہی نہیں۔ یا وہ اچانک سے تم سے کوئی ایسا سوال کر دے جس کا جواب تمہارا سارا راز کھول دے۔ فیضان علی رضوی کوئی گہری جھیل نہیں بلکہ دلدل ہے۔" احمر کے لہجے میں نفرت تھی۔

"ویری گڈ، اور کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم میری تھوڑی سی ہمت بڑھا دو، کچھ ایسا بولو جس سے مجھے تسلی مل جائے؟ ہمیشہ ڈراتے رہتے ہو۔"

"تمہیں تسلیاں دینا میرا کام نہیں ہے۔ اس سب کو آسان کرنے کا موقع تھا تمہارے پاس، اس دن مرجانے دیا ہوتا اُسے، پر تم نے موقع گنوا دیا۔" احمر کا انداز طعنہ دینے والا تھا۔

"میں وجہ بتا چکی ہوں۔" کھنک نے کہا۔

"یہ مقصد صرف تمہارا نہیں ہے۔ اور یاد رکھنا، اگر اب کوئی غلطی ہوئی تو....."

"تو تم مجھے جان سے مار دو گے..... ہاں تمہارے لیے کیا مشکل ہے، ایک خون کر چکے ہو، ایک اور سہی۔" کھنک نے احمر کی بات کاٹ کر طنز کیا۔

احمر نے اُسے غصے سے دیکھا۔

"ارے نہیں خون نہیں، جیسے معراج صاحب کہتے ہیں، انسانیت کی خدمت، ثواب کا کام، نیکی۔ پر ایک بات یاد رکھنا احمر، نیکی انسانیت اور ثواب کے کام میں کسی کی جان نہیں جاتی۔ خدا کبھی اپنے بندے کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ دوسرے کو مار دے۔ میرا یقین نہ ہو تو گوگل کر لو۔"

کھنک اتنا کہہ کر جانے لگی کہ

"تم بھی تو خون کرنے والی ہو.....!" احمر نے کہا۔

"ہاں، اور جانتی ہوں کہ گناہ کر رہی ہوں۔ کم سے کم اپنے گناہ کو نیکی، نیکی، نیکی تو نہیں کہہ رہی۔"

کھنک اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اُسکی آواز احمر کے آس پاس گونجنے لگی۔
آنا جو سب سُن چکی تھی، کھنک کے روم میں گئی.....

"آپ کو اُن سے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔" آنا کا انداز سمجھانے والا تھا۔

"کیوں نہیں کہنا چاہیے تھا؟ جب دیکھو تیور، جب دیکھو غصہ۔ ہزار بار کوشش کر لی میں نے کہ اس بندے سے آرام سے بات کروں پر نہیں، یہ تو فیضان سے بھی زیادہ کھڑوس ہے۔"
کھنک تپتی ہوئی تھی۔

آنا نے کھنک کو احمر کے بارے میں بتایا۔

"میرے خدایا۔" کھنک اپنا سر پکڑ کر رہ گئی۔

"بس کیا کر سکتے ہیں۔ وہی بات کہ زندگی کسی کے ساتھ بھی پوری طرح انصاف نہیں کرتی، کہتے ہیں کوئی بھی پوری طرح بد قسمت نہیں ہوتا، اسی طرح کوئی پوری طرح خوش قسمت بھی نہیں ہوتا۔ کہیں نہ کہیں کسی موڑ پر قسمت دھوکہ دے جاتی ہے۔" آنا نے کہا۔

"کس کے دل میں کیسا دکھ ہے پتہ ہی نہیں چلتا۔" کھنک کو احمر کے لیے بہت افسوس ہو رہا تھا۔

احمر اپنے کمرے میں کھڑا چاند کو دیکھ رہا تھا۔

(اگر وہ نیکی تھی تو نیکی جیسی کیوں نہیں لگتی؟ اور اگر یہ میرا امتحان ہے تو عذاب جیسا کیوں لگتا ہے.....؟) احمر کو کبھی اس سوال کا جواب نہیں ملتا تھا۔



کھنک اور آنا صبح قریب کے پارک میں گئے۔ کھنک آج سے اسٹک کی مدد سے چلنا شروع کرنے لگی تھی اور اُسے ایسے ہی ماحول کی تلاش تھی جہاں تازہ ہوا اور سبزہ ہو.....

کھنک اسٹک کے سہارے اٹھی۔

"آپ کو یقین ہے آپ یہ کر سکتیں ہیں؟ میرا مطلب ہے کچھ دن آرام کر لیں، اتنی بھی کیا جلدی ہے.....؟" آنا فکر مند تھی۔

"اور میری دوست کو میری فکر ہے....." کھنک نے خوشی سے کسی خوبصورت کہانی کی آخری لائن لکھی ہو جیسے۔

"کیونکہ آپ کو اپنی فکر نہیں ہے....." آنا نے جتا کر کہا۔

"سو تو ہے۔ پر کام بھی تو کرنا ہے..... ورنہ وہ احمر جو ہر وقت میری جان لینے کو تیار رہتا ہے مار ڈالے گا مجھے....."

کھنک آگے بڑھی.....

"آرام سے۔" آنا پیچھے پیچھے تھی۔

کھنک چلتی جا رہی تھی۔ اُسے بہت درد ہو رہا تھا پر اُسے اُسکی ضد چلا رہی تھی جبکہ ابھی اُسے آرام کرنے کی ضرورت تھی۔ جب ایک درد کی لہر نے اُسے ہلا کر رکھ دیا، قریب تھا کہ وہ گر جاتی، کسی نے اُس کے سامنے آتے ہوئے اسے تھام لیا۔

کھنک بنا دیکھے جان گئی کہ وہ کون ہے۔

"قسمت سے تین، پانچ کرنے والے ایسے ہی منہ کے بل گرتے ہیں۔" اسمتھ نے مدھم آواز میں کہا۔ کھنک نے اُسے دیکھا، اُسکی آنکھوں میں آج بھی کھنک کے لیے فکر اور محبت تھی۔

"میں قسمت کے ساتھ نہیں قسمت میرے ساتھ تین، پانچ کر رہی ہے۔" کھنک نے بتایا۔
 "یہ کیا حال بنا لیا ہے تم نے.....؟" اسمتھ نے تڑپ کی سوال کیا۔
 "میم یہ.....؟" آنا بولی۔

"دوست ہے میرا، بس 5 منٹ دو ہمیں۔" کھنک نے آنا سے کہا۔ آنا وہاں سے کچھ قدم دور چلی گئی۔

"دوست ہوں تو مان لو اپنے دوست کی بات....." اسمتھ نے التجا کی تھی۔
 "جانے دو مجھے اسمتھ، میں تمہارا نصیب نہیں ہوں اور وہ میرا نصیب نہیں ہے، پیچھے زندگی نہیں ہے، سامنے موت نہیں ہے۔ جینے دو مجھے یہ بے مطلب سی زندگی، ہونے دو جو ہو رہا ہے، کیونکہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس وجود میں زندگی نہیں ہے پر اسے دفنایا نہیں جاسکتا۔" کھنک کی آواز کانپی۔

"کھنک.....؟ تم لوٹ آئی.....؟" اسمتھ کو احساس ہو گیا کہ پرانی کھنک لوٹ آئی ہے۔ وہ خوشی سے بولا تھا۔

"ہاں..... میں لوٹ آئی ہوں پر میں واپس نہیں آسکتی۔" کھنک نے اپنے آنسو صاف کیے۔
 "یہ سب کیا ہے، تم یہ کیا کر رہی ہو.....؟" اسمتھ اُلجھا ہوا تھا اور کھنک کو تلاش کرتا ہوا وہاں تک پہنچا تھا۔

"سب بتاؤں گی، بس دعا کرنا میرے لیے..... ابھی جاؤ یہاں سے..... پلیز۔" کھنک نے التجا کی۔

"ٹھیک ہے..... بس اپنا خیال رکھنا۔" اسمتھ نے کہا اور کھنک کو دوپل دیکھا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو پروہاں سے چلا گیا۔

کھنک کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے۔

☆.....☆.....☆

فیضان اگلے دو دن تک کھنک سے ملنے نہیں آیا اور کھنک کو بھی باقی سب کی طرح یہ لگنے لگا کہ شاید کھنک فیضان کے لیے ایسے ہی بے معنی ہو گئی جیسے راز فاش ہونے پر راز نہیں رہتا۔ کہ ایک صبح کھنک کو پروٹوکول کارڈز کی آواز آئی۔ فیضان کی اینٹری ہمیشہ ایسی ہی ہوتی تھی، پورے کاروان کے ساتھ نکلا کرتا تھا۔

کھنک گارڈن میں اسٹک کے سہارے کھڑی تھی کہ اُس نے فیضان کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ فیضان اس کے پاس آیا اور ہیلو کہا۔ اب دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے کہ کھنک اچانک سے ہنسنے لگی۔

"خیریت.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"جب میں نے آپ کو آتے دیکھا تو میں نے کچھ سوچا کہ جیسے ہی آپ میرے پاس آئیں گے میں جان بوجھ کر گرنے کی ایکٹنگ کروں اور آپ مجھے گرنے سے پہلے تھام لیں گے۔ It would be so romantic...! پر پھر میں نے سوچا کہ اگر آپ مجھے تھام نہ سکے اور

میں گر گئی تو میرا دوسرا پاؤں بھی ٹوٹ جائے گا کیونکہ ایسا تو صرف فلموں میں....."

کھنک بول رہی تھی کہ اچانک وہ گرنے لگی۔ فیضان نے اُسے با آسانی گرنے سے پہلے تھام لیا۔

کھنک نے ڈر کر آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ اُس نے آنکھیں کھولیں تو محسوس کیا کہ وہ فیضان کی مضبوط باہوں میں محفوظ تھی۔

("جانے تمہاری آغوش میں اتنا سکون کیوں ہے فیضان جبکہ دُنیا کہتی ہے تم ایک بہت برے

انسان ہو.....") کھنک سوچ کر رہ گئی۔

"ٹھیک ہے، آپ نے مجھے بچا لیا۔" کھنک نے کہا اور الگ ہونے لگی پر فیضان نے اس پر سے گرفت نہیں ہٹائی۔

"اب مجھے چھوڑ دیں۔" کھنک نے جیسے التجا کی تھی۔۔ فیضان نے واکنگ اسٹک اٹھائی اور کھنک کی کھڑے ہونے میں مدد کی.....

"شکر یہ....." کھنک نارمل ہوئی۔ دونوں نہیں بولے اور جا کر لان میں پڑی کرسیوں پر بیٹھے۔

کہ کھنک پھر سے ہنسنے لگی۔ فیضان بھی زیر لب مسکرا دیا۔

احمد دور سے یہ منظر دیکھ رہا تھا اور فون پر بات کر رہا تھا۔

"جی ٹھیک جا رہا ہے۔ آج پھر وہ یہاں موجود ہے اور دونوں بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔" احمد نے خبر دی۔

"یہ لڑکی خود نہیں جانتی یہ کیا کر رہی ہے۔ اس نے کیسے فیضان کو اتنا مجبور کر دیا کہ وہ خود چل کر یہاں آیا؟" معراج صاحب حیران تھے۔

"اب میڈیا اس بات پر خاموش ہوا ہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے، اب یہ خبر ان تک پہنچا دی جائے

کہ فیضان کی نئی گرل فرینڈ وائلٹی کی ایم ڈی کھنک ہے.....؟" احمد نے پوچھا۔

"ہاں فوراً..... اور ان پر نظر رکھو۔" معراج صاحب نے کہا۔

"سچ کہتے ہیں، کیا پتا کون سا ایسا وقت ہو جب منہ سے نکلی بات سچ ہو جائے، اس لئے ہر وقت

اچھا سوچنا اور بولنا چاہیے۔ میرے ساتھ پچھلے چند دنوں سے یہی ہو رہا ہے، اور میں نے سوچ

لیا ہے کہ مجھے زندگی سے جو کچھ چاہیے وہ میں انہی دنوں میں مانگ لوں گی۔ کیا پتا یہ وقت میری

زندگی میں دوبارہ آئے نہ آئے..... " کھنک نے اُمید سے کہا تھا۔ فیضان چپ تھا اور اُسکے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ ان باتوں کو نہیں مانتا۔

"ایسا ہوتا ہے، دعائیں قبول ہوتیں ہیں، خواب پورے ہو جاتے ہیں۔" کھنک نے یقین سے کہا۔

"مرتخ پر.....؟" فیضان نے طنز کیا۔

"جی نہیں، اسی دُنیا پر..... اور..."

"اور آپ اُس انسان کی باہوں میں گرنے کی خواہش مند تھیں جسکو کل آپ نے صاف لفظوں میں یہ کہا کہ آپ کو اُس سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا.....؟ آپ کی باتوں کی طرح آپ کی خواہشوں میں بھی تضاد ہے مس کاظمی.....! اس لیے بہتر ہے کہ آپ اپنی سنائیں اور مجھے خاموش ہی رہنے دیں۔" فیضان نے بات نہیں کی تھی، تیر پھینکے تھے۔

"کیوں.....؟ کیا بات ہے.....؟ کسی پر بھروسہ نہیں، زندگی سے ڈھیر ساری شکایتیں ہیں، اب بولنا بھی نہیں؟ کیا لگتا ہے آپ کو، ساری زندگی ایسے گزار لیں گے، صرف دُکھ کو سینے لگا کر؟ اگر ہمت ہارنی ہی تھی تو دوسری یا تیسری کوشش پر رک جاتے، 12 بار بھی تو کوشش کی ہے.....! میری مثال لیں، میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے۔ ماں باپ نہیں ہیں، دوست نہیں ہیں، کوئی اپنا بھی تو نہیں ہے، ساتھ محبت بھی نہیں، صرف دولت ہے، پروٹوکول ہے اور کچھ نوکر ہیں۔ انسان عجیب ہے۔ خوش ہوتا ہے تو غموں کو بھول جاتا ہے، دکھی ہو تو خوشیوں کو۔ جب کہ یہ دونوں زندگی کا حصہ ہیں۔ میں آپ کو یہ ہی تو سمجھانا چاہ رہی ہوں اور....."

"کیوں.....؟ کیوں کر رہی ہیں آپ یہ.....؟" فیضان اچانک کھنک کی بات کاٹ کر بولا۔

"ہر بات کی وجہ ہو یہ ضروری تو نہیں۔" کھنک لا جواب ہو رہی تھی۔

"پرہز بات کی وجہ ہو یہ ضروری ہے..... میرے لیے یہ ضروری ہے۔"

دونوں اپنی بات پر زور دے کر بولے۔ آج فیضان کو جواب چاہیے تھا۔

"ایک لڑکی اپنی جان پر کھیل کر میری جان بچاتی ہے اور اب مجھے زندگی کا مطلب سمجھا رہی ہے۔ کیوں.....؟ کس لیے.....؟ آپ کو یہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" فیضان بھر گیا تھا۔

اور کھنک گھبرا رہی تھی جیسے اب کچھ ایسا ہو جائے گا جس کو وہ سنبھال نہیں سکے گی۔

"آپ یہ سمجھ لیں کہ میں پاگل ہوں۔" کھنک نے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔

"آپ پاگل نہیں ضرورت سے زیادہ سمجھدار لگ رہی ہیں، اور جہاں عقل ہو سمجھ ہو وہاں وجہ بھی ہوتی ہے۔"

"اور آپ کو وہ وجہ جان کر ہی رہنا ہے.....؟"

"ہاں۔"

"اوکے فائن..... مان لیتی ہوں کہ ایک وجہ ہے۔" کھنک نے خود کو ریلیکس کیا۔ اب تو فیضان کو بھی محسوس ہونے لگا کہ کھنک اُس سے ڈر رہی ہے۔

"کوئی وجہ.....؟"

"بتاتی ہوں، پہلے آپ ریلیکس ہو جائیں، اور پلینز مجھے ایسے دیکھنا بند کریں۔ پھر میں بتاؤں گی....." کھنک نے کہہ ہی دیا۔

"آپ کو مجھ سے ڈر لگ رہا ہے.....؟" فیضان نے پوچھا جیسے کوئی یہ پوچھتا ہے کہ کیا تم بھی ڈور ہو جاؤ گے۔

"بہت زیادہ۔" کھنک نے مان لیا۔

فیضان کو یہ احساس اچھا نہیں لگتا تھا کہ کوئی اُس سے ڈرے۔

فیضان ریلیکس ہوا اور اُس نے اپنی نظریں بھی نیچی کیں۔

"وہ وجہ یہ ہے کہ آپ مجھے اچھے لگتے ہیں۔"

فیضان نے کھنک کو نظریں اٹھا کر دیکھا۔

"پر آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کو یہ نہیں کرنا، مجھ سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا۔" وہ حیرانگی کا اظہار کیے بنانا رہ سکا۔

"رائٹ..... میں نے کہا تھا کیونکہ مجھے سچ مچ اُس فیضان علی رضوی سے کوئی رشتہ نہیں بنانا جو ابھی میرے سامنے بیٹھا ہے۔ نہ زندگی کی چاہ، نہ آنکھوں میں خواب۔ بھروسہ.....؟ شاید خود پر بھی نہیں۔ بس جنون.....!"

جس میں صرف یہ چیز باقی ہے کہ وہ سانس لے رہا ہے۔ جس انسان سے آپکو ڈر لگتا ہے مجھے بھی اسی انسان سے ڈر لگتا ہے۔ زندہ صرف وہ نہیں ہوتا جو سانس لے رہا ہوتا ہے اور مرا ہوا صرف وہ نہیں جو سانس نہیں لے رہا ہوتا کیونکہ زندگی صرف سانس لینے کا نام نہیں ہے، ہم تمام عمر جیتے رہتے ہیں پر ہم زندہ نہیں ہوتے۔ زندگی بہت خوبصورت چیز ہے، جینے کے قابل ہے۔ کیا ضروری ہے کہ ہمیں زندگی کی قدر و قیمت کا اندازہ اُس وقت ہو جب موت ہمیں لینے آچکی ہو.....؟ ہم جیسے لوگ جو اپنا ہر خواب پورا کر سکتے ہیں، بدقسمتی سے خواب دیکھتے ہی نہیں۔ میں بھی تھک گئی ہوں سب کو اس دل سے دور رکھ کر، چاہتی ہوں کہ اب اسے کسی کے حوالے کر دوں، پر ایسے انسان کے حوالے نہیں جو زندگی کا مطلب ہی نہ جانتا ہو۔" کھنک نے ساری بات بتادی۔

"تو کوئی اور تلاش کر لیں۔ آپ کا مسئلہ ختم، سب کچھ ٹھیک....." فیضان نے مشورہ دینے والے انداز میں کہا۔

"تلاش تو کر لیا ہے، تبھی تو اتنی محنت کر رہی ہوں۔"

"یعنی اگر مجھے آپ سے کوئی رشتہ رکھنا ہے تو مجھے خود کو بدلنا ہوگا.....؟"

"نہیں آپ کو اپنے لیے بدلنا ہوگا۔ زندگی کو ایک موقع دینا ہوگا، ایک نئی شروعات کرنی ہوگی۔"

اور اگر اس زندگی میں میرے لیے جگہ بنانا چاہیں تو میں..... سوری میں زیادہ ہی بولتی ہوں۔"

"میں چلتا ہوں۔"

فیضان کو کھنک کی آنکھوں میں اداسی نظر آئی۔

"کل ملتے ہیں، میرے گھر میں۔"

فیضان وہاں سے چل پڑا، کھنک حیران رہ گئی۔

"کیا یہ ہاں ہے.....؟" کھنک نے بلند آواز میں پوچھا۔

فیضان نے پلٹ کر کھنک کو دیکھا اور مسکرا کر چلا گیا.....

("بہت بڑی غلطی کر رہے ہو....." شیطان نے کہا۔

"اب مجھے پرواہ نہیں۔" فیضان نے کہا۔)

☆.....☆.....☆

کھنک کی کار رضوی مینشن میں داخل ہو چکی تھی۔ کھنک آس پاس دیکھ رہی تھی۔

("کیا ہو گیا ہے، کہاں کھو گئی ہو.....؟" اسمتھ نے کھنک کو کوئی مار کر پوچھا۔

"ان دیواروں کے پیچھے رہتا ہے وہ....." کھنک بدستور کہیں کھوئے ہوئے بولی تھی۔

"اور دیکھو، یہ دیواریں تمہارے قد سے بھی بڑی ہیں۔ چھوڑ دو یہ دیوانگی کھنک، کچھ نہیں ملے گا

اس سے، یہ تمہیں برباد کر دے گی....." اسمتھ نے التجا کی تھی۔

"اسمتھ ہماری زبان میں مجھ جیسے انسان کو عاشق کہتے ہیں..... اور عاشق برباد ہونے سے نہیں

ڈرتا۔"

کھنک چونکی جب کارکا دروازہ کھولا گیا۔

کھنک نے دیکھا وہ جگہ بہت خوبصورت تھی، کسی محل سے بھی زیادہ..... فیضان اور کھنک گھر کے ہال میں بیٹھے تھے۔

کھنک کی نظر دیوار پر لگی علی رضوی اور فیضان کی مام کی تصویر پر پڑی۔ وہ مسلم نہیں لگ رہی تھیں۔

کھنک اور فیضان آپس میں اردو میں ہی بات کرتے تھے۔

"آپ کی مام مسلم نہیں تھی.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"ہاں..... فرینچ تھیں۔" فیضان نے بتایا۔

"اور ان بارہ میں سے کتنی مسلم تھیں.....؟"

"صرف ایک۔"

"کون سی والی.....؟"

"پہلی..... اپنے جیسی لگتی تھی، سوچا تھا اپنی بن کر رہے گی، پردل ٹوٹا جب سے اپنے ہی ایک

باڈی گارڈ کے ساتھ..... خیر وہ اپنے کیے پر شرمندہ بھی نہیں تھی، ایک پل کو بھی نہیں، اسی کے

ساتھ چلی گئی۔" فیضان نے بتایا۔

"اور اس کے بعد کوئی مسلم تھی نہیں.....؟"

"اُس کے بعد صرف آپ مسلمان ہیں، اسی لئے آپ مجھے اس کی یاد دلاتی ہیں۔" فیضان نے

ہمیشہ کی طرح کھنک کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہونا تو نہیں چاہیے، سب ایک جیسے نہیں ہوتے۔ میں اُن سب میں سے کسی ایک جیسی بھی

نہیں ہوں، اور مجھے یہ ثابت نہیں کرنا۔" کھنک نے پانی کا گلاس اٹھایا اور بنا نظریں ملائے بولی۔

"آپ ثابت کر چکی ہیں۔" اب کھنک نے فیضان کو دیکھا۔
 "آپ نے زندگی جینے کا فیصلہ کر لیا تو شروعات کریں؟"
 "کیسے.....؟"

"اپنی زندگی کے سب سے بڑے دکھ کو اپنی زندگی سے نکال دینے سے۔"
 "یہ اتنا آسان نہیں۔" فیضان نے آہ بھری۔

"وہ جا چکی ہے، اور جو کر کے گئی ہے اس کے بعد وہ اس قابل نہیں ہے کہ اُسے یاد کیا جائے، بلکہ وہ تو..."

"میں اُس سے محبت کرتا تھا۔" فیضان نے اچانک کہا۔ کھنک حیران رہ گئی۔
 "یہ سوچ رہی ہیں کہ کیا مجھ جیسا انسان کسی سے محبت بھی کر سکتا ہے.....؟" فیضان نے اندازہ لگایا۔

"میں یہ سوچ رہی ہوں کہ آپ نے کسی سے محبت کی اور جو انجام ہوا اُس نے آپ کو ایسا بنا دیا۔
 لوگ کہتے ہیں کہ آپ محبت نہیں کر سکتے جب کہ آپ کو تو اس مقام پر محبت ہی لے کر گئی ہے۔"
 کھنک سنجیدہ تھی۔

"مجھے اس مقام پر بے وفائی لے گئی ہے۔"

("وہ دل محبت کرنا چاہتا تھا، محبت کر بیٹھا پر اس کی قدر ہی نہیں کی گئی۔" کھنک نے کسی کو جواز دیا تھا۔

"تو کیا محبت نہ ملے تو انسان وحشی بن جائے.....؟"

کھنک کو کسی نے پھر لا جواب کر دیا)

"سوچا تھا اپنی زندگی کی آخری سانس تک اُس کے ساتھ رہوں گا۔ بہت محبت کی اُس سے پر اُس کے لیے کم پڑ گئی۔ جاتے جاتے اُس نے کہا کہ میں اُس کی محبت کے قابل نہیں ہوں۔" فیضان کے لہجے میں اپنے لیے طنز تھا۔

"میرے ڈیڈ نے میرے بچپن میں مجھے ایک بہت آسان سی بات سمجھائی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ لوگوں کی تنقید اور بری باتوں کو کبھی بھی دل سے نہ لگانا کیونکہ 'جو کہتا ہے وہی ہوتا ہے'۔ وہ خود محبت کے قابل نہیں تھی۔" کھنک نے یقین سے کہا۔

فیضان حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ کھنک اُس کے لئے کیوں لڑ رہی ہے، اس کی سائیڈ کیوں لے رہی ہے؟

"جو اس نے کیا شاید کسی محبت کرنے والے کے ساتھ ایسی اور اس انداز سے بے وفائی کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ اور میں کتنا پاگل تھا کہ پھر بھی یہ سوچتا رہا کہ اگر وہ آجائے اور مجھ سے معافی مانگ لے تو میں اُسے معاف کر دوں گا، پر وہ تو معافی مانگنے بھی نہیں آئی۔" "افسوس ہوا۔" کھنک کو افسوس سے زیادہ غصہ آ رہا تھا۔

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ اس قابل ہے کہ اُسے یاد رکھا جائے.....؟ اگر ہاں تو کرتے رہیں جو کر رہے ہیں۔ پر اگر بھول جائیں گے اُسے تو دل میں گنجائش بن جائے گی جسے پھر آپ خوابوں اور امیدوں سے بھر سکتے ہیں۔"

"اور کون دیکھے گا میرے ساتھ خواب.....؟" فیضان کی وہی عادت۔ شاید وہ صرف اپنے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔

"خواب دیکھنا شروع تو کریں، ساتھی بھی مل جائے گا۔" کھنک نے اُمید دی۔

"جب خود ساتھی نہیں بننا چاہتیں تو یہ کیسے کہہ سکتیں ہیں کہ کوئی اور مل جائے گا.....؟" فیضان نے جواز چاہا۔

"مجھے لمبے راستوں کا ساتھی بننا پسند ہے، جو منزلوں تک جاتے اور ان سے آگے بھی۔ چند پلوں کے غلط موڑ موڑ نے والے راستے کا ساتھی نہیں بن سکتی میں۔

اور آپ اُس غلط موڑ پر بارہ دفعہ گئے ہیں، تب ہی تو اتنے بھٹکے ہوئے ہیں کہ واپسی کا کوئی راستہ یاد نہیں ہے اور یہ محنت مجھے کرنی پڑ رہی ہے۔"

فیضان کھنک کی بات سمجھ گیا تھا..... پر اُسے کھنک کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ پر وہ اب خود بھی سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

فیضان نے کھنک کی آنکھوں کو دیکھا۔ اُسے وہاں ہزاروں راز دکھائی دیے۔ کھنک کی وہ چھوٹی سی ناک، جو بے حد کیوٹ تھی، وہ کشادہ پیشانی، جس پر کسی خوش نصیب کا نصیب درج تھا۔ اُسکی وہ مسکراہٹ، جیسے کوئی ساری دنیا کے غم مٹا کر بالآخر سکون سے مسکرا رہا ہو، وہ ہونٹ، جو اگر کسی کو پکاریں تو وہ موت سے جاگ جائے۔

"Are you just checking me out?"

(کیا آپ میرا جائزہ لے رہے ہیں؟)

کھنک نے پوچھا۔ فیضان تو اُسے دیکھتا ہوا کہیں کھو گیا تھا جبکہ کھنک ہوش میں تھی۔

"Yes.... I am!"

فیضان نے مان لیا۔ اب کھنک کیا بولتی بھلا۔

☆.....☆.....☆

کھنک آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ اُسے وہ پل یاد آیا جب فیضان اُسے دیکھ رہا تھا۔ کھنک کے

چہرے پر مسکراہٹ بکھرنے لگی کہ
 "بہت خوش ہو.....؟" کھنک کا عکس بولا، جو بے حد سنجیدہ تھا۔
 "ہاں ہوں خوش۔"

"کس بات پر.....؟ اور جو خوش ہو رہی ہے وہ کون ہے.....؟ تم کون ہو.....؟"
 "میں کھنک ہوں.....!" کھنک حیران ہوئی۔

"کون سی والی کھنک.....؟ کیا تم وہ معصوم کھنک ہو جسکی محبت بھی معصوم تھی۔ جو انجام سے بے خوف تھی اور بنا فیضان کو جانے اُس سے دیوانوں کی سی محبت کرتی تھی.....؟ اور اب وہ بہت خوش ہے کیونکہ اُسے ایک اور موقع مل گیا فیضان کو پانے کا..... وہ کون ہے، کیسا ہے، اس بات سے اُس کھنک کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔" کھنک کے عکس نے ایک تعریف پیش کی۔

"یا تم وہ کھنک ہو جس کی بے لوث محبت کو فیضان نے ٹھکرایا تھا؟ وہ محبت جس نے تمہیں کچھ نہیں دیا، تمہاری ساری خوشیاں، تمہاری چھوٹی سی دنیا برباد کر دی..... اور اب تمہارے پاس بدلہ لینے کا موقع ہے۔ محبت نفرت میں بدل چکی ہے اور وہ صرف بدلہ لینا چاہتی ہے۔ آخر تمہاری محبت کو ٹھکرا نے کا اُسے کوئی حق نہیں تھا۔ جو اُس نے کیا وہ غلط تھا۔ تم محبت میں ہاری، وہ محبت جس کے لئے تم نے اپنے ماں باپ کا دل دکھایا اور وہ یہی دکھ لیے اس دنیا سے چلے گئے۔"
 کھنک کی سانس پھولنے لگی۔

"یا تم وہ کھنک ہو جو خود کو سزا دینے کے لیے چار سال اپنی بربادی کا ماتم مناتی رہی، اپنی زندگی کو اپنے لیے سزا بنا کر ہر ایک پل جیتی رہی اور سوچتی رہی کہ یہ سزا عمر بھر کا لے گی؟ پر اب فیضان کو اپنے قریب پا کر بے شرم ہو گئی ہے، بے غیرت ہو گئی ہے، سب کچھ بھول گئی ہے، خود غرض ہو کر صرف اپنے بارے میں سوچنے لگی ہے کیونکہ وہی دیوانی سی محبت جو جاگ گئی ہے۔"

بولو تم کون سی کھنک ہو.....؟ بولو.....؟" کھنک کا عکس چلایا۔ کھنک سہمی اور وہاں سے چلی گئی۔

کھنک کو چلنے میں مشکل ہوئی پر وہ گارڈن کی طرف جانا چاہتی تھی۔ کھنک نے گارڈن میں آکر دم لیا..... اُسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے کہ وہ اُنکو صاف کر دیتی۔

احمد دور سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اسے کھنک کے رونے کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔

کھنک دل، دماغ اور ضمیر کے بیچ کہیں پھنس گئی تھی۔

اُس کو فرض اور محبت میں سے کسی ایک کو چننا تھا۔

☆.....☆.....☆

(کیوں میں تمہیں اب تک سمجھ ہی نہیں پارہا پھر بھی اچھی لگتی ہو؟ کیوں لگتا تم سے ملنے نہیں گیا تو دن ہی نہیں گزرے گا.....؟"

فیضان نے کھنک سے پوچھا اور اُسکا ہاتھ تھا ماکہ اگلے ہی پل...

وہ خوبصورت ہاتھ ایک بدنما ہاتھ میں تبدیل ہو گیا۔ فیضان نے دیکھا تو وہ کھنک نہیں وہی شیطان تھا۔ فیضان نے اچانک وہ ہاتھ چھوڑ دیا۔

"شکاری کو شکار سے محبت ہو رہی ہے.....؟" اُس نے کہا اور ہنسنے لگا۔ جانے کیوں آج فیضان کو اُسکی ہنسی سے وحشت ہو رہی تھی۔

"اب بھی وقت ہے، سنبھل جاؤ۔ جو وہ تمہارے ساتھ کر رہی ہے مت کرنے دو اُسے.....

تم جانتے ہو دنیا کیسی ہے، لوگ کیا ہیں۔ وہ الگ کیسے ہو سکتی ہے..... جبکہ وہ بھی اس دنیا کا حصہ ہے۔ کیا تم اتنے بیوقوف ہو.....؟

جس سوال کا جواب اُسکے پاس ہے ہی نہیں تم اُس سوال کو اپنی زندگی کا سوال بنانا چاہتے

ہو.....؟

فیضان علی رضوی کب سے اتنا نا سمجھ ہونے لگا.....؟"

فیضان چونکا اور کھنک کے بارے میں سوچنے لگا پر اب وہ کچھ اچھا نہیں سوچ رہا تھا۔
اُس نے کھنک کو اگلے دن رضوی مینشن آنے کو کہا۔ کھنک وہاں پہنچی اور اس وقت کھنک ایک
دیوار پر بنے فیضان کے فیملی ٹری کو دیکھ رہی تھی۔ جس میں فیضان کے باپ، دادا کی تاریخ لکھی
تھی۔

"واؤ۔" کھنک کو یہ چیز بہت دلچسپ لگی۔ فیضان دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا کھنک کو ہی دیکھ رہا
تھا کہ اچانک۔

فیضان نے بڑھ کر کھنک کو ایسے تھا ما کہ اپنی نظروں کے سامنے کر کے دیوار سے لگا دیا۔
کھنک کو اُمید نہیں تھی کہ فیضان ایسی حرکت کرے گا۔ وہ گھبرا گئی اور اُسکے دماغ میں وہ ساری
بری باتیں گونجنا شروع ہو گئیں جو اُس نے احمر سے سنی تھی۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں.....؟" کھنک میں نظریں ملانے کی ہمت کہاں سے آتی۔
"کون ہو تم، آخر تم مجھے بتا کیوں نہیں دیتی؟ کیوں میرے خواب کی تعبیر بنتی جا رہی ہو؟.....
کیوں تم....." فیضان بول رہا تھا کہ...

"میں آپکے خواب کی تعبیر نہیں ہوں۔" کھنک نے اُسکی بات کاٹ کر یقین سے کہا تھا۔
"تو پھر کون ہو تم.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"وہی جو آپکو نہیں چاہیے۔" کھنک نے یقین سے کہا۔

"مجھے تم چاہیے ہو.....!" فیضان نے فوراً کہا۔

"کیسے..... کیسے چاہیے ہوں میں آپکو؟ کچھ ماہ کے لیے.....؟ ایک ہفتے یا صرف ایک رات

کے لیے.....؟" کھنک نے تیر پھینکا تھا۔

"اگر مجھے بھی اُن بارہ جیسا سمجھ لیا ہے آپ نے تو بہت غلط کیا ہے۔ I'm not after you۔ اب فیضان نہیں بولا، پروہ اُسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اب وہ اس بات کا جواب دے گا پر بول کر نہیں۔

"فیضان مجھے چھوڑیں ابھی۔" کھنک نے ایسے حکم دیا جیسے اُس کے لیے زندگی اور موت کا سوال ہو۔

"کیوں.....؟" اس سوال کا کوئی جواز نہیں تھا۔

"جسٹ لیومی.....۔" کھنک بے چین ہوئی، جیسے کچھ بُرا ہونے کو ہے۔

"What if I don't.....?"

"احمر۔۔۔۔۔؟" کھنک نے آواز دی۔

"یہ کیا کر رہی ہو.....؟" فیضان چونکا۔

"مدد کے لیے پکار رہی ہوں اُسے..... کیونکہ مجھے آپ سے ڈر لگ رہا ہے۔" کھنک بہت ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی کھنک میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔" فیضان نے کھنک کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تڑپ کر کہا تھا۔

"اس لیے آپ نے مجھے ایسے پکڑ رکھا ہے.....؟" کھنک نے بتانے والے انداز میں پوچھا۔ کھنک کے دونوں بازو پیچھے کی طرف اور کلائیوں فیضان کے مضبوط ہاتھوں میں تھی۔ فیضان نے دوپل کھنک کو دیکھا اور اُسے اچانک چھوڑ دیا۔ کھنک فوراً دروازے کی طرف بڑھی اور باہر آ کر احمر کی طرف بڑھی۔

"سب ٹھیک ہے.....؟" احمر نے فکر مند ہو کر پوچھا۔

"چلو یہاں سے ابھی۔" کھنک نے اتنا کہا اور کار کی طرف بڑھی۔

فیضان کو احساس ہوا کہ اُس نے جو کیا ٹھیک نہیں کیا۔

کار جیسے ہی کھنک کے گھر کے پاس رُکی وہ فوراً کار سے نکلی اور بنا اپنے پاؤں کی فکر کیے اپنے روم کی طرف بھاگ اُٹھی.....

"آخر اسے ہوا کیا ہے.....؟" احمر نے آنا سے پوچھا۔

کھنک نے دروازہ بند کیا اور خود اُسکے آگے ایسے کھڑی ہو گئی جیسے فیضان ابھی وہ دروازہ توڑ کر اندر آ جائے گا۔ پر کیا وہ فیضان ہی تھا جس سے کھنک ڈر کر بھاگی تھی.....؟ جبکہ فیضان نے اُسے کہا تھا کہ وہ اُسے کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا۔

کھنک کی سانسیں پھولی ہوئیں تھیں۔ وہ آنکھیں بند کئے خود کو سنبھالنے لگی کہ۔

"میرے ہونے میں کسی طور سے شامل ہو جاؤ

تم مسیحا نہیں ہوتے ہو تو قاتل ہو جاؤ.....!"

کسی کی کھنکتی سی آواز گونجی۔ کھنک نے چونک کر اُس طرف دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ خود وہاں کھڑی تھی۔

"دشت سے دور بھی کیا رنگ دکھاتا ہے جنوں

دیکھنا ہے تو کسی شہر میں داخل ہو جاؤ۔"

وہ الفاظ کھینچتی ہوئی اُنکو طنر کے تیر بنا کر کھنک پر پھینک رہی تھی.....! کھنک کو اُسکے اس انداز سے خوف آنے لگا۔

وہ کھنک کی طرف بڑھی۔

"جس پہ ہوتا ہی نہیں خون دو عالم ثابت
بڑھ کے اک دن اسی گردن میں حائل ہو جاؤ۔"

وہ ستم گر تمہیں تسخیر کیا چاہتا ہے
خاک بن جاؤ اور اس شخص کو حاصل ہو جاؤ۔"
کھنک کا دل بیٹھا، وہ کھنک کے جذبات کو زبان دے رہی تھی۔ کھنک کی حالت مزید غیر ہونے لگی۔

"عشق کیا کار ہوں بھی کوئی آسان نہیں
خیر سے پہلے اسی کام کے قابل ہو جاؤ۔"
اُس نے بڑھ کر کھنک کی بکھری زلفیں اُسکے چہرے سے ہٹائیں اور کہا
ابھی پیکر ہی جلا ہے تو یہ عالم ہے میاں
آگ یہ روح میں لگ جائے تو کامل ہو جاؤ

میں ہوں یا موج فنا اور یہاں کوئی نہیں
تم اگر ہو تو ذرا راہ میں حائل ہو جاؤ۔"
(عرفان صدیقی)

اب وہ ہنسنے لگی.....

بہت عجیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنے ہی خوابوں کی تعبیر سے ڈر جاتے ہیں..... جو خواہشوں کو
گلے لگانے سے جھجھکتے ہیں۔ وہ جو منزل تک پہنچ کر اپنی آرزو کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔

"تم فیضان سے نہیں خود سے ڈر کر بھاگی ہو، اُسکے جنون سے نہیں اپنے عشق سے خوفزدہ ہوئی ہو....."

وہ تو اُس لمحے زیادہ سے زیادہ ہوس کے زیرِ اثر رہا ہوگا پر تم تو عاشق ہو میری جان.....
اور عشق میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جب عاشق خود اپنے عشق سے ڈر جاتا ہے۔
پرسنو.....!

کب تک بھاگوگی.....؟"

وہ کھنک ہنستی ہوئی غائب ہوگئی اور کھنک پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی زمین پر گرتی گئی۔

☆.....☆.....☆

کھنک ساری رات جاگتی رہی اور صبح نیند مہربان ہوئی ہی تھی کہ اُن نے اُسے جگا دیا یہ خبر سنا کر کہ
فیضان یہاں آنے کے لیے اپنے گھر سے نکل چکا ہے۔
"آپ ٹھیک ہیں.....؟" اُن نے پوچھا۔

"ہاں....." کھنک چونک کر بولی۔ اور تیار ہونے چلی گئی۔ کھنک گارڈن میں بیٹھی تھی جب
فیضان وہاں آیا اور کھنک کے سامنے بیٹھا۔

"کیسی ہیں آپ.....؟" فیضان سنجیدہ تو تھا پر آج وہ نظریں چرا رہا تھا۔
"ٹھیک ہوں۔" کھنک نے بھی اُسے نہیں دیکھا۔

فیضان نے ایک کانچ کا چھوٹا سا جار ٹیبل پر رکھ کر کھنک کی طرف سرکایا۔ کھنک نے دیکھا وہ بہت
کیوٹ سا جار تھا جسے ململ کے کپڑے اور ایک سنہری ڈوری سے بند کیا گیا تھا۔

کھنک نے فیضان کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ مطلب یہی تھا کہ یہ کیا ہے.....؟ فیضان نے
اشارہ کیا کہ خود ہی دیکھ لو۔

کھنک نے وہ سنہری ڈوری ہٹائی اور دیکھا، اُس جا رہی ایک خوبصورت تتلی تھی، بالکل ویسی جیسی اُس دن فیضان نے ماری تھی۔

کھنک حیران ہو کر فیضان کی طرف متوجہ ہوئی اور تتلی کو باہر نکالا۔

"یہ بہت خوبصورت اور نازک ہے، مجھے اس سے اتنی سختی سے پیش نہیں آنا چاہیے تھا۔" فیضان نے اپنی غلطی مانتے ہوئے کہا۔ کھنک سمجھ گئی کہ فیضان کس کی بات کر رہا تھا۔

"ہاں بالکل۔" کھنک نے کہا اور تتلی سے کھینچنے لگی۔

"پر اب یہ آپ سے ناراض نہیں ہے۔" کھنک نے نظریں جھکا کر کہا۔ فیضان کو اس بات سے بہت سکون ملا۔ کھنک نے تتلی اڑادی اور مسکرا کر فیضان کی طرف دیکھا۔ وہ بھی مسکرا دیا۔

"پر آپ کو اب میری ایک بات ماننی ہوگی.....!" کھنک نارمل ہوئی۔

"حکم۔" فیضان متوجہ تھا۔

"مجھے مین ہیٹن دیکھنا ہے۔" کھنک نے فرمائش کی۔ پلان کے مطابق وہ سویڈن سے تھی تو یہ فرمائش بجا تھی۔

"ٹھیک ہے چلیں....." فیضان نے کہا اور موبائل اٹھایا۔ وہ مارک کو کہنے لگا تھا کہ جانے کی تیاری کرے۔

"مجھے مین ہیٹن دیکھنا ہے پر صرف آپ کے ساتھ۔" کھنک نے اپنی بات پر زور دیا۔ فیضان نے دوپل اُسے دیکھا۔

(جو ہوا اُسکے بعد بھی اعتبار کر رہی ہو.....؟ پھر اتنا گھبرا کیوں گئی تھی مجھ سے.....؟) فیضان نے دل ہی دل میں خود سے کہا تھا۔

"اس سارے قافلے کے ساتھ نہیں۔" کھنک نے التجا کی تھی۔

"یہ ممکن نہیں ہے۔" فیضان کو یہ کہنا اچھا نہیں لگا پر یہی سچ تھا۔
 "کیوں.....؟" کھنک اُداس لگی۔

"ہم ایسے باہر نہیں جاسکتے، نہ میں اور نہ آپ۔ سکیورٹی کی وجہ سے۔" فیضان نے آرام سے سمجھایا۔

"اوہاں..... ہم امیر لوگ یہی تو کرتے ہیں اپنے ساتھ۔ محل تو بنا لیتے ہیں پر خود کو اُس محل میں قید بھی کر لیتے ہیں۔ دُنیا ہمیں آسمان پر بیٹھا کر ہم سے ہماری زمین چھین لیتی ہے۔"

And you know what is the most funny part...?

کہ ہمیں اس بات کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ مشہور بزنس مین فیضان علی رضوی اور بزنس گرل کھنک کاظمی اپنی مرضی سے باہر بھی نہیں جاسکتے، کتنے افسوس کی بات ہے۔ وہ دُنیا جسے میں محسوس کرنا چاہتی ہوں وہ ان دیواروں کے باہر ہے، اور اگر ہم باہر نہیں جائیں گے تو وہ ہمیں نظر بھی نہیں آئے گی۔ اُسے جینا یا محسوس کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ "کھنک نے تقریر کی۔
 "ہم دونوں وہاں نہیں جاسکتے، یہ جیسا بھی ہے یہی سچ ہے۔" فیضان نہ کبھی بنا سکیورٹی اور پروٹوکول کے باہر گیا تھا اور نہ جانا چاہتا تھا۔ وہ اس بات پر کسی اور طرح سے سوچنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

"اور اگر ہم ہم نہ رہیں تو..... تب تو ہم باہر جاسکتے ہیں؟" کھنک کا دماغ عجیب آئیڈیاز سوچنے میں ماہر تھا۔

"مطلب.....؟" فیضان اُسکی بات سمجھا نہیں۔

"ذرا اُس طرف دیکھیں....." کھنک نے کہا اور فیضان نے اپنی دائیں طرف دیکھا جہاں آنا دو نہایت ہی سادہ سے ڈریس لیے کھڑی تھی، ایک فیضان کے لیے تھا اور ایک کھنک کے لیے۔

"یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے۔" فیضان نے جیسے آخری بار کہا۔

"یہ ہوگا ابھی ہوگا..... پلیز۔" کھنک نے ضد کی۔

"نہیں ہوگا۔" فیضان بھی کوئی کم ضدی نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے، پھر یہ بھی نہیں ہونا چاہیے تھا۔" کھنک نے اپنی دونوں کلائیوں فیضان کی نظروں

کے سامنے کیس جن پر فیضان کی انگلیوں کے نشان اب نیل کی صورت اختیار کر چکے تھے۔

فیضان حیران ہوا اور کھنک کی کلائیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ کھنک دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"میں کسی کو پلیز نہیں کہتی

کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی

اتنی جلدی کسی کو معاف نہیں کرتی

کسی کے ساتھ جانے کی ضد نہیں کرتی

پر خیر..... نو پرو بلم۔" کھنک اپنے الفاظ پر زور دیتی ہوئی ایک سانس میں بولی اور پلٹ کر

جانے لگی کہ۔

"او کے چلتے ہیں۔" فیضان نے بے ساختہ کہا۔

"ریلی.....؟" کھنک پلٹ کر خوشی سے بولی۔

"ہاں پرسیکیورٹی والے ہمارے آس پاس ہی رہیں گے۔" فیضان نے فوراً کہا۔

"منطور ہے۔" کھنک خوش ہو گئی، ایسے جیسے اُسے ساری دنیا مل گئی ہو۔ فیضان حیران تھا۔

("اب کہہ دو تمہیں اُس پر شک بھی نہیں ہو رہا.....!") شیطان بہت بے چین تھا، جیسے دونوں

ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ کر بولا تھا۔

"ایسا ہی ہے۔" فیضان نے کھنک کو دیکھتے ہوئے کہیں کھو کر کہا۔

"وہ تمہیں برباد کر رہی ہے۔"

"اور میں اُسے برباد نہیں کرنا چاہتا۔" آج شیطان لا جواب ہو گیا تھا۔

کھنک اور فیضان کو سیکورٹی والوں نے مین مارکیٹ تک چھوڑ دیا۔ کھنک اور فیضان پر کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا، دونوں سب ویز کی طرف بڑھے اور اب شہر کے اندرونی بازار کی طرف روانہ تھے۔

فیضان نے کھنک کی کلائی پکڑی.....! تو کھنک اُسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"آپ ٹھیک ہیں.....؟" فیضان نے کھنک کی کلائی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل ٹھیک ہوں..... وہ اُداسی والی شکل تو میں نے آپکو منانے کے لیے بنائی تھی..... I'm perfectly alright...." کھنک نے مسکرا کر کہا۔

"یعنی کوئی بہت بڑی ڈرامہ کوئین ہیں۔" فیضان کا اشارہ کھنک کی طرف تھا، وہ سنجیدہ ہو کر بولا تھا۔

"کوئی حد سے زیادہ جذباتی بھی تو ہے۔" کھنک نے فیضان کی طرف اشارہ کیا۔

("کوئی ظالم بھی ہے کھنک، بے رحم بھی ہے، بہت بُرا ہے، انا پرست ہے، پر جانے وہ تمہیں دیکھتے ہی کہاں کھوجاتا ہے۔") فیضان نے خود سے کہا تھا۔

("کوئی بہت مجبور ہے فیضان، ڈری ہوئی ہے، آپ سے، اُس فیضان سے جسے مار کر اُسے ثواب کمانے کا کہا گیا ہے، اُس عشق سے جواب میرے مقابل آ گیا ہے۔

عشق تو عشق ہے، محبت تو محبت۔ یہ کچھ نہیں جانتی نہ کچھ سوچتی ہے۔

پر میں کبھی اس عشق کے حق میں سوچ رہی ہوں تو کبھی زمانے کے حق میں۔

یا تو یہ عشق ہی نہیں اور یا میرا نفس مجھے قابو میں کر چکا ہے۔")

کھنک بھی دل ہی دل میں سوچ کر رہ گئی۔

دونوں سینٹرل پارک پہنچے۔

"پارک ہی کیوں.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سب خوشی خوشی آتے ہیں، ہنستے ہیں مسکراتے ہیں، انجوائے کرتے

ہیں۔ ہمیں بھی یہی کرنا ہے۔"

یہ وہی پارک تھا جہاں کھنک اسمتھ اور اپنی فیملی کے ساتھ ہر ہفتے آیا کرتی تھی۔

دونوں آگے بڑھے۔

"کیسا لگ رہا ہے.....؟؟؟" کھنک نے پوچھا۔

"عجیب۔ کوئی ہمیں پہچان نہیں رہا۔" فیضان اب قدرے ریلکس ہوا۔

"وہ کتنا پیارا بچہ ہے۔" کھنک ایک بچے کی طرف بھاگی کہ فیضان آگے بڑھا۔

"ساتھ ساتھ رہو۔" فیضان نے کھنک سے کہا اور اُسکا ہاتھ پکڑا۔

"فکر نہ کریں، یہ سیارہ ہمارا بھی ہے اور یہ وہی شہر ہے جہاں آپ پیدا ہوئے تھے۔ یہ لوگ

ہمارے ہیں، یہ دُنیا ہماری ہے، ہمیں بھی اس میں آزادی سے گھومنے پھیرنے، اسکے منظر

دیکھنے کا حق ہے۔ یہ سب دوست ہیں ہمارے۔" کھنک نے سب لوگوں کی طرف دیکھتے

ہوئے پیار سے کہا جیسے وہ کوئی خوبصورت کہانی سنا رہی ہو ایک چھوٹے سے گاؤں کی جہاں

سب خوشی خوشی رہتے تھے۔

("یہ سب دوست ہیں.....؟ پھر وہ کون تھے جنہوں نے مجھے دکھ دیے.....؟")

"سب نے تو نہیں..... پھر تم کیوں سب سے بدلہ لیتے رہے فیضان.....؟" آج بولنے والا نظر

نہیں آیا پر یہ جو بھی تھا بہت پیار سے بولا تھا۔)

فیضان کھنک کی آواز پر چونکا۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔" کھنک نے کہا اور برگرا سٹال کی طرف گئی۔

"ٹوچکن برگر پلیز۔" کھنک نے کہا ہی تھا کہ

"کھنک تمہیں لگتا ہے ہمیں یہاں سے کھانا چاہیے.....؟"

کھنک نے پلٹ کر برگروالے کو دیکھا۔

"وہ ہمیں مارنا نہیں چاہتا، وہ تو ہمیں جانتا بھی نہیں ہے۔"

برگرتیار ہو گئے، دونوں ایک بیچ کی طرف بڑھے اور آمنے سامنے بیٹھے۔ فیضان سوچ رہا تھا کہ

وہ بنا چھری، کانٹے کے برگر کیسے کھائے.....؟ جبکہ کھنک مزے سے برگرانجوائے کر رہی تھی۔

فیضان اُسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

"تم تو یہاں کی ہی لگتی ہو۔"

"میں یہاں کی ہی ہوں....." کھنک نے یوں ہی کہہ دیا۔

"میرا مطلب ہے ہم دونوں یہاں کے ہیں۔" کھنک نے بات سنبھال لی۔

☆.....☆.....☆

"کیا ہوا، اب بھی ایمپریس نہیں ہو رہے نا مجھ سے.....؟ نا ہوں، اب میں نے کوشش چھوڑ دی

ہے۔" کھنک نے کہا اور برگر کھانے لگی کہ اُس نے اچانک مسکین سی شکل بنائی اور برگر نیچے

رکھا۔ وہ حسرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

کھنک کا تاثر اتنا نمایاں تھا کہ اُس نے فیضان کو فوراً متوجہ کیا۔

"کیا ہوا.....؟" وہ فکر مند ہوا۔

"وہ کتنا پیارا ہے.....!" کھنک کی مسکینیت میں مزید شدت آگئی تھی۔

"کون.....؟" فیضان کھنک کے انداز پر حیران ہوا تھا۔

"وہ....." کھنک نے اشارہ کیا اور فیضان نے کھنک کی بازو کی سیدھ میں دیکھا۔

وہ نشانہ بازی کا اسٹال تھا۔ تین بار نشانہ لگانے پر کھلونے ملتے تھے اور وہاں پڑا وہ سب سے بڑا پانڈا جس پر کھنک فدا ہو چکی تھی سچ میں بہت کیوٹ تھا۔

"چلو.....!!" فیضان نے کھنک سے کہا اور دونوں اُس طرف چل دیے۔ فیضان کے پوچھنے پر پتا چلا کہ اُسے حاصل کرنے کے لیے ایک ہی ٹارگٹ پر 6 بار مسلسل نشانہ لگانا ہوگا۔ کھنک کے چہرے پر مایوسی ابھری، یہ اتنا آسان نہیں تھا۔

"You want that...?"

فیضان نے ایسے پوچھا جیسے کھنک چاند بھی مانگ لے گی تو وہ انکار نہیں کرے گا۔

"Yes...!" کھنک نے بھی ایسے کہا جیسے اُسے فیضان پر پورا بھروسہ ہے۔۔

فیضان نے 6 بار با آسانی نشانہ لگا دیا اور کھنک کو وہ پانڈا مل گیا جسے گلے سے لگائے وہ اب بہت خوش نظر آرہی تھی۔

انہوں نے سارا دن بہت انجوائے کیا اور وہاں سے دونوں فیضان کے گھر آ گئے۔ اب دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ اور فیضان بہت اچھے موڈ میں تھا۔

"آج کا دن بہت اچھا تھا۔...! Truly mind blowing..."

"میں نے کہا تھا نا بہت مزا آئے گا۔"

فیضان نے دوپل کھنک کو دیکھا اور سنجیدہ ہوا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں.....؟"

"سوچ رہا ہوں تمہیں اُس امتحان میں ڈالوں یا نہیں جسے آج تک کوئی جیت نہیں سکا ہے۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

جبکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ فیضان کس امتحان کی بات کر رہا ہے۔ وہی بات جو اُسے احمر نے بتائی تھی، وہی لائی ڈٹیکٹر والا امتحان۔ پر کیا کھنک تیار تھی.....؟
یہ وہ خود نہیں جانتی تھی۔

"اپنوں کو امتحان میں ڈالنے کا شوق ہے مجھے۔"

"اپنوں کو امتحان میں نہیں ڈالتے۔ وہ اگر جیت بھی جائے تو رشتہ ہار جاتا ہے۔" کھنک نے پیار سے سمجھایا تھا۔

"اور اگر رشتہ سچ کی تلوار کا وار برداشت نہ کر پائے تو اُس کا ختم ہو جانا ہی بہتر ہے۔" فیضان پر اُسکی نفرت حاوی ہونے لگی۔

"کبھی کبھی سب جانتے بوجھتے ہوئے بھی رشتوں کا بھرم رکھنا پڑتا ہے۔"

"اور یہی ہم غلط کرتے ہیں۔ جو رشتے جھوٹے اور آپ سے پر خلوص نہ ہوں وہ اس قابل نہیں ہوتے ہیں کہ ان کے بھرم رکھے جائیں۔ وہ صرف دکھ دیتے ہیں۔"

فیضان اچانک بدل سا گیا، جیسے وہی فیضان جاگ گیا جس سے کھنک ڈرتی تھی۔

"ریلیکس..... میں تمہیں اُس امتحان میں نہیں ڈالوں گا کیونکہ اگر تم ہار گئی تو مجھے تم سے دور جانا ہوگا اور میں ایسا نہیں چاہتا....."

کھنک حیران رہ گئی۔

"کیا ہوا.....؟ تمہاری طرح اپنے جذبات چھپا نہیں سکتا میں۔" فیضان نے کھنک کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ کھنک خاموش تھی۔

اعتبار جیت لیا تھا اُس نے فیضان کا، پر کیا یہ وہی منزل تھی جہاں کھنک کو جانا تھا؟ یا وہ بھٹک گئی

تھی؟

"اب ریلکس ہو جاؤ، کچھ نہیں پوچھ رہا تم سے، کوئی سوال نہیں کر رہا، بس مجھ سے ڈرو نہیں۔
میں نہیں چاہتا تم مجھ سے ڈرو، مجھے یہ احساس بے چین کرتا ہے۔....." فیضان نے التجا کی تھی۔
"کل کیا کر رہی ہو.....؟"

"جو آپ کہیں....." کھنک نے نارل ہونے کی خاطر کہا تھا۔
"جو میں کہوں.....؟" فیضان نے کھنک کے الفاظ دہرائے۔ کھنک نے نظریں جھکا لیں اور
فیضان زیر لب مسکرا دیا۔
"رائڈنگ.....؟" فیضان نے پوچھا۔
"ٹھیک ہے۔" کھنک نے کہا۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن کھنک اور فیضان نے رائڈنگ کی۔
کھنک کے رائڈنگ ایریا میں 7 گھوڑے تھے اور سب بہت مہنگے اور قیمتی تھے۔
احمر کھنک کے پاس کھڑا تھا۔
"فیضان نے پہلے کبھی اپنی کسی گرل فرینڈ کے ساتھ رائڈنگ نہیں کی....." احمر نے خبر سنائی۔
کھنک حیران ہوئی۔

"شاباش، پلان کامیاب ہو رہا ہے۔" احمر نے کہا اور وہاں سے دُور چلا گیا۔
فیضان وہاں ایک سفید گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ کھنک نے یہ منظر دیکھا، ایسا ہی کوئی منظر کھنک
نے اپنے کسی خواب میں بھی دیکھا تھا۔
اگر خواب سچ ہو رہے تھے تو کھنک بے چین کیوں تھی۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جیسے اُسے وہ خواب دیکھنے کا حق نہیں تھا ویسے ہی یہ تعبیریں بھی پرانی تھیں۔

شاید یہ وہی شہزادہ تھا جسے شہزادی نے اپنے خوابوں میں دیکھا تھا۔ پر اب شہزادی خوش نہیں تھی۔ سچ ہی تو کہتے ہیں، کچھ خواب ساری عمر خواب ہی رہیں تو اچھے لگتے ہیں۔

فیضان کھنک کے پاس آ کر رکا اور اُسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کھنک نے فیضان کا ہاتھ تھاما۔ " لگتا ہے رات کو نیند نہیں آئی تمہیں.....؟ " فیضان نے بتانے والے انداز میں پوچھا۔ " کیوں.....؟ " کھنک کو اُسکی بات سمجھ نہیں آئی۔

" میں نے ہاتھ بڑھایا تمہاری طرف اور تم نے تھام لیا.....؟ " کھنک چونکی اور دیکھا، نوکر کھنک کے لیے ایک دوسرے گھوڑے کو تیار کر کے وہاں لے آیا۔ کھنک شرمندہ ہوئی اور اپنا ہاتھ الگ کرنا چاہا کہ فیضان نے اُسکا ہاتھ مزید مضبوطی سے تھام کر اُسے اپنی سمت کھینچا اور گھوڑے پر بیٹھا لیا۔ " میں گرجاؤں گی۔ " کھنک گھبرا کر بولی۔

" میرے ہوتے ہوئے نہیں۔ " فیضان نے یقین سے کہا اور گھوڑا ڈورا دیا۔ کھنک کو فیضان کا سہارا لینا ہی پڑا، اُس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"You like it...?" - فیضان نے پوچھا۔

"No.... I don't....!" کھنک ڈری ہوئی تھی۔ فیضان ہنس دیا۔

رائڈنگ کرنے کے بعد دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔

" فیضان، اگر آپ کو اپنی یہ زندگی پوری طرح بدل لینے کا موقع ملے تو کیا آپ ایسا کریں گے، یا آپ ساری زندگی فیضان بن کے ہی رہنا چاہیں گے.....؟ " کھنک نے بات شروع کی۔

"کیا مطلب.....؟ میں سمجھا نہیں....." فیضان نے وائن گلاس میں ڈالتے ہوئے کہا۔
 "مطلب کہ آپ صرف فیضان ہوں، صرف فیضان، ایک عام انسان، ایک سادہ زندگی جینے والا کومن مین۔"

جیسے ہم اُس دن باہر گئے، وہ دن ہمیں کتنا اچھا لگا۔ جبکہ کچھ لوگوں کی ساری زندگی اُس ایک دن جیسی ہوتی ہے، وہ اپنی زندگی کا ہر دن ہی اس دن کی طرح انجوائے کر سکتے ہیں۔ عام لوگ۔ کیا آپ ایک عام انسان بننا چاہتے ہیں؟ یہ سب، یہ لائف سٹائل، کیا یہ آپ کو پسند ہے.....؟" کھنک نے آخری بات بہت اُمید سے پوچھی، جیسے اُسے اپنا من پسند جواب ملنے کی پوری اُمید ہو۔

"بات پسند کی نہیں ہے، بات سہولت کی ہے۔ یہ سب کمایا ہے میں نے، بہت محنت کی ہے..... لوگوں کو یہ لگتا ہے کہ دولت آپکو تنہا کر دیتی ہے، یہ ایک بد دعا بن جاتی ہے، پر صرف تب جب ہم اکیلے ہوتے ہیں۔ کوئی اپنا ساتھ ہو تو یہی ماحول جنت جیسا لگتا ہے۔"

اور دیکھا جائے تو یہ دولت، شہرت، یہ کوئی بد دعا تو نہیں، اسے ہم اپنے لئے خود عذاب بنالیں تو وہ الگ بات ہے۔ لوگ اس سب کے لیے ہی جیتے ہیں، زندگی بھر محنت کرتے ہیں، ہر کوئی ایسا ہی لائف سٹائل چاہتا ہے۔ ہمیں اسکی قدر کرنی چاہیے۔ "فیضان نارمل تھا۔"

"پر وہ دن جو ہم نے ساتھ گزرا، وہ سب ہم یہاں رہتے ہوئے کبھی نہیں کر سکتے۔ وہ پل..... وہ وقت....." کھنک بول رہی تھی کہ۔

"وہ صرف ایک دن تھا، الگ اور اچھا لگا ہمیں کیوں کہ ہمارے لیے وہ سب نیا تھا۔ لوکل ٹرانسپورٹ میں سفر کرنا، جھولوں پر بیٹھنا، سٹال سے کھانا، سیر کرنا، ہم نے انجوائے کیا پر اگر ہم ہمیشہ کے لئے اسی ماحول میں چلے جائیں تو پھر کچھ نیا، الگ اور خاص نہیں رہے گا۔ ایک کومن

میں ہم جیسی زندگی جینے کے خواب دیکھتا ہوگا اور ایسے ہی ہم نے ایک دن کے لیے اُسکی زندگی جی لی.....

پراگر ہم ہمیشہ کے لیے اُس ماحول کا حصہ بن جائیں گے تو ہمیں یہی عیش و آرام یاد آنے لگے گا۔ غریبی میں رہ کر امیری کے خواب دیکھنا آسان ہے پر امیری سے نکل کر اسے پھر سے اپنے لیے خواب بنالینا مشکل ہے کیونکہ آخر ایک انسان یہی تو چاہتا ہے۔ دولت، شہرت، آسائشیں، ایک اچھا لائف سٹائل۔ "فیضان نے اپنی بات سمجھانے والے انداز میں بہت اچھے طریقے سے سمجھائی۔

"میں نہیں چاہتی۔" کھنک نے پورے یقین سے کہا۔
 "مجھے نہیں پسند یہ دولت، یہ لائف سٹائل، یہ عالیشان بنگلے۔ ایک انسان کی سب سے بڑی دولت اس کے اپنے اور اپنی محبت ہوتی ہے، اپنوں کا ساتھ ہوتا ہے۔
 ہم ان محلوں کے کندھوں پر سر رکھ کر رو نہیں سکتے، یہ مہنگے مہنگے سجاوٹی بت ہم سے باتیں نہیں کرتے، نوٹوں کو گلے سے لگا کر محبت محسوس نہیں کی جاسکتی۔ شہرت کسی کو ہمارا نہیں بناتی بلکہ ہمیں سب سے ایسے الگ کر دیتی ہے کہ دنیا والے ہمیں صرف دور سے دیکھ سکتے ہیں، صرف ہماری چاہ کر سکتے ہیں۔" کھنک اچانک سے بے حد جذباتی ہو گئی تھی۔ فیضان اُسکو نوٹ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا پر خاموش تھا۔

"یہ دولت..... میں اس دولت کو تب اہمیت دیتی، تب اس کی قدر کرتی، اسے اپنا سب کچھ مان لیتی، جب مجھے یہ یقین ہوتا کہ ہم اس دولت سے محبت خرید سکتے ہیں، وفا خرید سکتے ہیں،

اپنوں کو موت کے منہ سے چھین سکتے ہیں،
 گزرے وقت کو واپس لاسکتے ہیں،
 کسی کے دل میں اپنی محبت بسا سکتے ہیں،
 خالص رشتے خرید سکتے ہیں،
 کسی کا ٹوٹا ہوا دل جوڑ سکتے ہیں،
 خواب تعبیر کر سکتے ہیں،
 وفا خرید سکتے ہیں۔

پر ایسا نہیں ہے ایسا نہیں ہے فیضان۔"
 کھنک کی سانس پھول سی گئی۔ فیضان اُسکی طرف بڑھا۔
 "تم ٹھیک تو ہو.....؟"

"ہاں میں ٹھیک ہوں، بس ایسے ہی..... وہ میرے فائنانشیل ایڈوائزرز کہہ رہے ہیں کہ ہمیں
 ایٹس کے اسلحہ سازی والے ڈیپارٹمنٹ میں انویسٹ کرنا چاہیے۔" کھنک نے بات بدلی۔
 "And you don't want that...."۔ فیضان نے بات پوری کر دی۔ کیونکہ کھنک
 کے چہرے سے ایسا ہی لگ رہا تھا۔

"ہاں..... فیضان، ایٹس تو ایک کنسٹرکشن کمپنی ہے اور یہ تو صرف لوگوں کے لیے گھر بنایا کرتی
 تھی، آپ کے ڈیڈ نے اسے ایسے ہی شروع کیا تھا۔" کھنک بول رہی تھی کہ...
 "اور انہوں نے ہی ایٹس کے نام پر بینک سے اتنا قرضہ لے لیا تھا کہ اگر ایٹس اسلحہ سازی اور
 ہوٹل بنانے کے پروجیکٹ شروع نہ کرتی تو آج ہوتی ہی نہیں۔ اب جا کر جان چھوٹی ہے اس
 قرضے سے۔" فیضان بھی سنجیدہ ہوا۔

یہ سارے معاملات اُس نے دیکھے تھے، بہت چھوٹی عمر میں ہی وہ ان مسائل میں پھنس گیا تھا۔
 "پر اب تو سب ٹھیک ہے..... میں نہیں جانتی کہ ایٹس کے اندرونی مسائل کیا ہیں، پر میں اسلحہ سازی کے ڈیپارٹمنٹ میں انویسٹ نہیں کرنا چاہتی۔ میں تشدد کے خلاف ہوں۔ ہتھیار فتنہ ہیں، یہ کسی کا بھلا نہیں کرتے، چاہے محافظوں کے ہاتھ میں ہو چاہے دشمنوں کے ہاتھوں میں۔ مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہوتا ہے وہ خون بہاتا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ دنیا میں پہلے ہی بہت ہتھیار بن چکے ہیں، اب سب کو ہتھیار بنانا بند کر دینا چاہیے۔
 وائلکیٹ ایٹس کے وینپنس ڈیپارٹمنٹ میں انویسٹ نہیں کرے گی۔" کھنک نے آخری بات آرام سے کی۔

"ٹھیک ہے..... اب تم ریلکس ہو جاؤ۔" فیضان نے کھنک کو دیکھتے ہوئے سکون سے کہا۔
 وہ بھی نارمل تھا۔

☆.....☆.....☆

کھنک اپنے روم میں تھی جب معراج صاحب کی کال آئی۔
 "اعتبار.....؟ نہیں مجھے نہیں لگتا وہ اب تک مجھ پر ویسا اعتبار کرتا ہے۔ نہیں ابھی نہیں۔"
 کھنک نے یقین سے کہا۔

"ویسے تم اچھا کام کر رہی ہو، شاباش۔" معراج صاحب نے تعریف کی اور کھنک فون ایک طرف رکھ کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

ظہیر نے لیپ ٹاپ کی اسکرین معراج صاحب کی طرف کی جو اس دن کی تصاویر دکھا رہا تھا جس دن کھنک اور فیضان گھر سے باہر گئے تھے۔

انہوں نے کھنک پر نظر رکھنے کے لیے احمر کے علاوہ بھی جاسوس چھوڑے ہوئے تھے جن سے

احمر بھی واقف نہیں تھا۔ ظہیر نے لیپ ٹاپ بند کیا۔

"وہ فیضان علی رضوی کو، ایک ہائی پروفائیل بزنس مین کو، جو پروٹوکول کے بنا گھر سے باہر نکلنے کا سوچ بھی نہیں سکتا، اُس کو اُن جو کر جیسے کپڑوں میں ایک امیوزمنٹ پارک لے گئی اور وہ کہہ رہی ہے کہ وہ اب بھی اس پر اعتبار نہیں کرتا.....؟"

"Does it make any sense to you.....?"

ظہیر کا کھنک پر بھروسہ ٹوٹ چکا تھا۔ معراج صاحب بھی یہی سوچ رہے تھے۔

"مجھے تو یہ بات اتنی آسانی سے ہضم نہیں ہو رہی ہے۔ اور یہ مت بھولیں کہ اگر وہ سچ میں اُسے مارنا چاہتی تو اُسے اُس دن بچاتی نہیں، وہ بھی اپنی جان کی پروا کیے بغیر....." ظہیر نے ٹیبل پر جھک کر اپنے الفاظ پر کسی وکیل کی طرح زور دیا۔

"محبت عجیب ہوتی ہے ظہیر، اور نفرت بھی۔ اور وہ انسان جس کی محبت نفرت بن جائے، اور بھی عجیب.....! کچھ دن دیکھ لینے دو کہ وہ کیا کر رہی ہے۔" معراج صاحب ابھی بازی پلٹنا نہیں چاہتے تھے۔

"مجھے اُس کی حرکتیں ٹھیک نہیں لگ رہی ہیں۔ وہ ضرورت سے زیادہ چلاک ہے۔"

"تم بھول رہے ہو کہ وہ چلا کی کرنے کی حالت میں نہیں ہے۔ اگر بات بگڑی تو اُسے یہ ثابت کرنے میں کہ اُسکا ہم سے کوئی تعلق ہے اس کی ساری زندگی گزر جائے گی۔ اور اگر وہ ہم سے غداری کر رہی ہے تو فیضان سے بھی تو غداری ہی کر رہی ہے۔ یہ بات کھل گئی تو پھر اُس کے لیے فیضان ہی کافی ہے، وہی اُسے نہیں چھوڑے گا۔ اُسے کھلونوں سے کھیل لینے کے بعد اُنہیں توڑ دینے کی عادت ہے۔" معراج صاحب نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن کھنک فیضان کی کال اور اُسکا انتظار کر رہی تھی جب دن سے شام ہونے لگی۔

احمر کھنک کے پاس آیا اور ایک اخبار کھنک کی طرف اُچھالا۔

"یہاں مصروف تھا وہ۔" احمر نے کہا۔ کھنک اُسکی بات سمجھی نہیں اور اخبار کھولی۔ بریکنگ نیوز نے اُسے ساری کہانی سمجھا دی۔

لکھا تھا۔ "مشہور صحافی قتل..... مرنے والے کا آخری پیغام یہ تھا کہ اُسے فیضان علی رضوی نے مارا ہے جو اُسے کافی عرصے سے دھمکیاں دے رہا تھا کیونکہ اس صحافی کے پاس فیضان کے خلاف ثبوت تھے۔"

کھنک نے سراٹھا کر احمر کی طرف دیکھا۔

"یہ سچ ہے.....؟" کھنک نے پوچھا اور اُمید کی کہ احمر ناں میں سر ہلا دے۔

"وہ صبح سے غائب ہے..... اُسکا فون بند ہے۔ مرنے والے نے مرتے ہوئے بیان دیا ہے، یہ شہر کا سب سے مشہور اخبار ہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے، یہ جھوٹ ہے.....؟" احمر نے تو ثبوت گنوا دیے تھے۔

"خیر تم آرام کرو، آج نہیں آئے گا وہ۔" احمر اتنا کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔ کھنک اپنے روم کی طرف بھاگی جیسے اُسکی جان منہ کو آ رہی ہو، دھڑام سے دروازہ بند کیا اور اخبار کو دیکھنے لگی..... جیسے اُس میں مرنے والے صحافی کی نہیں بلکہ کھنک کی موت کی خبر درج تھی۔

کھنک کی آنکھوں میں آنسو ابھرے اور کھنک کے ہاتھ سے اخبار گر گیا۔

"مزاج عشق میں عیب یا ردیکھے نہیں جاتے۔"

کھنک اُسکی آواز پر چونکی..... وہ سامنے کھڑی تھی۔

"بہت بیوقوف ہوتے ہیں وہ لوگ جو یہ سوچتے ہیں کہ وہ کسی کی سوچ بدل سکتے ہیں.....! اُسکی

بنیادی فطرت تبدیل کروا سکتے ہیں۔

کیا سوچ رہی ہو.....؟ کہ شہزادی نے ابھی تک شہزادی سے کوئی بد تمیزی نہیں کی۔

شہزادی کی بات مانی، اُسے عزت دی، اُس سے اچھے سے بات کی.....!

تو کیا تمہاری داستان بدل گئی کھنک کاظمی.....؟

نہیں ہرگز نہیں.....! وہ جو ہے جیسا ہے ہمیشہ ویسا ہی رہے گا۔

ہاں یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ اُسے تم سے محبت ہو جائے، وہ تمہاری عزت کرے، تمہیں بہت پیار سے رکھے.....

پر تم زیادہ سے زیادہ اُسکا اپنے لیے رویہ بدلنے میں کامیاب ہو سکتی ہو..... زمانے کے لیے وہ ہمیشہ وہی فیضان علی رضوی رہے گا جو وہ ہے۔

مختصر یہ میری جان..... کہ تم جانور کو قید تو کر سکتی ہو پر اُسے انسان نہیں بنا سکتی.....!

تو کیا اتنا کافی نہیں ہے.....؟ ارے ہو جاؤ خود غرض اور جیت جاؤ بازی کیونکہ ویسے تو تم ہار چکی

ہو.....! "You are already dead..."

اُس نے آخری بات سرگوشی میں کی..... اور ہنستی ہوئی وہاں سے پلٹ گئی.....!

کھنک ایک جھٹکے سے چونکی اور رونے لگی۔

"کوئی فلسفہ نہیں عشق کا جہاں دل جھکے وہاں سر جھکا

وہیں ہاتھ جوڑ کے بیٹھ جانے سوال کرنے جواب دے"

(نامعلوم)

اُس نے جاتے جاتے اچانک پلٹ کر کھنک کو دیکھا اور کھنک نے نظریں جھکا کر اخبار کی ہیڈ لائن کو۔

جسے ہم محبت کرتے ہیں اُسے غلط راہ پر کیسے دیکھ سکتے ہیں..... کھنک کو لگ رہا تھا کہ وہ کامیاب نہیں ہو رہی..... اور کچھ ٹھیک نہیں کر سکے گی۔

☆.....☆.....☆

کھنک اگلے دن فیضان سے ملی۔ فیضان بالکل نارمل تھا، بلکہ آج کچھ زیادہ ہی خوش تھا۔ اُسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ قانون کی گرفت سے باہر تھا یہ تو سب جانتے تھے پر اُسے خدا کی پکڑ کا بھی کوئی خوف نہیں تھا۔

اُس نے کہا کہ آج کا دن اُس نے پلان کیا ہے اور دونوں پورے قافلے کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

جانے کیوں فیضان کو کھنک کو دُور سے دیکھنا اور دیکھتے رہنا اچھا لگتا تھا۔ جیسے اس وقت کھنک کا ر سے نظر آنے والے مناظر کی طرف متوجہ تھی اور فیضان کھنک کی طرف۔

(تم نے کہا تم سب سے الگ ہو، میں نے مان لیا اور پھر تم نے یہ ثابت بھی کر دیا..... تم کون ہو میں اب تک سمجھ نہیں سکا کھنک، پر جو بھی ہو بہت خوبصورت ہو، دلنشین ہو، ساحرہ ہو، جادو گر نی ہو..... کسی خوبصورت خواب کی تعبیر ہو، کسی بے چین خواہش کی تکمیل ہو، کسی معصوم دل سے نکلی دعا کی آمین ہو۔

تم جیسے مجھ سے دُور بھاگتی ہو یہ بہت عجیب ہے۔ جیسے ابھی تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہونا چاہیے تھا، تمہاری نظریں مجھ پر ہوتیں، پر میں تمہارے ساتھ بیٹھا ہوں اور میں تمہاری توجہ کا

مرکز نہیں ہوں۔

یہ بے نیازی مجھے دلکش لگنے لگی ہے۔

یہ انداز مجھے پاگل کر رہے ہیں۔

مجھے اس بے رخی سے محبت ہو رہی ہے کھنک..... (!)

فیضان نے دل ہی دل میں خود سے باتیں کیں اور آج کسی نے اُسے آواز نہیں دی۔ اُسکے دل میں سکون تھا، وہ مطمئن تھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں.....؟" کھنک نے پلٹ کر پوچھا تو فیضان کو اپنی ذات میں گم دیکھ کر ذرا چونکی۔

"اسکائی ڈائیونگ (Sky Diving) کے لیے۔" فیضان کا اتنا کہنا تھا کہ کھنک کی روح جیسے نکل کر وہاں سے بھاگ گئی۔

فیضان بتانے لگا کہ اُسے اسکائی ڈائیونگ کا شوق ہے اور وہ دو سال بعد آج اسکائی ڈائیونگ کرے گا۔ جبکہ کھنک کو اب سمجھ آئی کہ راستے پہاڑی کیوں ہوتے جا رہے تھے۔

کھنک اور فیضان کا ر سے باہر نکلے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں سے اُنکو ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر آسمان میں جانا تھا۔ ایک شخص فیضان کی طرف بڑھا۔

"سریور چوپر (ہیلی کاپٹر) از ریڈی۔"

(ہیلی کاپٹر کو ہی انگلش میں چوپر کہتے ہیں اس کے پروں کی وجہ سے جو چوپر مشین کی طرح گھومتے ہیں۔)

کھنک نے پلٹ کر چوپر کی طرف دیکھا۔

"Oh.....this chopper is gonna chop my bones....."

(یہ چوپر میری ہڈیاں چاپ کر دے گا)

کھنک نے خود سے کہا۔

"چلیں.....؟" فیضان نے کھنک کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"جی۔" اُس نے مسکرا کر کہا تھا۔

اب تو یہ بات پھیل چکی تھی کہ وہ دونوں ساتھ ہیں اور لوگ اُنکی جوڑی کے بارے میں بہت سے کمینٹس پاس کر رہے تھے۔ جوق میں تھے وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ان کی جوڑی اچھی ہے پرفیکٹ ہے۔ مخالف بہت سی باتیں کر رہے تھے کہ کھنک کا ذہنی توازن خراب ہے۔ فیضان اُس کے قابل نہیں ہے۔ یہ بھی زیادہ دن ساتھ نہیں رہے گی۔ دونوں کو ایک دوسرے سے بزنس کا لالچ ہے۔ کھنک فیضان کا نیا شکار ہے۔ اور ایسی بہت سی باتیں کہیں جا رہیں تھیں۔

دونوں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے جس میں بیٹھ کر اُنکو 20 ہزار فٹ اوپر جانا تھا۔ کھنک نے پلٹ کر احمر اور اُن کی طرف دیکھا جو ایک طرف کھڑے تھے۔

آنا تو پریشان تھی ہی، آج احمر بھی کھنک کے لیے فکر مند لگ رہا تھا۔

کھنک نے خود تو اسکاٹی ڈائیونگ نہیں کرنی تھی پر فیضان چاہتا تھا کہ وہ اُسکے ساتھ رہے اور اُسے اسکاٹی ڈائیونگ کرتے ہوئے دیکھے کیونکہ وہ اتنا تو کر سکتی تھی۔ کھنک نے بھی اوکے کہہ دیا جبکہ وہ بھول گئی تھی کہ وہ اتنا بھی نہیں کر سکتی۔

کھنک کے لیے اونچائی تک جانا ایسے ہی تھا جیسے کسی ایسے انسان کو قتل کرنے کی بات کی جائے جو اپنی زندگی سے بہت خوش ہو۔

فیضان نے بھی نوٹ کیا، کھنک نے اُسکا ہاتھ بہت مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ دونوں ہیلی کاپٹر میں بیٹھے اور پرواز شروع ہوئی۔ کھنک کے لیے ابھی سے ہی اپنی حالت کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا

تھا۔ ہیلی کا پٹر مسلسل اوپر جا رہا تھا۔ کھنک آس پاس نہیں دیکھ رہی تھی اور بت بنے بیٹھی تھی کہ اچانک اُسکی نظر شیشے سے باہر پڑ گئی..... وہ ٹھیک نہیں تھی۔

"فیضان.....؟" کھنک نے ڈر کر اُسے پکارا۔

"ہاں بولو۔" فیضان متوجہ ہوا۔ اُس کو بھی کھنک کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"میں.....!" کھنک نے فیضان کے دونوں ہاتھ پکڑے جیسے وہ ہوا میں لٹک رہی ہو اور فیضان اُسکا واحد سہارا ہو۔

کھنک نے پھر باہر دیکھا اور اُسکا سر چکرانے لگا۔ کھنک فیضان کی طرف جھکی اور بے ہوش ہو گئی۔ فیضان نے اُسے تھام لیا اور فوراً واپس جانے کا حکم دیا۔

شام 7 بجے کا وقت تھا جب کھنک کو ہوش آیا۔ اُس نے آس پاس دیکھا، یہ ایک کمرہ تھا جہاں بہت سکون تھا۔ کھنک بستر میں تھی، اس نے سامنے دیکھا تو فیضان اُن کا منہ کی کھڑکیوں کے سامنے کھڑا تھا جہاں سے سارا شہر نظر آتا تھا۔

کھنک چونک کر اٹھی..... فیضان اُسکی طرف متوجہ ہوا۔

"تم ٹھیک ہو.....؟"

"میں کہاں ہوں.....؟" کھنک نے سوال کے بدلے سوال کر ڈالا۔

"میرے بیڈروم میں۔" فیضان نے بتایا کہ۔

"کیوں.....؟" کھنک نے اس انداز سے پوچھا جیسے کسی نے یہ کہا ہو کہ جب آپ بے ہوش تھیں ہم نے آپ کی ایک بازو کاٹ دی۔

"تم بے ہوش ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ تم بہت ڈر گئی ہو۔" فیضان نے بتایا۔

"ڈر تو میں ابھی بھی رہی ہوں۔" کھنک نے فیضان کی طرف دیکھا۔ وہ اُسکے سامنے سے اٹھا

اور دونوں ہال تک آئے تو کھنک کی جان میں جان آئی۔

فیضان نے کھنک کی طرف جوس کا گلاس بڑھایا اور خود اُسکے سامنے بیٹھا۔

"شکریہ۔" کھنک نے گلاس پکڑا۔

"تم بے ہوش کیوں ہو گئی تھی.....؟" فیضان نے آرام سے پوچھا۔

"کیونکہ میں....." کھنک دوپل کور کی۔

"کیونکہ تم.....؟" فیضان نے اُسکے الفاظ دہرائے۔

"I'm phobic of heights....!" کھنک نے بتایا۔

"What....!" فیضان حیران رہ گیا۔

"مجھے اونچائی سے ڈر لگتا ہے۔" کھنک نے کہا۔

"او مائے گاڈ....." فیضان جانتا تھا کہ جب کسی کو کسی چیز سے فوبیا ہوتا ہے تو اس کے لیے اس

چیز کے قریب جانا بھی قیامت ہوتی ہے۔

"تو پھر تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں.....؟" فیضان نے قدرے غصے سے پوچھا۔ ایسی بات کھنک

کو اُسے بتا دینی چاہیے تھی۔

"Because I didn't want to break your heart....."

کھنک نے معصومیت سے کہا۔

"You don't want what.....?"

فیضان نے ایسے پوچھا جیسے اُس نے کھنک کی بات ٹھیک سے سنی نہیں۔

"میں آپ کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی۔"

فیضان کھنک کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے فیضان سراپا موت اور کھنک سراپا زندگی ہے۔

"آئی ایم سوری، میں نے سارا دن برباد کر دیا۔" کھنک شرمندہ تھی۔
 "نہیں سوری مت کہو..... تمہیں مجھے بتا دینا چاہیے تھا۔" فیضان اب نارمل تھا۔
 "تب بھی ہمیں پلان بدلنا پڑتا۔"

فیضان کو وہ بہت معصوم اور پیاری لگ رہی تھی۔

کھنک نے ٹائم دیکھا۔

"مجھے جانا چاہیے۔"

کھنک جانے کے لیے کھڑی ہوئی۔ فیضان بھی اُسے دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا۔ کھنک اپنا
 اوور کوٹ اٹھانے کے لئے بڑھی اور پلٹنے لگی کہ اُس نے محسوس کیا فیضان اُسکے پیچھے کھڑا تھا، اُس
 سے بہت قریب۔

کھنک آرام سے پلٹی اور فیضان کی طرف متوجہ ہوئی۔

دو پل خاموشی کی نظر ہوئے۔

کھنک نے نظریں جھکائی ہوئیں تھیں جبکہ فیضان کھنک کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور کھنک کو
 اُسکی نظریں اپنے وجود کا طواف کرتیں محسوس ہو رہی تھیں۔

"اگر میں کہوں کہ تم نہ جاؤ تو.....؟" فیضان نے سرگوشی میں پوچھا تھا۔

"مجھے جانا ہے فیضان۔" کھنک بھی مدھم آواز میں بولی۔

"جانا ہے مطلب تم جانا نہیں چاہتی۔" فیضان نے بتانے والے انداز میں کہا۔ وہ بہکنے کو تیار تھا
 پر کھنک ابھی ہوش میں تھی۔

"میں جانا چاہتی ہوں۔" کھنک نے اپنے الفاظ پر زور دے کر کہا، ایسے کہ اُسے دوبارہ نہ کہنا

پڑے۔

فیضان کو کھنک کی آنکھوں میں انکار دکھائی دیا۔

"مجھے جانا ہے۔" کھنک نے خود کو مضبوط کر کے کہا۔

فیضان بھی اس خواب سے جاگ گیا اور کھنک سے دو قدم پیچھے ہٹا۔

"تو یہ محبت نہیں ہے.....؟" فیضان نے کہا۔

"میں نے کب کہا تھا یہ محبت ہے.....؟" کھنک کو یہ نہیں کہنا تھا پر کچھ تو کہنا تھا۔

"جب تمہیں جلنا ہی نہیں تو کیوں راکھ میں آگ تلاش کر رہی ہو کھنک.....؟" فیضان سنجیدہ نہیں

اب وہ رنجیدہ لگا۔

"آگ.....؟ بس یہی کر سکتی ہے آگ.....؟" کھنک کی سانس پھولنے لگی۔

"تو تم ہی بتاؤ آگ اور کیا کرتی ہے.....؟" فیضان اچانک چلایا۔ کھنک سہمی۔

"آگ روشنی دیتی ہے فیضان..... اور مجھے صرف روشنی چاہیے..... صرف روشنی.....!" کھنک

کی آواز کانپ گئی تھی۔ فیضان نے اُسے دوپل دیکھا۔

"آگ کی یہی قسمت ہوتی ہے کھنک، وہ صرف جلاتی ہے۔" فیضان کا انداز سمجھانے والا تھا۔

"میں قسمت بدل سکتی ہوں۔" کھنک کو یقین تھا۔

"تم نہیں بدل سکتی۔"

"میں بدل سکتی ہوں۔"

"نہیں کھنک..... ایسے تو بالکل بھی نہیں جیسے تم کر رہی ہو۔" فیضان اُس پر چلانا نہیں چاہتا تھا۔

اُس نے کھنک سے منہ موڑ لیا۔

"تو پھر روک لو مجھے....." کھنک کی آواز بھرائی، فیضان اُس پر حیران ہوا۔

"روشنی نہیں ہے میری قسمت میں تو جلا دو مجھے، راکھ کر دو..... راکھ بھی اڑا دو....." کھنک آگے

بڑھی، فیضان پیچھے اور دونوں ہی حیران رہ گئے۔
کھنک کی آنکھوں سے آنسو جھلکے اور وہ وہاں سے چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

فیضان نے اپنے نفسیاتی ڈاکٹر اسٹیو کو صورتحال بتائی۔ کہ وہ کھنک کو سمجھ نہیں پا رہا۔
"مجھے نہیں لگتا وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔" فیضان نے اپنا سر پکڑ کر کہا۔

"سر سوال یہ تو بنتا ہی نہیں ہے کہ کیا وہ آپ سے محبت کرتی ہے۔ اس سوال کا جواب تو اس نے
آپ کی جان بچا کر دے دیا تھا۔" اسٹیو نے کہا۔
"اُس نے کہا وہ اس کی انسانیت تھی۔"

"وہاں اور بھی انسان کھڑے تھے۔ انسانیت بھی ایسی نہیں ہوتی ہے جیسے اس نے کیا۔ ورنہ یہی
کوئی اور کر دیتا۔"

پھر اس کی باتیں، آپ کا بھلا سوچنا، آپ کے لئے اتنی محنت کرنا، اتنا کنسرن دکھانا، اور جو آج
کیا اس نے، ایک شخص جو اونچائی سے ڈرتا ہے، وہ کبھی خود سے اونچائی پر نہیں جاتا..... ڈر سے
لڑنا آسان نہیں ہوتا پر اُس نے یہ بھی صرف آپ کے لئے کیا۔ میں تو انسانی رویوں کا ایکسپرٹ
ہوں، آپ یہ سب کسی عام انسان سے بھی پوچھ لیں تو وہ بھی با آسانی بتا دے گا کہ یہ لڑکی آپ
کی محبت میں ہے۔" اسٹیو نے یقین سے کہا۔

"وہ کہتی ہے ایسا نہیں ہے۔"

"اگر ہم ایک پل کو مان بھی لیں کہ جب اس نے میری جان بچائی وہ اس وقت بھی مجھ سے محبت
کرتی تھی تو وہ محبت اُسے کب ہوئی مجھ سے؟ صرف 12 گھنٹے پہلے.....؟"

فیضان اُلجھ چکا تھا۔

"لوگ تو کہتے ہیں محبت ہو جانے کے لیے ایک پل ہی کافی ہوتا ہے۔"

"اور تم یہ مانتے ہو.....؟"

"نہیں میں نہیں مانتا۔ انسان بہت مطلبی ہیں، صرف اپنا فائدہ سوچتے ہیں۔ یا تو وہ محبت میں ہے اور یا وہ سب سے الگ ہے۔"

"واٹ الگ.....؟ اس دنیا میں رہتے ہوئے وہ اتنی الگ نہیں ہو سکتی۔ اُسے ایسا ہونا ہی نہیں چاہیے۔ یہ دُنیا اُس جیسے لوگوں کو نگل جاتی ہے....." فیضان بے چین ہوا۔
"پروہ تو سلامت ہے۔"

"آخر اس سب سے اسے کیا ملے گا.....؟" فیضان نے کہا۔

"زندگی اُس نے آپ کی بچائی، سوچ وہ آپ کی بدلنا چاہتی ہے، دل وہ آپ کا ٹوٹنے سے بچا رہی ہے۔ اگر اس سب سے اُسے کچھ مل جانے کی امید ہے یا کچھ مل سکتا ہے تو آپ خود ہیں۔"

You are her prize.....!"

"پر اُسے یہ بھی نہیں چاہیے۔ وہ میری گرل فرینڈ نہیں ہے، اُسے مجھ میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔
آج اس نے صاف کہہ دیا کہ وہ مجھ سے محبت بھی نہیں کرتی۔" فیضان نے بتا دیا۔

"لوگ ہم سے محبت نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم سے محبت کرتے ہیں۔ وہ آپ سے محبت کرتی ہے پر یہ بات چھپا رہی ہے..... اب تو ایک ہی راستہ ہے کہ آپ اُس کا ٹیسٹ لے لیں۔"

"میں ایسا نہیں چاہتا۔"

اب ڈاکٹر اسٹیو فیضان پر حیران رہ گئے۔

"مجھے کچھ اور سوچنا ہوگا۔ لوگ محبت چھپا سکتے ہیں پر ایک جذبہ ایسا ہے جسے کوئی نہیں چھپا سکتا.....!" فیضان کے دماغ میں ایک پلان اچکا تھا۔

"آپ بدل گئے ہیں۔" اسٹیو نے یقین سے کہا۔
 "میں جانتا ہوں۔" فیضان نے سکون سے کہا۔

☆.....☆.....☆

معراج صاحب اور ظہیر کھنک سے ملنے آئے تھے۔ سب بیسمنٹ میں تھے۔ کھنک اُنکے سامنے بیٹھی تھی۔ انہوں نے ٹیبل پر ایک دوا کی چھوٹی سی کیف رکھی۔ جس میں خون کے رنگ جیسا سیرم تھا۔

کھنک نے اُنکو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"بی کیو 86۔ ایک نایاب ایجاد۔ قیمتی اور اسے حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔

اب تم اپنا کام کرو اور پھر کوئی بہانہ بنا کر اس سے بریک اپ کر لینا۔" معراج صاحب نے حکم دیا۔

"پر آپ نے کہا تھا کہ یہ کام آرام سے کرنا اور ابھی تو ایک ماہ ہی ہوا ہے۔ کیا یہ جلد بازی نہیں ہوگی.....؟"

"پندرہ بیس دن اور لے لو، میرا خیال ہے اتنا کافی ہے۔ ویسے بھی وہ تم پر بہت بھروسہ کرتا ہے، یہ تو صاف نظر آ رہا ہے۔ ہمیں تو لگتا ہے کہ وقت آ گیا ہے۔ کیا تمہیں ایسا نہیں لگتا.....؟"

"شاید۔" کھنک نے کندھے اُچکائے۔

"شاید کیوں.....؟ اُس نے تمہیں اب تک لائی ڈٹیکٹر ٹیسٹ میں بھی نہیں ڈالا۔ اس کا مطلب اور کیا ہے، ظاہر ہے وہ تم پر اعتبار کرتا ہے۔

تم اُسے کسی طرح یہ سیرم پلا دو اور اس کی زندگی سے چلی جاؤ۔ ہم تمہارے بارے میں خبر اڑا دیں گے کہ تم واپس سویڈن چلی گئی اور تب تک وہ مزید 5 گرل فرینڈ بنا چکا ہوگا۔

تم چاہو تو احمر کی طرح ڈی آئی کیو کا حصہ بن سکتی ہو۔ آخر نیکی کا سلسلہ رکنا نہیں چاہیے۔" معراج صاحب نے مشورہ دیا۔

"مجھے نہیں لگتا میں آپکے ساتھ مزید کام کر سکوں گی۔ میرے لئے یہ صرف میرا بدلہ تھا اور میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔" کھنک نے آرام سے کہا۔

"یعنی تمہارا سارا کنسرن صرف اپنا ذاتی بدلہ لینے کی حد تک تھا؟" ظہیر کے لہجے میں طنز صاف محسوس ہوا۔

"جی ہاں مسٹر ظہیر۔ اور بدلہ صرف اپنا ہی لینا چاہیے باقی خدا کی ذات ہے نا، وہ سب سنبھال لیتا ہے۔ اور بدلہ لینا گناہ ہے، اس کی سزا بھی بھگتنی پڑتی ہے۔" کھنک سنجیدہ ہوئی۔

"پھر تو تمہیں بھی اپنی سزا کے لیے تیار رہنا چاہیے۔"

"میں تو بالکل تیار ہوں۔ گناہ کیا ہے تو سزا بھی ملے گی۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"سب کا وقت آتا ہے، سب کو کبھی نہ کبھی وہ مل جاتا ہے جس کے وہ قابل ہوتا ہے۔ سزا، جفا، وفا، خوشی اور یا پھر عذاب۔"

کھنک نے اپنے الفاظ پر زور دے کر کہا اور وہ کیف اٹھا کر وہاں سے چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

احمر ہال میں آیا تو اُس نے دیکھا وہاں کھنک بیٹھی نماز پڑھ رہی تھی۔ وہ اُسے دیکھنے لگا۔ کھنک نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، وہ دل ہی دل میں دعا مانگنے لگی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"آمین۔" کھنک نے کہا۔

"نیکي کر تو رہی ہو، پھر دکھ کس بات کا ہے.....؟" احمر کے لہجے میں بھی طنز تھا پر آج کھنک کو اُس پر غصہ نہیں آیا۔

"یہ نیکي جیسی لگتی نہیں ہے۔"

کھنک احمر کے پاس آئی۔

"احمر میرے ڈیڈ بہت اچھے انسان تھے، خدا کے بہت قریب تھے..... کئی بار خدا کا گھر دیکھ چکے تھے۔ وہ ہمیشہ ایک ہی بات کیا کرتے تھے کہ "نیکي تب تک ہی نیکي رہتی ہے بیٹا جب تک اُسے نیکي کی طرح کیا جائے نہ کہ گناہ کی طرح۔"

احمر کا دل اچانک بیٹھ سا گیا۔

"میں اپنے خدا سے معافی مانگ رہی تھی۔ گناہ تو کر لوں گی، شاید اُسکے بعد جی بھی لوں پر مگر ہمیں وہاں جانا ہے، اپنے خدا کے سامنے روبرو ہونا ہے اور بس اسی بات سے مجھے سب سے زیادہ ڈر لگتا ہے۔"

کھنک کی آنکھوں سے آنسو چھلکے اور وہ وہاں سے چلی گئی۔ احمر نے اُوپر دیکھا۔

کھنک صبح جلدی جاگ گئی اور مارنگ پارک کی طرف روانہ ہو گئی۔ آج اُس کے قدموں کی رفتار کم اور خیالوں کی رفتار تیز تھی کہ کسی نے اسے پکارا، کسی لڑکی نے۔ وہ پلٹی تو حیران رہ گئی۔ وہ کرسٹین تھی۔

اب دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگیں تھیں۔

"مجھے اُمید نہیں تھی کہ تم مجھے پہچان لو گی.....؟" کرسٹین نے کہا۔

"اور مجھے نہیں لگتا کہ میں تمہیں یاد ہوں گی۔" کھنک نے کہا۔

"تم مجھے یاد نہیں تھی اور مجھے تو تمہارا نام بھی نہیں پتا تھا۔ فیضان کے ساتھ تصویر دیکھی تمہاری

اخبار میں... کیا ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں.....؟"

دونوں ایک بیچ پر بیٹھیں۔ کرٹین کھنک کو دیکھ رہی تھی اور وہ سامنے کی طرف متوجہ تھی۔

"بدلی بدلی لگ رہی ہو پر بالکل بھی نہیں بدلی۔ محبت کرتی ہو اُس سے.....؟"

کھنک نے جواب نہیں دیا۔

"دیکھا تھا میں نے اُس رات تمہاری آنکھوں میں۔ جانتی نہیں ہو تو بتا دوں کہ وہ محبت کے قابل نہیں ہے۔ وہ ہم سب کی محبت کے قابل نہیں تھا۔ اور کتنی عجیب بات ہے ناکہ وہ سچی محبت تلاش کر رہا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ محبت کے قابل نہیں ہے۔"

"سب...؟؟؟؟ تمہارا نمبر کونسا تھا.....؟" کھنک صرف اس بات پر چونکی جیسے اُسے کسی دوسری بات میں کوئی دلچسپی نہ ہو۔

"ساتواں..... اور محبت نہ وہ مجھ سے کرتا تھا اور نہ مجھ سے پہلے کسی سے کیونکہ محبت تو وہ کر چکا ہے اس پہلے والی سے۔ تمہارا انجام بھی یہی ہوگا۔" کرٹین نے اپنی پیشانی پر سے بال ہٹائے جہاں ایک چوٹ کا نشان تھا۔

"فیضان نے مارا تھا مجھے، جھوٹ بولنے پر۔"

"یہ انجام میں دیکھ چکی ہوں۔" کھنک نے اپنی تھوڑی کی طرف اشارہ کیا۔

"اور پھر بھی یہ خطرہ مول لے رہی ہو....." دوبارہ "۔؟ وہ اس قابل....."

"وہ کس قابل ہے اور کس قابل نہیں میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ ایک ہی بات بار بار مت کہو۔" کھنک اچانک اُسکی بات کاٹ کر بولی تھی۔

کرٹین نے دوپل کھنک کو دیکھا۔

"یہ غصہ ہے..... کہیں تمہیں ایسا تو نہیں لگتا کہ ہم بارہ لوگ غلط اور وہ ایک ٹھیک

ہے.....؟" کرٹین نے ایسے پوچھا جیسے اگر کھنک نے جواباً ہاں کہا تو یہ بہت عجیب بات ہوگی۔
 "ضروری نہیں جو تعداد میں زیادہ ہوں وہ دُرست بھی ہوں۔ بات کو حساب کتاب کی طرف نہ
 لے جاؤ، غلطی کبھی بھی صرف ایک شخص کی نہیں ہوتی، اگر اس کی 80 فیصد غلطی ہے تو 20 فی صد
 تمہاری غلطی بھی نکلے گی۔"

"وہ تمہاری سوچ پر سوار ہو چکا ہے۔ تم اپنا وقت ضائع کر رہی ہو۔ لگتا ہے تم نے اب تک اُس کا
 اصل روپ نہیں دیکھا، اس لیے سوچ رہی ہو کہ زہر بھی پی لوگی اور زندہ بھی بچ جاؤ گی۔"
 کرٹین نے طنز کیا۔

"ہاں، نہیں دیکھا۔"

"تو تیار ہو، شاید ابھی تم نے کچھ ایسا کیا ہی نہیں جس پر وہ غصہ کرتا ہے۔ اگر تمہیں لگتا ہے تم پہلی
 ہو جو اس کے لیے پُر خلوص ہو تو تم غلط سوچ رہی ہو۔"

آئی لوو یو..... بس یہ تین لفظ کہنے کی دیر ہے کھنک... اور لے جائے گا تمہیں وہ اُس منحوس
 کمرے میں، پھر اگر تم خوش قسمت ہوئی تو کسی ہسپتال میں آنکھیں کھلیں گیں تمہاری۔ اور یا
 پھر کبھی نہیں کھلیں گیں۔

ظالموں سے کوئی محبت نہیں کر سکتا، کیسے کرے کوئی اُسے سچی محبت.....؟ محبت سچی ہوتی ہی
 نہیں، محبت میں مطلب ہوتے ہی ہیں۔ اسے کوئی ایسا چاہیے جو اسے سچی محبت کرے، یہ
 جانتے ہوئے بھی کہ دراصل وہ ہے کیا۔

شیطان کے دل میں محبت کی خواہش ہے۔ مجھے تو یہ بات بالکل ناممکن سی لگتی ہے۔ "کرٹین
 کے لہجے میں نفرت تھی۔

وہ چونکی جب کھنک اچانک ہنسنے لگی۔ اپنی سوچی کسی بات پر وہ ہنستی ہی جا رہی تھی۔

"تمہارے بارے میں ایک آرٹیکل چھپا تھا، تین ہفتے پہلے، کہ تم پاگل ہو۔ اور اب مجھے اُس پر یقین بھی ہو رہا ہے۔ پھانسی کے تختے پر کھڑا شخص بھی ایسے نہیں ہنستا کھنک.....!" کرٹین حیران تھی۔

"تم کس سوال پر شکار ہوئی تھی اُس کے جنون کا؟"

کھنک نے ایسے سوال کیا جیسے کرٹین اب تک جو بول رہی تھی محض کوئی فضول بات تھی۔
"کہ تم مجھ سے کتنی محبت کرتی ہو.....؟"

"پرفیکٹ۔ خیر..... تم شاید مجھے آگاہ کرنے آئی تھی۔ تھینکس۔ مجھے تمہارے جذبے کی قدر ہے کہ تم نے میرے بارے میں اتنا سوچا۔ تم سے مل کر خوشی ہوئی۔" کھنک نے کرٹین سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"تم آگ سے کھیل رہی ہو..... جل جاؤ گی۔" کرٹین نے آخری بار کہا۔
کھنک پھر سے ہنس دی اور جانے کے لیے پلٹی۔

"کون دے رہا ہے تمہیں یہ ہمت.....؟" کرٹین نے پوچھا۔
کھنک نے مڑ کر آسمان کی طرف دیکھا۔

"وہ دے رہا ہے مجھے یہ ہمت۔" کھنک نے سکون سے کہا۔
کھنک وہاں سے چلی گئی اور کرٹین حیران رہ گئی۔

☆.....☆.....☆

فیضان نے پیغام بھیجا کہ آج انکوڈنر پر جانا ہے۔ کھنک ٹائم سے تیار ہو گئی پر فیضان دو گھنٹے لیٹ آیا۔ کھنک نے اُس سے اس بات کا شکوہ نہیں کیا۔

کھنک بہت خوبصورت لگ رہی تھی پر آج فیضان نے اسے ایک بار بھی نوٹ نہیں کیا نہ ہی اس

پر زیادہ دھیان دیا۔ فیضان اور کھنک ہوٹل پہنچے، بہت خوبصورت ہوٹل تھا اور صرف اُنکے لیے بک تھا۔

موم بتیاں جل رہی تھیں، بہت خوبصورت میوزک بج رہا تھا۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھے۔ کھنک نے فیضان کو دیکھا۔ وہ بہت خوبصورت تھا اور آج تو اُس بلیک سوٹ میں اور بھی ہینڈسم لگ رہا تھا۔ کھنک بھی بلیک رنگ کے خوبصورت گاؤن میں ملبوس تھی۔ دونوں الگ الگ اور ساتھ بھی قیامت برپا کر رہے تھے۔

کھنک ویٹر کی آواز پر چونکی جو آرڈر لینے کے لئے آیا تھا۔ کھنک کو یہ ماحول بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"ابھی نہیں، ہم کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔" فیضان نے ویٹر کو بھیج دیا۔

"کون آرہا ہے.....؟"

"ایک مہمان۔"

کھنک نے پوچھا فیضان نے بتایا۔

"کیسا لگا یہ سب.....؟" فیضان نے پوچھا پر مسکرا کر نہیں۔

"بہت اچھا ہے اور....."

کھنک بول رہی تھی کہ ایک لڑکی ان کی طرف بڑھی۔ فیضان اُسکے لیے کھڑا ہوا۔

"ہائے بے بی۔" وہ تو آتے ہی فیضان کے گلے لگ گئی۔

"تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"

"ریلی.....؟ تھینکس۔"

"آہم آہم... کھنک نے مصنوعی کھانسی کی۔ تو دونوں چونکے۔"

"عینی یہ کھنک ہیں، کھنک کاظمی، میری بزنس پارٹنر۔ اور مس کاظمی، یہ عینی ہے۔" فیضان نے تعارف کروایا۔ کھنک نے عینی سے ہاتھ ملایا۔

"مجھے پانچ منٹ دیں۔"

"اوکے۔"

عینی شاید فریش ہونے گئی تھی۔ فیضان بیٹھا۔

"وہ کون ہے.....؟"

"نام پوچھ رہی ہو تو نام بتا چکا ہوں۔"

"وہ کون ہے.....؟" کھنک نے پھر سوال کیا۔

"نمبر 13۔"

"What.....?"

"ہاں۔ کافی دنوں سے رابطے میں تھی میں ہی اُسے اگنور کر رہا تھا۔ پر وہ اچھی ہے، مجھے اچھی

لگنے لگی ہے۔ کیا ہوا، تمہیں اچھی نہیں لگی.....؟"

"اتنی خوبصورت پری جیسی لڑکی کس کو بری لگے گی۔" کھنک زبردستی مسکرا کر بولی۔ وہ بہت

غصے میں لگ رہی تھی۔

عینی آگئی اور ڈنر بھی۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں۔" عینی نے کھنک کی تعریف کی۔ وہ فیضان کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"ارے نہیں، میں خوبصورت نہیں ہوں، آپ زیادہ خوبصورت ہیں۔ سبز آنکھیں پرفیکٹ سائل

اور 2 فٹ لمبے بال ہونے سے کوئی خوبصورت تھوڑی ہو جاتا ہے۔ میں خوبصورت نہیں

ہوں۔" کھنک کا پارا تو سوانیزے پر تھا۔

وہ کھانا بھی نہیں کھا رہی تھی۔

"عینی یہاں سے ہم میرے گھر چلیں گے۔" فیضان نے عینی سے کہا۔ کھنک کی پیروں سے شروع ہوئی اور سر پر آ کر بجھی۔

عینی کا موبائل بجا۔

"ایکسکیوز می۔" وہ اٹھ کر دوڑ گئی۔

"یہ نمبر 13 نہیں بنے گی۔" کھنک نے حکم دیا تھا۔

"واٹ.....؟" کھنک فیضان کے ردِ عمل سے سہمی پر...

"ہاں..... آپ اُس سے دوبارہ نہیں ملیں گے، نہ اُسے اپنے گھر لے کر جائیں گے اور نہ ہی کچھ

اور۔" کھنک نے پھر سے حکم دیا۔

"یہ آرڈر ہے یا التجا.....؟" فیضان بے حد سنجیدہ تھا۔

"آرڈر.....!"

"کس حق سے؟ بیوی ہو میری...؟ گرل فرینڈ ہو.....؟" فیضان آج اُسکا لحاظ نہیں کر رہا تھا۔

"یہ سب میں نہیں جانتی۔" کھنک لا جواب ہوئی۔

"کتنی عجیب بات ہے، تم مجھ سے دُور بھاگتی ہو، کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی پر حق جتنا چاہتی

ہو..... اور تمہیں لگتا ہے کہ تم ایسا کر لوگی...؟ نہیں کھنک کاظمی نہیں، یہ سودے ایسے نہیں

ہوتے..... مجھے خود سے دُور جھٹک کر تم یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں تمہارا ہوں۔" فیضان نے طنز کیا۔

"میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ میرے ہیں یا میرا آپ سے کوئی رشتہ ہے یا یہ کہ مجھے آپ پر حق

جتنے کا شوق ہے..... پر آپ عینی کو گھر لے کر نہیں جائیں گے.....!" اب حکم میں التجا بھی

شامل تھی۔

"ویسے اسے حق جتنا ہی کہا جاتا ہے۔" فیضان نے بتایا۔ کھنک بولنے لگی کہ عینی وہاں آگئی۔
ویٹر ڈرنکس لے کر آیا اور کھنک سے بھی پوچھا۔ کھنک نے انکار کر دیا۔
"چیریز۔" عینی اور فیضان نے گلاس ٹکرائے تو جیسے وہ گلاس کھنک کے سر پر لگے۔
کھنک نے جاتے ہوئے ویٹر کو بلایا۔

"I would like to have red wine please."

کھنک نے کہا۔ صاف محسوس ہوا کہ یہ سب وہ دکھاوے کے لیے کر رہی ہے۔
کھنک وائٹ پیتی رہی اور عینی اور فیضان آپس میں باتیں کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد...
"مجھے جانا چاہیے۔" عینی اُٹھی۔
"ہاں تمہیں یہاں سے دفع ہو جانا چاہیے۔"

فیضان نے عینی کو جانے کا اشارہ کیا۔ وہ اُسے چھوڑنے گیا۔ عینی اس کی گرل فرینڈ نہیں تھی، اس نے صرف آج کے لیے اُسے بلایا تھا تا کہ دیکھ سکے کہ کھنک کا ردِ عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا وہ عینی سے جلتی ہے؟ پر کھنک نہ صرف جلی بلکہ اُس نے تو صاف محسوس کروایا کہ اسے عینی کا یہاں آنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا اور اس نے تو عینی سے بدتمیزی بھی کی۔

فیضان واپس آیا تو کھنک اب تک وائٹ پی رہی تھی۔ کھنک کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ وہ نشے میں تھی۔

"چلو کھنک چلیں یہاں سے۔"

"کیوں، آپ کو عینی کے ساتھ نہیں جانا.....؟" کھنک نے طنز کیا۔

"نہیں..... اب چلو۔" فیضان نے اُسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ، آپ جائیں اُسے نمبر 13، 14، 15، 16..... 1908..،

1999.... جو مرضی بنائیں، مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ "وہ بوتل کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی کہ فیضان نے بوتل اٹھالی۔

"بس..... بہت پی لی ہے تم نے۔"

"خود نہیں پی میں نے، آپ کی وجہ سے پی ہے، اس کا گناہ بھی آپ کو ہی ملے گا۔"

فیضان سمجھ گیا تھا کہ کھنک نے پہلی بار شراب پی تھی۔ کھنک اٹھی اور آگے بڑھنے لگی کہ اُس کے قدم لڑکھڑائے۔ فیضان نے اُسے تھام لیا۔

کھنک نے فیضان کو بہت غور سے دیکھا۔

"وہ کہتے ہیں تم بہت برے انسان ہو.....!" کھنک نے فیضان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"کون.....؟" فیضان نے پوچھا۔ اُس نے کھنک کو تھام رکھا تھا، وہ اپنے ہوش میں نہیں تھی۔

"وہ سب... سارے لوگ، ساری دنیا..." کھنک نے کسی معصوم بچے کی طرح ہاتھ پھیلا کر کہا۔

"اور تمہیں کیا لگتا ہے.....؟" فیضان جانتا تھا وہ اس وقت کھنک سے کچھ بھی پوچھ سکتا تھا۔

"مجھے لگتا ہے... وہ سب، سارے لوگ، وہ ساری دنیا جھوٹ بولتی ہے۔" کھنک نے یہ بات انتہا کے یقین سے کہی اور اُسکی سُرخ ہوتی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے۔

"تم برے نہیں ہو، خواب جھوٹا نہیں ہے،

میں بدنصیب نہیں ہوں۔"

کھنک نے جیسے خود کو تسلی دی۔

عشق ہے صاحب وہ بھی یکطرفہ
کھیل بچوں کا تھوڑی ہے۔

وہ میری دسترس میں ہے لیکن

مسئلہ دسترس کا تھوڑی ہے۔

کھنک نے کہا اور اُسکی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے۔

"میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے فیضان، صرف تم ہو، صرف تم..... باقی سب غیر ہیں۔ کسی پر ظلم

مت کرو، بھول جاؤ وہ سب کچھ، بھول جاؤ جو اس دنیا نے تمہارے ساتھ کیا۔

میری طرف دیکھو، میری آنکھوں میں دیکھو، تمہیں یہاں ایک دنیا نظر آئے گی، بالکل ویسی

جیسی مجھے تمہاری آنکھوں میں نظر آتی ہے۔

ایک اچھے انسان بن جاؤ اور میرے ساتھ چلو، خوابوں کی خواہشوں کی دنیا میں۔" کھنک نشے

میں تھی پر اُس کی آنکھیں سچ بول رہی تھیں۔

"مجھے کسی کی نہیں سنی، کسی کی نہیں ماننی

بس تم میری روح پر حکومت کرو

کیوں تم ان بارہ کی سزا مجھے دے رہے ہو؟ میں نے کیا کیا ہے، میں تو اب آئی ہوں۔" کھنک

معصومیت سے بولی۔ فیضان اُسکی باتوں کو ایسے سن رہا تھا جیسے یہی دنیا کی سب سے

خوبصورت باتیں ہیں جو پہلی اور آخری بار کوئی کہہ رہا ہے۔

"میں چاہتی ہوں تم میرے ساتھ..... پر تم یہ نہیں کرو گے میرے لیے تو بالکل بھی نہیں.....

کیوں کرو گے، تم تو مجھ سے محبت بھی نہیں کرتے، ہوں ہی کون میں تمہاری.....؟" کھنک

رونے لگی۔

"کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو.....؟" فیضان نے پوچھا اور کھنک روتے ہوئے ہنس دی۔

"You hate those people who love you."

فیضان چونکا، اُسے اس بات سے کھنک کی یاد تو نہیں آئی پر وہ حیران رہ گیا۔

"And you will hate me." - کھنک کی آواز کانپتی۔

"کھنک تم اپنے دل کی بات مجھ سے کرو گی تو میں....." فیضان بول رہا تھا کہ۔

"دل کی بات... دل، روح، جان، سب تمہارا، پر وہ آواز مجھے مار ڈالے گی فیضان، وہ آواز جو تمہیں ظالم اور مجھے بدنصیب کہتی ہے۔

وہ جو میرے عشق کو میری سزا کہتی ہے۔

وہ کہتی ہے میں نے غلط انسان سے محبت کی ہے۔

میرے خواب پرائے ہیں، میری روح میلی ہے۔

میں خود غرض ہوں..... مجھے بچالو....."

کھنک نے اتنا کہا اور فیضان کے کندھے پر سر رکھے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگی۔

فیضان کھنک کو گھر تک چھوڑنے آیا۔ احمر نے کھنک کو دیکھا، وہ سوچنے لگا کہ سب خیر ہو۔

آنا کھنک کو اُسکے روم میں لے گئی۔

☆.....☆.....☆

احمر کھنک کے روم میں آیا۔ آنا بھی وہاں موجود تھی۔

"یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے.....؟" احمر چلایا۔

"کیا حال بنا رکھا ہے؟ کچھ بھی تو نہیں ہوا ہے مجھے۔" کھنک لڑکھڑاتے ہوئے بولی۔

"تم نے کوئی الٹی سیدھی بات تو نہیں کی.....؟"

"مجھے الٹی باتیں کرنی نہیں آتیں اور سیدھی باتیں کرنے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔" کھنک

ہوش میں نہیں تھی۔

"کوئی گڑبڑ کی تو مار دوں گا میں تمہیں۔"

"مار دینا، میں شکایت نہیں کروں گی تم سے، بلکہ سبب کو بتاؤں گی کہ تم خود کو برباد کر رہے ہو۔"
احمر نے غصے سے آنا کو دیکھا، ظاہر تھا کھنک کو یہ سب اُس نے بتایا تھا۔ آنا نے شرمندگی سے
نظریں جھکا لیں۔

"سنجھا لو اسے۔" احمر اتنا کہہ کر باہر چلا گیا۔

صبح کھنک کی آنکھیں کھلیں تو اُسے اپنا سر بہت بھاری لگ رہا تھا۔
کھنک باہر آئی، اُسکے سر میں بہت درد ہو رہا تھا۔ احمر ہال میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ کھنک بیٹھی
اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا۔

"او خدا یا..... میرا سر پھٹ جائے گا۔"

"تھوڑی اور شراب پی لینی تھی تب شاید سر درد نہ ہوتا۔" احمر نے اخبار کی طرف متوجہ رہتے
ہوئے کہا۔

کھنک اُسے کیا جواب دیتی۔

"آخری بات کیا یاد ہے تمہیں.....؟" احمر اخبار ایک طرف رکھ کر کھنک کی طرف متوجہ ہوا۔

"یہی کہ میں وہ زہر پی رہی تھی۔" کھنک کو خود پر غصہ آ رہا تھا۔

"زہر انسان کے اندر ہوتا ہے، وہ تو صرف ایسی چیز ہے جو اس زہر کو باہر نکالنے لگ جاتی ہے۔"
کھنک نے احمر کو دیکھا۔

"تمہیں کچھ برا کہا ہو تو آئی ایم سوری۔" اسے اتنا تو یاد آ رہا تھا کہ اس نے فیضان، احمر اور آنا
سے باتیں کیں تھیں پر کیا باتیں کیں تھیں یہ یاد نہیں تھا۔ اسے اپنے الفاظ یاد نہیں آ رہے تھے۔
آنا وہاں آئی اور ٹیبل پر جوس کا گلاس رکھ کر سر جھکائے ہی پلٹ گئی۔

کھنک نے محسوس کیا کہ وہ احمر سے ڈر رہی تھی کیونکہ احمر رات سے بہت غصے میں تھا۔
 "اس کو کیا ہوا ہے.....؟"

کھنک کے سوال کا کسی نے جواب نہیں دیا۔

☆.....☆.....☆

فیضان کھنک سے ملنے آیا تھا۔ ابھی اُسے آئے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے کہ

"سوری۔" کھنک نے اچانک کہا جیسے فیضان اُسے سوری بولنے کے لیے مجبور کر رہا تھا اور وہ بالآخر بول اٹھی۔

"کس لیے.....؟"

"میرے رویے کے لیے، مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ شراب میں جانے کیا کیا بول گئی ہوں گی۔" کھنک شرمندہ تھی۔

"تمہیں سچ میں نہیں یاد کہ تمہیں کیا ہو گیا تھا.....؟" فیضان نے تصدیق کرنے کی خاطر پوچھا۔
 کھنک نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اور وہ غصہ، اُسکی کیا وجہ تھی.....؟ تم شراب پینے سے پہلے بھی ایسے ہی پیش آ رہی تھی جیسے تم اپنے ہوش میں نہیں ہو۔ وہ تو عینی تھی جو تمہارا لحاظ کرتی رہی۔" فیضان نے جتایا کہ اُسے کھنک کا رویہ بہت بُرا لگا۔

"آپ کو اُسے بلانے کی کیا ضرورت تھی.....؟ ہم دونوں ایک پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا تھا جب تک میں ٹھیک نہیں ہو جاتی آپ میرے ساتھ رہیں گے، صرف میرے ساتھ....." کھنک نے وضاحت دی۔

"تو تم ٹھیک ہو چکی ہو....." فیضان نے یاد دلایا۔

کھنک چونکی۔ وہ تو کب سے ٹھیک ہو چکی ہے اور اُس نے فیضان سے یہی کہا تھا کہ جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتی فیضان نے اُس سے ملنے آنا ہے۔

"میں نے اپنا وعدہ نبھا دیا ہے، اب آپ ٹھیک ہیں۔ اس....." فیضان بول رہا تھا کہ۔

"نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں۔" وہ اچانک اُسکی بات کاٹ کر بولی۔ فیضان حیران لگا۔

"میرا مطلب ہے..... اس میں اب بھی درد ہوتا ہے۔" کھنک نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھ کر

معصومیت سے کہا۔ فیضان کو آج پہلی بار کسی کا جھوٹ بولنا اتنا معصوم اور اچھا لگا پر اس نے ظاہر نہیں کیا۔

"آپ نے ان کے سامنے میرا تعارف ایسے کیوں کروایا کہ میں آپکی بزنس پارٹنر ہوں.....؟"

"تو کیا کہتا، گرل فرینڈ ہو، یا بیوی.....؟ یہی تو ہیں ہم، اس کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

کھنک کو آج فیضان بہت ظالم لگ رہا تھا۔

"پرساری دنیا تو یہی کہہ رہی ہے نا کہ ہم رشتے میں ہیں۔" کھنک کے جواز کمزور تھے۔

"پر ایسا ہے تو نہیں....." فیضان نے بنا اُسے دیکھے کہا۔

کھنک آج فیضان کے سامنے بہت نروس ہو رہی تھی۔

"آج بتا دو تم چاہتی کیا ہو.....؟ کیونکہ میرا اندازہ اگر غلط ثابت ہوا تو میں برداشت نہیں کر

سکوں گا....."

بتا دو کھنک، کیا چاہتی ہو تم.....؟

حکومت رشتہ یا دوستی.....؟ "فیضان اٹھا اور کھنک کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

"کچھ بھی نہیں۔" کھنک نے نظریں جھکا کر کہا۔ فیضان نے اچانک کھنک کو کندھوں سے پکڑا

اور اپنے سامنے کر لیا۔

"کھنک تمہارا جسم مجھ سے ڈرتا ہے پر تمہاری روح مجھے ڈراتی ہے.....!"

تمہارا سکور زیرو ہے میں جان چکا ہوں۔

شراب تم نے کل پہلی بار پی تھی، تمہیں ہماری دنیا سے نفرت ہے، تم میں انسانیت باقی ہے، تم یہاں کی نہیں ہو کھنک.....!"

You don't belong here.....

تم کہاں سے آئی ہو.....؟ میں تمہیں سمجھ نہیں پا رہا۔"

فیضان نے کھنک کو چھوڑ دیا وہ بے بس لگ رہا تھا۔

"مجھے سمجھ کر کیا ملے گا آپ کو؟ بس سمجھیں کہ میں ایک نمبر تھی جسے آپ پار کر چکے۔ اب عینی کے بارے میں سوچیں، اُسے سمجھنے کی کوشش کریں..... گھر لے جائیں۔" گھر لے جانے والی بات نے کھنک کو بہت تکلیف پہنچائی تھی اس لیے وہ اب بھی ان الفاظ پر زور دے کر بولی اور فیضان کو یہ محسوس ہو گیا۔

"میں تو بس آپ کی سوچ، زندگی، لوگوں اور دنیا کو دیکھنے کا نظریہ بدلنا چاہتی تھی پر میں کامیاب نہیں ہو پائی۔

میں ہار گئی ہوں.....!"

خیر کوئی بات نہیں، اب مجھے پرواہ نہیں ہے۔ اور اگر میں نے کل آپ کو کچھ بُرا یا عجیب کہا ہو تو اس کے لئے میں معافی چاہتی ہوں۔" کھنک نے نظریں جھکائے ہوئے کہا جیسے آج فیضان کو اُس کام سے بھی آزاد کر دیا ہو۔ فیضان نے دوپل کھنک کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے میں نے تمہیں معاف کیا۔" فیضان نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

کھنک کی آنکھوں سے آنسو چھلکے اور وہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔

☆.....☆.....☆

کھنک بازی ہاری نہیں تھی پر اُس نے ہار مان لی تھی۔ کھنک کے ساتھ ہونے کے باوجود فیضان نے ایک خون بھی کر دیا اور اُسکی زندگی میں ایک لڑکی بھی آ گئی..... باقی سب بھی جاری تھا۔ اُسکی کمپنی اب تک ہتھیار بنا رہی تھی۔

"کیا میرا طریقہ غلط تھا.....؟" کھنک نے خود سے سوال کیا۔

"ہاں۔"

کھنک چونکی، وہ کھنک اُسکے پیچھے کھڑی تھی۔

"اگر تم خود اُس کا شکار بن جاتی تو شاید وہ کچھ دن مصروف رہتا، پر اُسکے بعد بھی وہی ہونا تھا جو اب ہو رہا ہے.....!"

کھنک مجھے لگتا ہے تم عشق میں ہو ہی نہیں ورنہ یہ سب نہیں سوچتی۔ اور اگر اتنی ہی انسانیت باقی ہے کہ سارے جہاں کو فیضان کے ظلم سے بچانا چاہتی ہو تو بار بار بہک کیوں رہی ہو؟ دل میں ارادہ ہے، ہاتھ میں زہر ہے، پلا دو اُسے زہر۔ یا پھر بتا دو اُسے سب اور اگر وہ پھر بھی تمہیں قبول کر لے تو ٹھیک ورنہ وہی زہر خود پی لو اور داستان تو یوں بھی ختم ہو جائے گی۔" اُس نے کہا۔

کھنک دستک کی آواز پر چونکی۔ وہ آنا تھی، بتانے آئی تھی کہ فیضان نے گھر آنے کی دعوت دی ہے۔

کھنک جانتی تھی اب کچھ باقی نہیں ہے پر نا جانے کا کوئی بہانہ نہیں تھا اُسکے پاس۔

☆.....☆.....☆

کھنک فیضان کے ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی، سنجیدہ اور اداس۔

فیضان کھنک کو غم کی تصویر بنے دیکھ رہا تھا جب مارک نے دستک دی۔

"سوری سر، میں آپکو کبھی ڈسٹرب نہیں کرتا پر یہ بہت امپورٹنٹ بات ہے۔ سرنیوز پر آپ کے بارے میں غلط خبر چل رہی ہے۔" مارک نے بتایا اور اجازت لے کر ایل سی ڈی آن کی۔

یہ خبر کہ ایٹس نے اسلحہ سازی کے کارخانے بند کر دیے ہیں، چینلز پر آؤٹ ہو گئی تھی۔ فیضان نے اچانک مارک سے ریموٹ چھین کر ایل سی ڈی آف کر دی۔

"تم جاسکتے ہو۔" فیضان قیامت برپا کرنے کو تیار تھا اور کھنک سوچ رہی تھی کہ کہیں اسکے پیچھے بھی ڈی آئی کیوکا ہاتھ تو نہیں۔

"سر میں کچھ کرتا ہوں۔ یہ سب....." مارک بول رہا تھا کہ۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ خبر جھوٹی نہیں ہے اور میرے کہنے پر ایسا ہوا ہے۔"

کھنک نے حیران ہو کر فیضان کو دیکھا۔ اُسے یقین نہیں آیا۔ فیضان مارک کی سمت متوجہ تھا اس لیے اُس نے کھنک کے تاثرات نوٹ نہیں کئے۔ مارک بھی حیران تھا۔

"اب تم جاؤ اور یہ سارے معاملات جلدی سے حل کرو۔ ورکرز سے کہو فکر نہ کریں، سب کی متبادل نوکری کا انتظام بہت جلد ہو جائے گا اور تب تک ایٹس اُنکو پے کرے گی۔"

"اوکے سر۔" مارک چلا گیا۔

فیضان کھنک کی طرف پلٹا۔

"تو ہم کہاں تھے.....؟" فیضان نے نارمل انداز میں سوال کیا۔

"وہاں جہاں شاید ہم کبھی نہ پہنچ پاتے..... آپ نے یہ فیصلہ کیسے کیا.....؟" کھنک اپنے جذبات چھپاتی بھی تو کیسے۔

"کونسا فیصلہ.....؟" فیضان انجان بنا۔

"اسلحہ سازی کے کارخانے بند کرنے کا۔"

"یہ تو کوئی فیصلہ نہیں ہے۔ میں نے سوچا کہ اب کچھ نیا کرنا چاہیے، اور ویسے بھی مجھے لگتا ہے کہ ہم نے اس دنیا کے لیے بہت سے ہتھیار بنا لیے ہیں، اب رک جانا چاہیے۔" فیضان نے کھنک کے الفاظ دہرائے۔ نہ صرف اس کی سوچ بلکہ اُس کا لہجہ بھی بدل گیا تھا۔

وہ بہت پرسکون لگ رہا تھا..... مُسکرا رہا تھا۔

کیا شہزادہ سچ میں بدل گیا تھا.....؟

"اور ان کارخانوں کی زمین پر اب لوگوں کے رہنے کے لئے اپارٹمنٹس، بلڈنگز بنیں گیں۔ آخر ایٹس ایک کنسٹرکشن کمپنی ہے، میرے ڈیڈ ایک بلڈر تھے اور میرے پاس بھی علم تعمیر کی ڈگری ہے، شاید اب اسے استعمال کرنے کا وقت آ گیا۔" فیضان نے اُسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔ کھنک کی خوشی اُس پر حاوی ہونے لگی، وہ اپنے جذبات چھپا نہیں پارہی تھی۔

"تھینک یو، اس قدم کو بڑھانے کے لیے۔"

"یہ میں نے خود نہیں کیا، بس ایک نیم بے ہوش لڑکی کی باتوں میں آ گیا تھا۔" فیضان نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

کھنک ایسے ہنسی جیسے اگر اب ہنستی نہیں تو رونے لگتی۔

فیضان کھنک کی طرف بڑھا اور اُسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"یہ تم نے کروایا ہے مجھ سے کھنک۔ تم کامیاب ہو گئی ہو، تم ہاری نہیں تم جیت گئی ہو۔

مجھے تمہیں کچھ دکھانا ہے۔"

فیضان نے کھنک کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کھنک نے ہاتھ تھام لیا۔ اور فیضان ایک کمرے کی

طرف بڑھا۔

کھنک نے دیکھا وہ کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ سفید دیواریں اور وہاں صرف ایک ٹیبل رکھا ہوا تھا جسکے آمنے سامنے دو کرسیاں رکھیں گئیں تھیں، ٹیبل پر ایک کمپیوٹر اور لائی ڈٹیکٹر (جھوٹ پکڑنے والی مشین) پڑا تھا۔ کھنک جان گئی کہ اب کیا ہونے والا ہے.....!

"تم سمجھ گئی ہوگی کہ یہ کیا ہے....."

یہ اس سال کا جدید ترین لائی ڈٹیکٹر ماڈل ہے جو صرف تین ماہ پہلے لندن میں لانچ کیا گیا تھا۔ جس سے صرف انسان کی نبض اور دل کی دھڑکنیں نہیں بلکہ اس کی آواز کا سکین اور دماغ کا اندرونی سکین بھی ٹیلی ہوتا ہے۔"

اس کا مطلب یہی تھا کہ چاہے خود پر کنٹرول کیا جائے یا چاہے کوئی ترکیب استعمال کی جائے، اس مشین کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا تھا۔

"پہلی بار دھوکہ کھانے کے بعد یہ کمرہ بنوایا تھا میں نے۔ اس کے بعد میں 11 بار اس کمرے میں کسی کا ہاتھ تھام کر آیا ہوں پر واپس میں اکیلا ہی گیا، اُمید کی کرچیاں تھامے، پچھتاتے ہوئے۔ پر آج ایسا نہیں ہوگا۔" فیضان نے کہا اور کھنک کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں تم سے کوئی امتحان نہیں لینا چاہتا..... نہ لے پاؤں گا۔"

تم نے نہیں کہا کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے، نہ رشتہ بنایا نہ بنانا چاہتی ہو۔ اب بھی چپ ہو، جو سوچ رہی ہو وہ بتا نہیں رہی ہو۔ قریب نہیں آئی پر اپنی ہو گئی ہو۔

تم نے مجھ سے دل مانگا نہیں، چرایا نہیں، بلکہ دل جیت لیا ہے۔ یہ محبت نہیں ہے، یہ ضرور کوئی اور جذبہ ہے۔ اگر تمہیں اس کا نام پتہ ہے تو بتاؤ، سمجھاؤ مجھے کہ یہ کیا ہے۔

پر سچ کہوں تو مجھے جاننا بھی نہیں ہے۔ اور اگر تم مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو تو جانے کیوں یہ

جھوٹ سچ سے بھی بہتر لگ رہا ہے کھنک..... اگر ان آنکھوں میں بسی یہ معصومیت محض ایک فریب ہے تب بھی میں نہیں چاہتا کہ اس فریب کی اصلیت مجھ پر کھل جائے۔ پہلی بار ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ یہ سب نیا ہے کھنک، تم نئی ہو، یہ جذبہ نیا ہے..... یہ سب پہلے نہیں ہوا....."

فیضان محبت کے نشے میں گم اُس دُنیا کی باتیں کر رہا تھا جہاں جا کر کھنک نے اُسکے عشق کا خواب دیکھا تھا۔

جہاں اُس نے اپنے نام کی طاق پر عشق کا دیار رکھا تھا۔ وہ وادی عشق جہاں کھنک فیضان سے ملی تھی۔ وہی جگہ جہاں خواب سجائے جاتے تھے۔

کبھی کھنک کو خواب بھی حقیقت لگا کرتے تھے پر آج اُسے حقیقت پر خواب کا گمان ہو رہا تھا۔ وہ اس خوبصورت شہزادے کی دلنشین باتوں میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ "تم کچھ بول نہیں رہی۔ قسم سے، بہت تڑپا یا ہے تم نے، اور تم اب بھی رحم کے موڈ میں نہیں لگ رہی ہو....."

پر عجیب بات یہ ہے کہ تم جلاؤ تو میں عمر بھر جلتا رہنے کو بھی راضی ہوں.....!" فیضان نے اپنے جذبات کو زبان دی۔

"سوچ رہی ہوں آپ نے صرف ان لوگوں سے امتحان لیا، کبھی خود کو نہیں آزمایا.....؟" کھنک نے آرام سے بات کی پر فیضان جیسے غفلت کی نیند سے جاگ گیا۔ کھنک حیران تب ہوئی جب فیضان نے کمپیوٹر اور مشین آن کی، اُس سے جڑی بیلٹ اپنی کلائی میں پہنی اور نینو اسٹرپس اپنی کنپٹی پر لگانے لگا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں.....؟"

"بیٹھو میرے سامنے۔ آج میں خود کو اور اس جذبے کو آزمانا چاہتا ہوں جو میرے دل میں تمہارے نام سے پیدا ہو چکا ہے۔" فیضان نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"رہنے دیں۔" کھنک سنجیدہ تھی۔

"رہنے دوں.....؟ کھنک میں اسے تمہاری بے اعتباری سمجھوں یا اعتبار.....؟" فیضان کھنک کی بات پر حیران ہوا۔

"مجھے نہیں پتا۔" کھنک بس وہاں سے جانا چاہتی تھی۔

"ابھی پتا چل جائے گا، بیٹھو..... ٹھیک کہا تم نے، میں اُن سب کو تو آزما یا پر خود کو نہیں۔ پر آج میں خود کو آزماؤں گا۔"

فیضان نے گہری سانس لی اور دوپل کھنک کو دیکھا۔

"کھنک تم بہت خوبصورت ہو۔"

"ٹرو۔" جیسے کوئی عورت کمپیوٹر کی آواز میں بولی۔ اور گرین لائٹ روشن ہوئی۔

کھنک مسکرائی۔ فیضان بھی۔

"اور عینی نمبر 13 نہیں تھی، میں بس دیکھنا چاہ رہا تھا کہ تمہیں اس سے جلن ہوتی ہے یا نہیں۔" فیضان نے اعتراف کیا۔

"یہ تو بہت بری بات ہے۔" کھنک بھی مسکرا دی۔

"مجھے یہ مسکراہٹ بہت اچھی لگتی ہے..... تم بہت اچھی لگتی ہو۔ اور پتہ نہیں کیوں پر مجھے تمہاری

فکر لگی رہتی ہے، میں سوچتا رہتا ہوں کہ کہیں تم کسی مشکل میں تو نہیں ہو، جیسے تم میری ذمے

داری ہو۔ یہ مسکراہٹ میری ذمے داری ہے۔

میں چاہتا ہوں تم میرے پاس رہو۔"

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ یہ ساری باتیں ایسے انسان کے لیے سچ ہو سکتی تھیں جس کے ساتھ کوئی رہ رہا ہو، دونوں روز ملتے ہوں، ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے ہوں پر بات ابھی تک محبت کے دائرے سے باہر تھی۔

"مجھے تم پر بھروسہ ہے۔"

مشین نے گواہی دی۔ اب کھنک ذرا حیران ہوئی اور ابھی وہ اس بات کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی کہ

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔"

"ٹرو۔" آواز گونجی۔

دونوں حیران نظر آنے لگے۔

فیضان مشین کی طرف دیکھ کر حیرانگی سے مسکرایا اور مزید حیران ہوا جب کھنک اٹھی اور اُلٹے قدم وہاں سے بھاگ گئی۔

یہ کب ہوتا ہے کہ انسان دل سے، اپنی پوری چاہ سے کچھ چاہتا ہے اور بالآخر اسے وہ مل جائے، پر تب تک اس کے لئے وہ چاہ صرف ایک سوال بن چکی ہو۔ کھنک تو ہمیشہ سے اس سمندر میں تھی، تب بھی جب اس کے پاس ناکشتی تھی نہ رہنما۔

اُسے طوفانوں نے، بے رحم لہروں نے بہت تنگ کیا، اتنا کہ اُس نے ڈوب جانے کی ٹھان لی، پھر اُسے طوفان کو برباد کرنے کا مقصد مل گیا۔

اور جس پل اُسے لگا کہ وہ ڈوبنے والی ہے ساحل خود اُسکے مقابل آ گیا۔

اب کیا کرنا چاہیے تھا اُسے.....؟

شہزادی اپنے خواب کی تعبیر سے ڈر گئی تھی۔

فیضان کی کال آرہی تھی۔ کھنک خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی اتنی دیر میں کال بند ہو گئی۔ کچھ دیر بعد دوبارہ آنے لگی اور جیسے ہی کھنک نے کال پک کی۔

"تم ٹھیک ہو.....؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ حیران تو میں بھی ہوں... پر... پر تم وہاں سے بھاگ کیوں گئی.....؟" فیضان نے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتا۔"

"کیا نہیں پتہ..... کھنک تم میری ہر بات یہی کہہ کر ٹال رہی ہو..... کیوں اتنی پریشان ہو.....؟ میری تو ساری الجھنیں ختم ہو گئیں ہیں، ایک بھٹکے ہوئے انسان کو بالآخر راستہ مل گیا اور منزل دکھائی دینے لگی ہے۔" وہ بہت پرسکون تھا۔

"پر مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے فیضان، میں بہت الجھ گئی ہوں۔" کھنک کی آواز کانپی۔
"تم پریشان نہ ہو..... ہم کل ملیں گے، ٹھیک ہے۔" فیضان نے تسلی دی۔

فیضان اور کھنک اگلے دن ملے۔ کھنک کل کی طرح پریشان اور فیضان مطمئن تھا۔

"کھنک تم اتنی پریشان کیوں ہو، ڈر کیوں رہی ہو مجھ سے؟ پہلے جیسی رہو۔ محبت کرتا ہوں میں تم سے، جنون نہیں ہو تم میرا۔ تمہاری مرضی اور چاہ کی بھی اہمیت ہے میرے نزدیک۔" فیضان نے تسلی دیتے ہوئے پوچھا۔

"آپ بہت پرسکون ہیں۔" کھنک حیران ہوئی، جیسے اب فیضان کو نوٹ کیا ہو۔

"تم سے ہی سیکھا ہے۔ مجھے یہ سکھا کر خود کیوں بے چین ہو گئی.....؟ کیا چل رہا ہے تمہارے دل میں، شیرنا کرو..... پر پلیر پرسکون رہو....."

مجھے اس زندگی، زمانے اور قسمت سے بہت سی شکایتیں تھیں، ایک لمبی لسٹ تھی، اسی کا غصہ نکالتا

رہا میں اس دُنیا پر..... پر جب سے تم مجھے ملی ہو، اب کسی سے شکایت کرنے کا دل نہیں کرتا۔
 ٹھیک کہتی ہو تم، دولت محبت سے بڑی نہیں ہوتی، محبت ہی دولت ہے۔ میں ہر دن تمہارے
 ساتھ پارک میں جانا چاہتا ہوں، اسٹالز سے کھانا چاہتا ہوں، اس دنیا میں آزاد گھومنا چاہتا ہوں
 جہاں کوئی مجھے نہ پہچانتا ہو۔ بس تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہو، میں اپنی ساری زندگی ویسے ہی
 گزارنا چاہتا ہوں۔"

"اور اگر میں یہ سب کرنے سے انکار کر دوں تب.....؟" کھنک نے فیضان کی سوچ بدلنے کا
 ارادہ کیا تھا۔ فیضان اپنی محرومیوں سے اُداس ہو کر اس بات کا غصہ دنیا پر نکالتا تھا کہ جو اُسے
 چاہیے وہ اُس سے محروم ہے۔ جب کھنک نے اُسے کہا کہ وہ اُسے اپنے دل کے ٹکڑے سمیٹنا
 سکھائے گی تو اس کا مطلب یہی تھا کہ فیضان کسی کو اس طرح اپنا سب کچھ مان لینا چھوڑ دے
 کہ اس کے نہ ہونے سے وہ غصہ دنیا پر نکالے۔ اس لیے اس سوال کا جواب بہت اہم تھا کہ
 اگر کھنک اس کے ساتھ رہنے سے انکار کر دے تو وہ کیا کرے گا۔

"بہت دکھ ہوگا۔"

"دور چلی جاؤں تو.....؟"

"بہت یاد آؤ گی۔"

"کبھی نہ ملوں تو.....؟"

"زندگی زندگی نہیں رہے گی۔"

"میری دوری آپ کو بدل تو نہیں دے گی.....؟"

"بدل تو دیا ہے تم نے مجھے۔ اور ہاں، بدل بھی جاؤں گا پر وہ انسان دوبارہ نہیں بنوں گا جو تم سے
 ملنے سے پہلے تھا... تمہاری قسم۔"

دونوں ایک دوسرے کے سوالوں کا جواب دیتے رہے اور اب دونوں پُر سکون تھے۔
 "تم سب سے الگ ہو کھنک، تم سچ میں ہو....."

شاید میں جانتا ہوں مجھے اب کیا کرنا ہے۔ "فیضان نے جیسے خود سے کہا۔
 "کیا مطلب.....؟" کھنک اُسکی بات سمجھی نہیں۔

"گھڑی گھڑی پریشان کیوں ہو جاتی ہو..... اگر تھوڑا غور کرو میری باتوں پر تو یہ ڈر ختم ہو جائے گا۔ خیر..... ہم جلد ہی ملیں گے، اپنا خیال رکھنا۔"
 فیضان نے مسکرا کر کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

ایک دن بعد
 رات کے ایک بجے کا وقت تھا جب کھنک کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔
 کھنک اٹھ کر دروازے تک آئی تو سامنے احمر کھڑا تھا۔
 "اب کیا ہے.....؟" کھنک بیزاری سے بولی تھی۔

"ہمیں ڈی آئی کیو جانا ہے۔"

"اس وقت.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"نہیں کل۔" احمر نے طنز کیا۔

"اوکے۔" کھنک واپس جانے لگی کہ احمر نے اُسکا بازو پکڑا۔

"ابھی جانا ہے پاگل لڑکی۔"

احمر کا بس چلتا تو وہ اپنا سر پکڑ کر چلاتا۔

اس وقت دونوں کا ریمیں تھے۔

"کیا ہم کسی کو برتھ ڈے وش کرنے جا رہے ہیں جو آدھی رات کو اس طرح نکلیں ہیں.....؟"

کھنک نے طنز کرتے ہوئے پوچھا۔

"فضول باتیں نہ کرو۔" احمر سنجیدہ تھا۔

کھنک اچانک چونکی۔

"مارنے لے کر جا رہے ہو مجھے.....؟" کھنک نے بتانے والے انداز میں پوچھا۔

"کیوں، کوئی غلطی کی ہے تم نے.....؟"

"وجہ کی ضرورت ہے تمہیں؟ دن میں چار بار مارنے کی دھمکی دیتے ہو۔" کھنک نے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"چپ رہو گی تب بھی جو ہو رہا ہے وہی ہوگا۔ خاموش نہیں بیٹھ سکتی تم.....؟"

"مارنے کے لیے لے کر جا رہے ہو تو بتا دو، کلمہ ہی نصیب ہو جائے۔"

اب احمر نہیں بولا اور تنگ آیا ہوا لگا۔

وہ لوگ وہاں پہنچے، اسی جگہ میٹنگ روم میں۔ کھنک اُنکے سامنے بیٹھی تھی، احمر ایک طرف کھڑا تھا۔

معراج صاحب کھنک کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کھنک اکیلی تھی پر ایک جنگ فتح کر کے آئی ہے۔

"کیا بات ہے.....؟ آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں.....؟" کھنک کو کچھ گڑبڑ لگی۔

"تم نے یہ کیسے کیا.....؟" معراج صاحب مزید حیران لگے۔

"کیا کیا میں نے.....؟" کھنک کو اب بھی اُنکی بات سمجھ نہیں آئی۔

"ظہیر، خبر پکی ہے.....؟"

"جی، بالکل پکی۔"

وہ دونوں آپس میں بات کرنے لگے۔

"کون سی خبر.....؟" کھنک تلملائی۔

دونوں نے اُس کی طرف دیکھا۔

"اگر سپینس ہی ڈالنا تھا تو صبح بتا دیتے، اس وقت مجھے کیوں یہاں بلا یا ہے؟" کھنک نے جیسے خود سے کہا اور ہاتھ باندھے گرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"فیضان نے ایک رنگ خریدی ہے۔" معراج صاحب نے اپنے الفاظ پر زور دیا۔

"تو.....؟" کھنک کو اس میں ایسی کوئی بات محسوس نہیں ہوئی جسکی وجہ سے آدھی رات کو یہ عدالت لگائی گئی تھی۔

"ویڈنگ رنگ..... شادی کی انگوٹھی..... تمہارے لیے۔" اب کھنک کی آنکھیں کھل گئیں۔
 "وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے اور جلد ہی تمہیں پرپوز کرنے والا ہے۔" معراج صاحب نے کہا۔

"یہ نہیں ہو سکتا، یہ نہیں ہو رہا ہے۔" کھنک بپھرسی گئی۔

"یہی ہو رہا ہے..... اور مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ تم نے فیضان علی رضوی کو شادی کے لئے کیسے منالیا۔"

معراج صاحب نے اپنی عینک اتار کر ایک طرف رکھی اور آہ بھری۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ میرا اُسے اس طرح مارنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، یہ تو ہمارے پلان کا حصہ نہیں تھا۔" کھنک نے دلیل دینے والے انداز میں کہا۔

"رائٹ۔ اور تم نے ایسا کیا ہو یا نہ کیا، یہ ہمارے پلان کے لئے اچھا نہیں ہے۔ اس طرح تم

اس کے ساتھ ایک رشتے میں بندھ جاؤں گی۔

پتا نہیں تم انتظار کس کا کر رہی ہو؟ بریک اپ کر لو اور اس کام کو جلدی کرو۔ اگر اُس نے تم سے شادی کے لئے پوچھ لیا تو کیا کرو گی.....؟ ہاں کہہ بیٹھی تو وہ تمہیں خود سے دور جانے نہیں دے گا اور تم اس رشتے میں ہوئی اور وہ مر گیا تو سیدھا شک تم پر ہی آئے گا۔ یہ سب تمہیں سمجھ نہیں آ رہا؟ دماغ چل نہیں رہا تمہارا یا تم خود اسے چلانا نہیں چاہ رہی ہو؟ کہیں تم سچ میں اُس سے شادی تو نہیں کرنا چاہتی.....؟" ظہیر نے زہرا گلا۔

"کہنا کیا چاہتے ہیں آپ.....؟" کھنک بھی تیار تھی۔

"یہی کہ تم نے اُس جیسے انسان کو شادی کے لئے منا لیا ظاہر ہے وہ تمہارے لیے بہت سنجیدہ ہے۔ اب جب تمہارے پاس ایک شیطان کی بیوی بننے کا آپشن ہے تو تم قاتل بننا کیوں پسند کرو گی؟" ظہیر کھل کر سامنے آ گیا تھا۔ وہ اپنی نفرت چھپا نہیں سکا اور اب کھنک بھی ضبط کھو بیٹھی۔

"شیطان کی تعریف ہر انسان کے لیے الگ الگ ہوتی ہے مسٹر ظہیر..... اور خونی وہ اکیلا تو ہے نہیں۔"

معراج صاحب کو کھنک کا رویہ بدلہ ہوا لگا۔

"اور اگر بھول گئے ہو تو یاد کروادوں کہ یہ میرا بدلہ بھی ہے۔"

"اور کبھی وہی شخص تمہاری محبت بھی تھا۔ ہم کیسے مان لیں کہ اُس کے لئے تمہارے دل سے نرم گوشہ ختم ہو چکا ہے؟ مجھے تو اس دن سے تم پر بھروسہ نہیں رہا جب تم نے اپنی جان پر کھیل کر اس کی جان بچائی تھی۔"

"اور مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے یا نہیں۔ اور مجھے نہ ہی کسی

کو یقین دلانے کی ضرورت ہے۔"

"انسانیت کی کتاب کے باب لکھنے کا بیڑا تو اٹھالیا آپ نے پر اس ہی انسانیت کی کتاب میں آپ کی تعریف یہ ہے کہ آپ سب قاتل ہیں۔ مجھ پر شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں دوبارہ نہیں کہوں گی، اور رہی بات یہ کہ میری نیت فیضان کے لیے خراب ہے، ویل اگر ایسا ہوتا تو میں کب کی اپنے مقصد سے ہٹ چکی ہوتی، یہ اتنا لمبا کھیل کھیلنے کی مجھے کیا پڑی تھی۔" کھنک نے خود کو نارمل کیا۔

"آپ کا کام ہو جائے گا، زہر والا بھی اور بریک اپ والا بھی۔" کھنک رلیکس ہوئی۔
 "تمام عمل کے دوران تم ہم سے رابطے میں رہو گی۔" معراج صاحب نے حکم دیا۔
 "ٹھیک ہے۔" کھنک نے کہا۔

احمر اور کھنک وہاں سے چلے گئے، اور نفسیاتی پینل اندر آیا۔
 "وہ کسی بات کو لے کر بہت الجھی ہوئی تھی۔ اسے آپ سب پر بہت غصہ آ رہا تھا، وہ خود کو مشکل سے سنبھالنے میں مصروف تھی۔ اور جب اس نے کہا کہ کل آپ کا کام ہو جائے گا، تو جب اس نے کہ بریک اپ والا بھی، تو اس نے جھوٹ بولا۔" وہ کھنک کو اسپائے گلاس سے دیکھ رہے تھے اور اُسے نوٹ کر رہے تھے۔

"I knew it...!" یہ لڑکی ہمیں دھوکہ دے رہی ہے۔" ظہیر نے کہا۔

جب کھنک فیضان کی گرل فرینڈ ہی نہیں تھی تو بریک اپ کا کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے تو فیضان کو ہاں تک نہیں کہا تھا جب کہ وہ ہاں سننے کے لئے بے چین تھا۔
 کھنک اُنکے نہیں اپنے پلان کے مطابق چل رہی تھی۔

"احمر کو کال کریں، کہیں اُسے کہ کھنک نام کا قصہ بند کر دے۔" ظہیر آگ بگولا ہو چکا تھا۔

"صبر کرو ظہیر، دیکھنے دو کہ وہ کیا کرتی ہے کیونکہ اگر اس نے وہ نہیں کیا جو ہم چاہتے ہیں تو ہم اُسے وہ بھی نہیں کرنے دیں گے جو وہ چاہتی ہے۔"

انہوں نے یہ بات احمر کو بھی بتادی کہ کھنک اُن کے ساتھ کوئی کھیل کھیل رہی ہے اس لیے وہ محتاط رہے۔

کھنک اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی تھی جب احمر وہاں آیا۔ وہ سامنے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"احمر تم میرا ایک کام کرو گے؟"

"کیسا کام.....؟"

"تمہیں یہ کام میرے مر جانے کے بعد کرنا ہے۔"

کھنک نے احمر کی طرف ایک چٹ بڑھائی۔

"اس میں کیا لکھا ہے.....؟" احمر نے پوچھا۔

"اس میں اس قبرستان کا پتا لکھا ہے جہاں میرے ماں باپ دفن ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ دفن کر دینا۔"

احمر نے جواب نہیں دیا پر وہ چٹ اپنے پاس رکھ لی۔ اس نے کھنک کو دیکھا، جانے وہ بہاؤ رہی یا بیوقوف۔

کھنک نے ارادہ کر لیا تھا کہ اُسے کیا کرنا تھا۔

وہ تیار ہو چکی تھی اور اس وقت آئینے کے سامنے کھڑی اپنے عکس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

(جھوٹ تو جھوٹ ہوتا ہے

دھوکہ دھوکہ ہی رہتا ہے۔

دُنیا میں وہ لوگ محبت کو سمجھ نہیں سکتے جن کے لیے اُنکے فرض محبت سے بڑے ہوتے ہیں۔
اور عشق..... عشق کو صرف عاشق سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں!.....!

تمہارے ہاتھ خالی ہیں کھنک اور ہمیشہ خالی رہیں گے۔

تم آج ڈری ہوئی ہو کیونکہ دونوں طرف سے ہا صرف تمہاری ہے، تم کچھ جیتنے والی نہیں۔
پر سنو آج یہ کھیل ختم کر دو..... اور لوٹ جانا اپنی دُنیا میں، جہاں کچھ باقی نہیں ہے۔

کچھ بھی کرنا پر لوٹ کر ادھر نہیں آنا۔

بس اب کوئی سوال نہیں، جاؤ اور ختم کر دو یہ داستان۔)

کھنک نے ارادہ کر لیا اور فیضان سے ملنے اس کے گھر کے لیے روانہ ہو گئی۔ آج وہ بہت
خوبصورت لگ رہی تھی۔ بلیک رنگ کے اُس خوبصورت ڈریس میں اُسکی گوری رنگت اور وہ
خوبصورت سبز آنکھیں بہت نمایاں لگ رہیں تھیں۔

فیضان کو کھنک کے آنے کی خبر مل چکی تھی۔ وہ اس کا انتظار کر رہا تھا، وہ بھی آج کچھ الگ لگ رہا
تھا۔

بلیک سوٹ میں وہ ہمیشہ بہت خوبصورت لگتا تھا۔

ڈرائنگ روم کے ٹیبل پر سرخ گلاب پڑے تھے۔

دونوں نے جیسے ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھا وہ آگے بڑھے۔

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" کھنک بے چین لگی۔

"مجھے بھی....." فیضان اُس سے زیادہ بے چین تھا۔

فیضان نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے وہ رنگ نکالی اور

"شادی کرو گی مجھ سے.....؟" فیضان نے کھنک کا ہاتھ مانگ کر پوچھا۔ کھنک نے دوپل فیضان

کو دیکھا۔

"ہاں۔" کھنک نے ہاں میں سر ہلایا۔ فیضان کو بہت خوشی ہوئی، اُس نے کھنک کو رنگ پہنا دی اور اُسکے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

"تم نے آج دنیا کے سب سے بد قسمت انسان کو سب سے خوش قسمت انسان بنا دیا ہے اور یہ تم ہی کر سکتی تھی۔ بس ایک بات کا دکھ ہے۔" فیضان رکا۔
"وہ کیا.....؟" کھنک متوجہ تھی۔

"اُن بارہ کے ملنے سے پہلے مل جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔"
کھنک ہنس دی۔

"شکر ہے اس بار کے آگے ساتھ زیرو لگنے سے پہلے مل گئی ہوں۔"
فیضان کھنک کی اس بات پر کھل کر ہنسا۔

"ڈکھ تھے، درد تھا، ظلم تھے..... ڈھیر ساری بد دعائیں تھیں، پھر یہ کرم کیسے ہو گیا مجھ پر.....؟"
قسمت نے مجھے تم سے ملا کر خوش قسمت بنا دیا۔ تم میری تلاش تھی کھنک، مجھے یہی روح چاہیے تھی۔

اور اب تم میری ہو۔"

فیضان بہت پُر سکون تھا خوش تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔
کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ ویٹر ڈرنکس لایا تھا۔ کھنک آگے بڑھی۔

"یہ پُھول بھی میرے لیے ہیں کیا.....؟" کھنک نے پھولوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں یہ میں سجاوٹ کے لیے لایا تھا۔ میرے روم میں واس خالی پڑے ہیں۔" فیضان سنجیدہ لگا۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں.....؟ فیضان علی رضوی..... اور مذاق کر رہا ہے.....؟" کھنک نے اپنے الفاظ کھینچ کر کہا۔

"ابھی سے حیران مت ہو..... ابھی میرے پاس تمہارے لیے بہت سے سرپرائز ہیں....." فیضان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمممم.....!... Means I'm so lucky...." کھنک بھی مسکرا دی۔

"Means I'm lucky..." فیضان نے مسکرا کر کہا۔ کھنک سنجیدہ ہوئی۔

فیضان میوزک پلے کرنے کے لئے اُس سمت بڑھا۔

کھنک نے بڑھ کر ایک ڈرنک میں بی کیو 86 ملا دی، اور معراج صاحب کو وائس نوٹ بھیجا۔ جس میں کھنک نے کہا۔

"میں نے فیضان کی ڈرنک میں وہ سیرم ملا دیا ہے۔"

معراج صاحب کو وائس نوٹ کمپیوٹر پر ریسو ہوا۔ انہوں نے آواز کا سکین کیا اور پینل نے بتا دیا کہ کھنک سچ بول رہی تھی۔

اب فیضان وہی ڈرنک پی رہا تھا۔ وہ دونوں ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

احمر پہلے ہی فیضان کے سیکیورٹی روم کے سسٹم ہیک کر چکا تھا۔ اُس نے ڈرائنگ روم میں نصب سی سی ٹی وی کیمرے کی فوٹیج نکالی اور وہ فوٹیج جس میں کھنک نے فیضان کی ڈرنک میں زہر ملا دیا معراج صاحب کو بھیج دی۔

☆.....☆.....☆

"اُس نے ہمارا کام کر دیا ہے....." معراج صاحب کو تسلی ہو گئی تھی۔

"پر اُس نے ہماری مرضی سے کچھ بھی نہیں کیا، صرف اپنی من مانیوں کیں۔ اور آپ نے تیور

دیکھے ہیں اس کے؟" ظہیر اب تک غصے میں تھا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو، یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ سمجھ دار ہے، اور بے شک خطرناک بھی ہے۔ اس کا زندہ رہنا ہمارے لیے اچھا نہیں ہے۔"

"تو ختم کر دیتے ہیں اُسے۔" ظہیر کھنک کی جان لینے کے لیے بے چین تھا۔

"ہاں، پر ایسے نہیں۔ ابھی اس کا نام فیضان کے نام سے جڑا ہوا ہے، وہ اس کی زندگی میں ہے۔ فیضان ابھی مر نہیں رہا، ابھی وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اُسے زہر دیا جا چکا ہے یا کھنک کیسے اُسے دھوکا دے رہی تھی۔ اس وقت وہ فیضان علی رضوی کی زندگی کا اہم انسان بنی ہوئی ہے۔ اگر ہم نے کھنک کو مار دیا تو فیضان کسی بھی طرح اس کے قاتلوں کو تلاش کر لے گا اور ان کو ختم کر کے دم لے گا کیونکہ وہ تو یہی سمجھے گا کہ کھنک اُس کے لیے پر خلوص تھی۔ اس کے پاس دولت ہے، رسوخ ہے، جنون ہے، اگر اُسے کسی بھی طرح یہ پتہ چلا کہ اس سب کے پیچھے ہم تھے تو وہ ہمیں برباد کر دے گا۔ ہم کھنک کو نہیں مار سکتے۔" معراج صاحب نے مستقبل کے حالات و واقعات کو سوچتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہم اُسے نہیں ماریں گے.....؟" ظہیر بھرا۔

"ظہیر..... میں نے کہا کھنک کو ہم نہیں ماریں گے۔"

معراج صاحب نے لفظ 'ہم' پر زور دیا تھا۔

☆.....☆.....☆

"فیضان مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔" کھنک سنجیدہ ہوئی۔

"ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔"

فیضان متوجہ تھا کہ اُس کا موبائل بول اٹھا۔ فیضان نے کال اینڈ کر دی کہ پھر سے کال آنے لگی۔

نمبر کی جگہ پر ایسیوٹ نمبر لکھا ہوا تھا پر فیضان تک کالز ایسے نہیں آتیں تھیں کہ جو بھی چاہے اُسے کال کر لے۔ پہلے کال سیکیورٹی ڈپارٹمنٹ میں جاتی تھی، اگر کوئی ضروری کال ہوتی تب لائن فیضان کو دی جاتی تھی۔ فیضان نے کال پر زیادہ دھیان نہیں دیا، کہ ڈرائنگ روم کے دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ مارک تھا۔

"یہ کال کیوں آرہی ہے مارک.....؟"

جب سے اس نے بزنس بند کیا تھا وہ ویسے ہی کالز سن سن کر تھک چکا تھا۔

"سر آپ کو یہ کال سن لینی چاہیے، یہ بہت ضروری ہے۔" مارک اتنا کہہ کر چلا گیا۔

"ایکسیکوزمی۔" فیضان نے کہا اور کال رسیو کی۔

"میں کون ہوں یہ جاننے کے لئے ساری عمر پڑی ہے۔ ابھی صرف اتنا جان لو کہ اس وقت جو لڑکی تمہارے سامنے بیٹھی ہے اس کا نام کھنک کاظمی ہے، تم نے اُسے ابھی پرپوز کیا ہے اور اُس نے ہاں کہا ہے....."

"کون ہو تم.....؟" فیضان فون لیے ایک طرف گیا۔

"میں تمہارا دشمن ہوں، پروہ تمہاری دوست نہیں ہے۔" ظہیر نے کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" فیضان نے غصے سے دانت پیس کر کہا۔

"اُس نے ابھی تمہیں زہر پلایا ہے، اور اب دنیا کا کوئی ڈاکٹر تمہارا علاج نہیں کر سکتا۔ تمہارے

پاس صرف چھ ماہ ہیں اور تم تڑپ تڑپ کر مرجاؤ گے۔ میں جانتا ہوں تمہیں میری باتوں پر یقین

نہیں آ رہا ہوگا۔ سوچ رہے ہو کھنک ایسا کیوں کرے گی۔ کیونکہ وہ تمہاری پرانی دشمن ہے۔ میں

تمہیں کچھ ثبوت بھیج رہا ہوں، امید ہے تم سب سمجھ جاؤ گے۔"

ظہیر نے کال بند کر دی۔ فیضان کو پہلے وہ فونٹج موصول ہوئی جس میں چار سال پہلے کھنک

فیضان کو پہلی دفعہ افشاں ہوٹل کے پارکنگ لاٹ میں ملی تھی۔

فیضان نے فوٹیج دیکھی۔ اُسے سب یاد آگیا، وہ کھنک کو پہچان گیا۔ ساتھ ہی وہ فوٹیج آئی جب کھنک اُسکی ڈرنک میں زہر ملا رہی تھی، اور پھر وہ آواز کی کلپ کہ میں نے اس کی ڈرنک میں وہ سیرم ملا دیا ہے۔

فیضان کو اپنے دل کی آواز کانوں میں آنے لگی، آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، وجود کا اپنے لگا۔ وہ جانتا تھا اُسکے نصیب میں محبت نہیں تھی، شاید قسمت اُسے پھر دھوکہ دے گئی تھی۔ ظہیر کی دوبارہ کال آئی۔ فیضان نے فون کان سے لگایا۔

"نہ وہ کوئی بزنس گرل ہے، نہ تم سے پر خلوص ہے۔ وہ صرف ایک عام لڑکی ہے جو تم سے اپنے ٹھکرائے جانے کا بدلہ لینا چاہتی تھی جو وہ لے چکی ہے۔ اب تم مرنے والے ہو۔" ظہیر نے کال بند کر دی۔

فیضان کو بدگمانی نے جکڑ لیا تھا۔ اُس نے کھنک کو دیکھا، وہ اُس سے کچھ فاصلے پر آرام سے بیٹھی تھی۔ فیضان کے دماغ میں کڑیاں جڑنے لگیں کہ... (کیسے کھنک نے اُسکی جان بچائی تھی۔

وہ ضرورت سے زیادہ خلوص، اسکی حرکتیں، وہ باتیں جو کسی منطق پر پوری نہیں اُترتی تھیں۔

فیضان سے کوئی رشتہ نہ بنانا اور آج اچانک سے مان جانا۔

وہ لائن جو فیضان نے کھنک کو اُس رات کہی تھی... جس لڑکی کی محبت کی میں نے تذیل کی، اُس کو مجھ سے محبت کیسے ہو سکتی ہے.....؟

اور میں نے اُسے اُس امتحان میں بھی نہیں ڈالا۔ بنا جواز اُس پر اتنا بھروسہ کر لیا، محبت کر لی۔

ابھی فیضان اپنی قسمت کی چال کو سمجھنے میں معروف تھا کہ

کوئی ہنسا.....

وہ وہی کالا شیطان تھا۔

"مردے کے نصیب میں زندگی نہیں ہوتی اور بد قسمت کے نصیب میں محبت..... پر نہیں، تمہیں تو بھروسہ کرنا تھا۔ تو بتاؤ، اب خوش ہو.....؟

جتنا تم نے اُس پر بھروسہ کیا اتنا بڑا دھوکہ دیا ہے اُس نے تمہیں.....

میں دیکھتا رہا کہ کیا سے کیا ہو رہا ہے اور تم دیوانے ہو کر خود کو برباد کرتے گئے۔

اب بھی کہو وہ پُر خلوص ہے، کہو تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اور اپنا لو اُسے۔

کہہ دو کہ یہ بھی اُسکی ادا ہے..... کیونکہ وہ تو سب سے الگ ہے۔

تم اب بھی سحر میں ہو.....

پر سچ تو یہ ہے فیضان کہ تم برباد ہو چکے ہو۔ محبت انسان کو نگل جاتی ہے پر محبت کی چاہ تو انسان کی راکھ بھی اڑا دیتی ہے۔

شیطانوں سے کوئی محبت نہیں کرتا فیضان، وہ بُرائی چھوڑ دیں تب بھی نہیں.....

اور جانتے ہو..... یہ ہے تمہارا اصل روپ....."

اُس نے ایک جھٹکے سے اپنے چہرے پر سے پردہ ہٹایا۔ فیضان کے قدم لڑکھڑائے گئے، دل ڈوبنے لگا۔

وہ فیضان تھا۔

جسکی حالت کسی مردے سے بھی بری تھی۔ کٹی پھٹی جلد، کالی رنگت، بڑھاپے کے اثرات، نحوست اور چہرے پر اُبھرے زخم..... ہاتھوں پر خون لگا تھا اور جسم سے بدبو اٹھ رہی تھی۔

"یہ ہے تمہاری اصلیت۔ اور تم اپنے لیے محبت تلاش کر رہے ہو.....؟ یہ کیا کر رہے ہو فیضان

..... یہ کیا کر رہے ہو.....؟؟؟؟"

شیطان غائب ہو گیا اور فیضان کی حالت غیر ہونے لگی۔

"ہم ذرا اور طرح کے لوگ ہیں

مجھے روشنی چاہیے فیضان.....

میں، میری روح سب تمہارا.....

عشق ہے تم سے وہ بھی یکطرفہ.....

اس میں اب بھی درد ہوتا ہے....."

فیضان کے کانوں میں کھنک کے بولے الفاظ کسی بے ہنگم شور کی طرح گونجنے لگے۔

فیضان نے اپنے آنسو صاف کیے اور خود کو نارمل کرتا ہوا واپس آیا۔ اور آ کر کھنک کے سامنے

بیٹھا۔ کھنک نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ فیضان کو سب بتا دے گی اور اُسکے بعد جو بھی فیضان کا فیصلہ

ہوگا اُسے منظور ہوگا۔

"اتنی دیر لگا دی.....؟ سب خیریت.....؟" کھنک کو بھی یہی لگا کہ شاید کاروبار کے حوالے سے

کوئی ضروری کال تھی۔

فیضان نے جواب نہیں دیا۔ وہ نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔

"سب ٹھیک ہے.....؟" کھنک کو فکر ہوئی۔

"کھنک کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو.....؟"

Do you love me...?"

فیضان نے بنا کوئی تمہید باندھے آرام سے پوچھا۔

"کوئی شک ہے کیا.....؟" کھنک نے مُسکرا کر کہا۔

"ہاں شک ہے۔" فیضان نے سر ہاں میں ہلا کر کہا۔

"اچھا چلیں پھر بتا دیں کہ شک دور کیسے ہوگا.....؟" کھنک کو لگا کہ فیضان مذاق کر رہا ہے۔
 "مار دو خود کو....." فیضان نے نظریں اٹھا کر کھنک کو دیکھا، اور آج بھی ویسے ہی بولا جیسے اُس
 رات بولا تھا۔

کھنک کا دل بیٹھا..... وہ یہ الفاظ اور انداز بھول نہیں سکتی تھی۔

"کچھ یاد آیا تمہیں.....؟ یا شاید اب یاد آ جائے....."

فیضان نے پارکنگ لاٹ والی فوٹیج اپنے فون پر لگائی اور فون کھنک کی آنکھوں کے سامنے کیا۔
 کھنک ویڈیو دیکھنے لگی۔

"یہ تم ہو.....؟" فیضان نے بتانے والے انداز میں پوچھا۔

اس سے پہلے کہ کھنک بولتی فیضان نے دوسری فوٹیج پلے کر کے فون دوبارہ کھنک کے سامنے کیا
 جس میں وہ ڈرنک میں زہر ملا رہی تھی۔

"اور یہ بھی تم ہو۔" فیضان نے یقین سے کہا۔

فیضان کھڑا ہوا، کھنک بھی اُٹھی۔

"فیضان میری بات سنیں۔ دیکھیں میں....."

فیضان کھنک کی طرف بڑھا اور اُسے بہت آرام سے پکڑ کر اپنی آنکھوں کے سامنے کر لیا۔
 کھنک کی سانس پھولنے لگی۔ فیضان نے کھنک کے چہرے پر جھکیں بالوں کی لٹوں کو پیار سے
 ہٹایا۔

"کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا.....؟"

فیضان نے پیار سے پوچھا جبکہ کھنک سمجھ گئی تھی کہ اُس پر قیامت آگئی ہے۔

"تم سے محبت کر بیٹھا۔"

فیضان نے کھنک کو اوپر اٹھایا اور اُسے ایک اور تھپڑ مارا۔ وہ الماری سے جا ٹکرائی۔
کھنک کے منہ سے خون نکلنے لگا، چہرے اور وجود پر کئی زخم محسوس ہونے لگے۔
فیضان آگے بڑھا۔ اُسکا ہاتھ پھر سے اٹھنے لگا کہ اب فیضان کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا۔
"میں تمہیں مار رہا ہوں پر تکلیف مجھے ہو رہی ہے۔" فیضان کی آواز کانپ گئی۔
اب کھنک میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ نڈھال ہو چکی تھی۔

زمین پر پڑی فیضان کو دیکھ رہی تھی
مختصر یہ کہ شہزادی بہت بد قسمت تھی

فیضان نے اُسے زمین سے اٹھایا اور اپنی نظروں کے سامنے کیا۔

"تمہاری آنکھیں تو سچ میں جھوٹ بولتیں ہیں کھنک..... بھیا نک جھوٹ۔"

فیضان نے کھنک کے بازو کو مضبوطی سے پکڑا اور بے دردی سے اُس کمرے میں لے آیا جہاں
لائی ڈٹیکٹر پڑا تھا۔ کھنک کو کرسی پر بیٹھایا، مشین آن کی، مشین سے جڑی بیلٹ کھنک کی کلائی میں
پہنائی اور کینٹی پر نینوا سٹرپس لگا دیں۔ خود وہ سامنے بیٹھا اور پستول جو کہ ٹیبل کے دراز میں رکھا
تھا نکال کر ٹیبل پر رکھ دیا۔

"ایک جھوٹ..... صرف ایک جھوٹ اور تم دعا کرو گی تم کبھی پیدا ہی نہ ہوئی ہو تی۔"

"میری بات تو سن....." کھنک نے بولنے کی کوشش کی پر.....

"چپ..... سوال میں کروں گا۔ تم صرف جواب دو گی۔"

Have I made myself clear.....?"

فیضان نے آرمی کے اصول پرست جنرل کی طرح سوال کیا۔ کھنک نے ہاں میں سر ہلایا۔

"کتنی محبت کرنے لگا تھا میں تم سے..... ابھی کچھ وقت پہلے سوچ رہا تھا کہ ہم اپنی زندگی کی شروعات کیسے کریں گے، شادی کہاں ہوگی، وائٹنگ ویڈنگ ہوگی یا ہماری رسموں کے مطابق۔ اور تم نے ہماری داستان کو شروع ہونے سے پہلے ہی آگ لگا دی.....؟"

مجھے یہ بتا کر کہ اب منزل صرف چند قدم کے فاصلے پر ہے میرے پاؤں کاٹ دیے۔"

فیضان بہت تکلیف میں تھا، شاید کھنک سے بھی زیادہ۔ اُسے تو ابھی سب کچھ ٹھیک ہونے کا یقین بھی نہیں ہوا تھا اور سب برباد ہو رہا تھا۔

کھنک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"خیر شروع کرتے ہیں۔" فیضان نے خود کو سنبھال کر کہا، ایسے جیسے جان گیا ہو کہ ابھی اُسے مزید عذاب جھیلنے ہیں۔

"تمہارا نام کیا ہے.....؟"

"کھنک کاظمی۔" کھنک نے کہا اور مشین نے ٹرو کہتے ہوئے بتایا کہ کھنک سچ بول رہی تھی۔

"تمہارا میری زندگی میں آنا، وہ سب، وہ گھر... سب کھیل تھا؟ تم ایک بزنس گرل نہیں ہو؟"

"ہاں۔"

"تو پھر کون ہو تم.....؟ ایک فریب.....؟ ایک خوبصورت دھوکہ.....؟ اور افسوس کہ میں اس دھوکہ میں آ گیا۔" فیضان خود پر طنز یہ ہنسا۔

"تم نے اُس دن میری جان کیوں بچائی تھی.....؟" فیضان نے سوال کیا۔

"کیونکہ میں آپ کی جان بچانا چاہتی تھی۔" کھنک نے اپنی بات ختم کی ہی تھی کہ

"تا کہ بعد میں مجھ سے بدلہ لے سکو.....؟ اگر اس دن مرجاتا تو یہ کھیل تم کس کے ساتھ کھیلاتی۔"

کتنی نفرت بھری ہے تمہارے اندر کھنک، کتنی نفرت..... اور مجھے تم سے محبت ہو گئی۔

تم نے مجھے مارنے کے لئے بچایا تھا.....

ٹھیک کہا تھا تم نے، نمبر 13 میرے لیے بہت منحوس ثابت ہوا ہے۔"

میں نے سوچا کہ بتادوں میں حقیقت اپنی

تُو نے لیکن نامیرا رازِ محبت سمجھا

میری اُلجھن میرے حالات یہاں تک پہنچے

تیری آنکھوں نے میرے پیار کو نفرت سمجھا۔

یہ سب سُن کر کھنک کو بہت دکھ بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سب فیضان کو ڈی آئی

کیو والوں نے بتایا ہے۔ اُس سے اپنا کام نکلوانے کے بعد وہ اب اسے راستے سے ہٹا دینا

چاہتے ہیں۔ انہوں نے یہ سب فیضان کو بتا کر کھنک کے لیے بہت بڑی مصیبت کھڑی کر دی

تھی۔ فیضان کے سر پر جنون سوار تھا، وہ کھنک کی کوئی بات سننے کو تیار نہیں تھا۔

"اور اب وہ سوال جو تمہاری زندگی کا آخری سوال بھی ہے اور آخری جواب بھی.....

کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو.....؟"

وہ جانتا تھا کہ کھنک اب جھوٹ بولے گی اور اگلے ہی پل وہ اُسے جان سے مار دے گا۔ کیونکہ

جب وہ سب مان چکی تھی کہ سب کھیل تھا، ایک فریب تھا، تو اس سوال کا کوئی جواز نہیں تھا۔ یہ تو

صرف ایک بہانہ تھا۔ کھنک نے دوپل فیضان کو دیکھا۔

"اب کہہ بھی دو..... مجھے تو زہر دے چکی ہو۔ اپنی موت کا سامنا کرتے ہوئے تمہیں ڈر لگ رہا

ہے؟

دوبارہ سوال کرتا ہوں۔ کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو.....؟"

فیضان نے اپنا سوال دہرایا اور پستول بالکل کھنک کے سامنے تان دیا۔ کھنک کو لگا کہ وہ پھر سے

اس مقام پر آ گئی ہے جہاں اُس رات تھی۔ وہی منظر، وہی سب۔ جہاں اُسے اپنی محبت ثابت کرنی تھی۔

کھنک نے گہری سانس لی اور کہا،

"ہاں۔"

کہ اگلے ہی پل مشین نے گواہی دی اور آواز گونجی

"ٹرو!"

فیضان کا دل بیٹھ سا گیا۔ اُس نے چونک کر مشین کی طرف دیکھا۔ کھنک سو فیصد سچ بول رہی تھی۔

"آئی لو یو فیضان.....! میں تم سے محبت کرتی ہوں۔"

کھنک کے گرم آنسو اُسے جلانے لگے۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔" فیضان نے کانپتے ہاتھوں سے پستول کھنک کی زخمی پیشانی سے ٹکایا۔

اُس کمرے میں ضرورت سے زیادہ روشنی تھی پر کھنک کو اب بھی اپنے سامنے صرف اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ آج اُس نے اپنے خون کا ذائقہ چکھا تھا جو اُسکے ہونٹوں کے کناروں سے بہہ رہا تھا۔ دل کی دھڑکنوں کی آواز اتنی بلند ہو چکی تھی کہ اُسے اپنے آس پاس گونجتی محسوس ہو رہی تھی۔ اور درد، وہ تو اتنا تھا کہ اُسے اپنا سارا وجود دکھتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ جانتی تھی اُس پر قیامت آ چکی ہے۔

فیضان نے پستول اُسکی پیشانی سے ٹکا رکھا تھا۔ آج پہلی بار اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے، اس حد تک کہ اُسے پستول کو تھامنے کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کی مضبوطی کا استعمال کرنا پڑ رہا تھا۔

پر پھر بھی وہ بے بس نظر آ رہا تھا۔ فیضان نے دیکھا، اُن دو آنکھوں میں خوفِ دُورِ دُور تک نظر نہیں آ رہا تھا۔

آج تو وہاں وہ جذبہ تھا جسے محسوس کر کے کوئی بھی ڈر جائے۔ وہ جذبہ جو برباد کر دیتا ہے، جو آپکو مر کر جینا سیکھا دیتا ہے، سمجھا دیتا ہے کہ ساری کائنات کی بنیاد کیوں اُس ایک جذبے پر رکھی گئی ہے۔ کیونکہ بیشک وہ اس قابل ہے۔ آج اُس نے محبت کو دیکھا تھا، سمجھ گیا تھا وہ کہ اُسکی تلاش ختم ہو گئی ہے۔ پر ایسے.....؟ یہ قسمت نے کیا کر دیا تھا اُن دونوں کے ساتھ.....؟

وہ دونوں اپنے خواب کی تعبیر کے روبرو کھڑے تھے پر ایسے کہ جیسے اب وہی خواب اُن پر ہنس رہے تھے۔ جیسے آج خواب یہ کہہ رہے ہوں کہ یہی تھی ہماری اصلیت، ہم تو ایسے ہی ہیں، ادھورے رہ کر بھی درد دیتے ہیں اور کبھی کبھی پورے تب ہوتے ہیں جب ہمیں آنکھوں سے باہر کا راستہ دکھا دیا جاتا ہے پر ہم تعبیر لیے لوٹ آتے ہیں۔ اور تب یہی انجام ہوتا ہے ہمارا..... تم بتاؤ اب خوش ہو تم دونوں.....؟

ارے یہ کیا چہرے پر اُداسی، آنکھوں میں سوال، آنسو، زخموں سے رستا خون، جبکہ یہ تو تعبیر ہے، منزل ہے، صلہ ہے.....

منزلوں پہ آ کے رکتے ہیں دلوں کے کارواں

کشتیاں ساحل پہ اکثر ہی ڈوبتی ہیں پیار کی۔

وہ دونوں خاموش تھے اور کوئی ہنس رہا تھا، شاید وہ قسمت تھی.....!

"11 سال سے، جب سے آپ کو پہلی بار دیکھا تھا تب سے، اُس لمحے سے لے کر اس لمحے تک میں آپ سے محبت کرتی ہوں فیضان۔" کھنک آج بے خوف تھی۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔" جیسے خود کو تسلی دی گئی تھی۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ اس مشین کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔"

اگر کھنک مشین کو دھوکہ دے رہی ہوتی تو راز کھل جاتا پر ایسا نہیں ہوا تھا۔

"سچ کی گواہی دینے والی سب سے بڑی مشین آنکھیں ہوتی ہیں۔ میں کبھی بھی تمہیں اپنے لیے نہیں چاہتی تھی، تمہارے لیے چاہتی تھی۔"

اُس دن بھی بس یہی سوچ کر آئی تھی کہ اپنی محبت کا اظہار کروں گی، تمہیں بتا دوں گی کہ تمہیں چاہتی ہوں۔ بس اتنی سی تھی میری محبت، اور وہی میرا قصور بن گئی۔ اب بھی کوئی مقصد نہیں تھا میرا، محبت کا مقصد صرف محبت ہی ہوتا ہے۔ میں تو تمہیں ان لوگوں سے بچانا چاہتی تھی پر انہوں نے آج تمہارے سامنے میرا تماشا بنا دیا۔ اب ان سے بچ کر رہنا، وہ پھر کسی معصوم کھنک کو تمہیں قتل کرنے کا مقصد دے کر تمہاری زندگی میں بھیج دیں گے۔ میں نے تو صرف محبت کی تھی، جسکے عشق بن جانے پر بھی خوش تھی میں۔

ہم جسے محبت کرتے ہیں اُسے غلط راہ پر نہیں دیکھ سکتے۔ میں تو بس.....

خیر..... نہیں چاہیے مجھے بدلے میں محبت، نہیں کرنی تم سے شادی، نہیں جینا تمہارے

ساتھ، نہیں ہے کوئی مطلب کوئی لالچ... صرف محبت ہے..... یہ صرف محبت ہے فیضان۔"

کھنک نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا اور مشین نے آخری گواہی بھی دے دی۔

"مجھے صرف اپنی محبت کا وجود چاہیے تھا، تکمیل نہیں، پر بد قسمت تم نہیں میں ہوں۔"

کھنک نے سانس کھینچ کر کہا اور رنگ اُتار کر ٹیبل پر رکھ دی۔

فیضان کی سُرخ ہوتیں آنکھوں میں نمی تھی۔ وہ خاموش تھا۔

"اپنے دکھ تیر بنا کر دنیا پر نہیں برسائے جاسکتے، برائی کے پیچھے چاہے جتنا بڑا جواز ہو وہ برائی

ہی رہتی ہے۔

اپنا خیال رکھنا..... مجھے معاف کر دینا۔ " کھنک نے ہاتھ چھوڑ کر کہا، کلائی سے بیلٹ نکالی اور وہاں سے چلی گئی.....!

کھنک کو کسی نے نہیں روکا، کسی نے کچھ نہیں کہا۔ وہ روتی ہوئی خود کو تھامے وہاں سے چلی گئی۔ اور اُس کمرے میں جہاں آج سچ کی جیت ہوئی تھی، ایک ساتھ کئی گولیاں چلنے کی آواز گونج گئی۔

☆.....☆.....☆

کھنک خود کو تھامے سڑک پر چلتی جا رہی تھی۔ نہ وہ اپنے نقلی گھر جاسکتی تھی نہ اپنے گھر، بس چلتی جا رہی تھی۔ اب فیضان کو اس کی مدد کی ضرورت نہیں تھی، کھنک جانتی تھی کہ اب وہ پہلے سے زیادہ محتاط ہو جائے گا اور اپنی حفاظت خود کر لے گا۔

کھنک کو بہت سردی لگ رہی تھی۔ جب وہی کھنک اُسکے ساتھ ساتھ چلنے لگی جسکی بات کھنک نے کبھی نہیں سنی تھی۔

"فرض اور محبت میں سے فرض کو چن لیا کھنک.....؟ یہ کیا کیا تم نے.....؟ خود کو کتنی بار برباد کرو گی تم.....؟ اب تو خود پر رحم کرو.....! تمہیں تو سچ میں عشق نے دیوانہ بنا دیا ہے۔" وہ بھی ہار مان گئی اور کھنک کا ساتھ چھوڑ دیا۔

وعدہ کر کے نبھانے والے کم ہوتے ہیں
عشق نہ کرنا عشق میں غم ہی غم ہوتے ہیں۔

کھنک کے پاس ایک کارر کی اور احمر باہر نکلا۔ کھنک نے اُسے دیکھ لیا پر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔
 "تمہیں کیا لگا تھا، تم ہم سے بچ جاؤ گی.....؟" احمر اُسکی طرف بڑھا۔

"نہیں جو قسمت میں لکھا ہوا ہو اُس سے کوئی بچ نہیں سکتا نہ بھاگ سکتا ہے۔ تم نے بھی وہ سب
 سبین اور اپنے بچے کے لیے کیا تھا ناں؟ تم ان کی خوشیاں تلاش کر رہے تھے، پر تمہارے اور
 خوشیوں کے ان کے پاس پہنچنے سے پہلے موت ان تک پہنچ گئی۔ میرے ساتھ بھی یہی ہوا تھا،
 ایسے ہی اپنا سب کچھ گوا دیا تھا۔"

کھنک جیسے خود سے باتیں کر رہی تھی۔ احمر نے اُسکا ہاتھ پکڑا اور لے جا کر کار میں جھٹک دیا۔
 کھنک نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ احمر کار میں بیٹھا۔

"ہاں مجھ سے میرے اپنے دُور ہو گئے، پر میں نے اپنا فرض نبھایا، اُس ظالم کو مار کر۔ تم سے تو یہ
 بھی نہ ہوسکا۔" احمر نے نفرت سے کہا اور کار سٹارٹ کی۔
 "کیونکہ وہ ظالم میری محبت ہے۔" کھنک کی آواز کانپ گئی۔

"محبت.....؟ کیا دیا محبت نے تمہیں.....؟ حالت دیکھو اپنی۔ برباد کر لیا تم نے خود کو۔"
 کھنک کے وجود پر لگے زخم گہرے تھے۔

"تمہیں کیا میری حالت سے، تم بھی تو مجھے مارنے لے کر جا رہے ہو۔" کھنک بھری، جیسے
 ہوش میں آ گئی۔

"ہاں، اور اب تم کلمہ پڑھ لو۔" احمر نے کار اسٹارٹ کی۔

"میں اس قابل نہیں ہوں۔" کھنک نے خود سے کہا۔ کار چلتی رہی، وہ آفیس نہیں جا رہے تھے
 بلکہ راستا پہاڑی لگ رہا تھا، وہ کسی بہت اونچی جگہ جا رہے تھے۔ وہ لوگ وہاں پہنچے، یہ ایک
 پہاڑ تھا۔

ظہیر اور معراج صاحب وہاں پہلے سے موجود تھے۔ طاہر تھا وہ اب کھنک کی موت کو بھی ایک حادثہ بنانا چاہتے تھے۔ احمر نے کھنک کو معراج صاحب کے سامنے کھڑا کیا۔ کھنک کے پیچھے گہری کھائی تھی۔

معراج صاحب نے کھنک کو دوپل دیکھا۔

"اُس نے تمہیں قتل کیوں نہیں کیا.....؟ کیا اتنا بھی گوارا نہیں کیا اُس نے؟ اور تم وہ لڑکی جس کو محبت نے برباد کر دیا، یا یوں کہوں کہ جس نے محبت کے لیے خود کو برباد کر دیا ہے۔" معراج صاحب نے طنز کیا۔

"شکر ہے میں نے خود کو محبت کے لئے برباد کیا ہے۔" کھنک نے فخر سے کہا۔

"چاہتی تو کیا نہیں کر سکتی تھی تم..... اتنی عقل، سمجھ بوجھ، بہادری۔ اور کیا کیا تم نے..... محبت۔۔۔؟"

ہم نے بھروسہ کیا تم پر اور تم نے ہمیں دھوکا دیا۔" معراج صاحب نے کہا۔

"دھوکا صرف میں نے نہیں دیا۔"

دونوں نے جتا کر کہا تھا۔

"پر مروگی صرف تم ابھی۔" معراج صاحب بولے۔

"صرف موت ہی دے سکتے ہیں آپ مجھے، موت کو ہر مسئلے کا حل جو سمجھتے ہیں۔

مارڈ الیس مجھے شوق سے، بلکہ یہ نیکی آپ کسی اور سے کروانا چاہیں گے.....؟" اب کھنک نے طنز کیا۔

"غلط ہم نہیں وہ ہے وہ ظالم ہے جس کو تم نے بچایا، ایک غلط انسان کا ساتھ دیا۔ اس لیے اب تم بھی غلط ہو، ظالم ہو۔"

اب تمہیں مارنا بھی نیکی ہے۔ "معراج صاحب نے کہا۔

"نیکی.....؟ تو کون کرے گا یہ نیکی، آپ؟ یا احمر تم کرو گے.....؟" کھنک کو کوئی خوف نہیں تھا۔
"رسی جل گئی پر بل نہیں گیا۔"

معراج صاحب نے کہا کہ اُن کو کھنک کی آنکھوں میں کسی کا عکس نظر آیا۔
وہ فیضان تھا۔

"Drop your gun....."

فیضان نے معراج صاحب کے سر سے پستول ٹکائی۔ معراج نے پلٹ کر اُسے دیکھا۔
"آپ، اور یہاں.....؟ یعنی آگ ہے دونوں طرف برابر لگی ہوئی۔"

اگر اُسے بچانے ہی آئے ہیں تو اپنے پروٹوکول کے ساتھ تو آتے، آپ اکیلے ہی چلے آئے اپنی
کھنک کو بچانے کے لیے۔ "معراج صاحب نے طنز کرتے ہوئے کہا۔
"تم جیسوں کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔"

فیضان گولی چلانے لگا کہ

"نہیں فیضان۔" کھنک چلائی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ فیضان اب کوئی قتل کرے۔ اور ظہیر نے
موقع دیکھ کر فیضان سے پستول چھین لی، پراگلے ہی پل کھنک نے بھی معراج صاحب کی
پستول ہتھیالی۔

یہ داؤ اُسے احمر نے سکھایا تھا۔ جب کھنک فیضان کو بچانے کے لیے اتنا کچھ کر سکتی تھی تو یہ کیسے ہو
سکتا تھا کہ اب وہ اس کا ساتھ نہیں دیتی۔

"مار دو ہمیں، پر بچو گے تم دونوں بھی نہیں۔ وہ زہر تمہیں مار دے گا، اور کھنک، تمہیں اپنی محبت کا
سوگ لے ڈوبے گا۔" ظہیر نے یقین سے کہا۔

"تمہارا دماغ چل نہیں رہا ہے یا تم اسے چلا نہیں رہے ہو؟" کھنک نے ظہیر کے الفاظ اُسکے انداز میں دہرائے۔

"ہم نے تمہاری آواز کا اسکین کیا ہے۔ تم نے فیضان کو زہر دیا ہے، تم نے یہ خود کہا ہے، فوٹیج میں بھی صاف نظر آ رہا ہے اور....." معراج صاحب بول رہے تھے کہ

"جھوٹ پکڑنے کی مشین، نفسیاتی تجزیہ، اسکین... اگر آپ کے پاس کوئی ایسی مشین ہوتی جو محبت کو ناپ سکتی تو آپ جانتے کہ میری محبت کی انتہا کیا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ میں نے فیضان کی ڈرنک میں وہ سیرم ملا دیا ہے، اور مشین کے مطابق یہ سچ تھا۔ فیضان نے وہی ڈرنک پی تھی۔

پرایک منٹ..... کیا میں نے یہ کہا تھا کہ میں نے ڈرنک میں بی کیو 86 سیرم ملا دیا ہے...؟

I guess not....."

کھنک ہنس دی اور سب حیران رہ گئے۔

"وہ محبت ہی کیا جو نفرت بن جائے....."

تم نے اس سوال نامے کا جواب نمبر 14 شاید ٹھیک سے نہیں پڑھا تھا، کہ اگر کسی نے میرے کسی اپنے کو، جس سے میں محبت کرتی ہوں، قتل کر دیا تو میں کیا کروں گی.....؟ کیا لکھا تھا میں نے...

کہ قتل تو دور کی بات، اگر کسی نے میرے کسی اپنے کو ایک خراش بھی پہنچائی تو میں اُسے جان سے مار دوں گی۔ اور آپ سب کو لگا کہ میں سچ میں فیضان کو زہر دے سکتی ہوں.....؟ ابھی میرا دماغ اتنا خراب نہیں ہوا ہے۔"

کھنک نے اپنے الفاظ پر زور دیا۔

"تم پاگل ہی ہو۔ سوچو کہ تم کیا کر رہی ہو۔ نیکی کر سکتی ہو پر گناہ کر رہی ہو۔ اب بھی وقت ہے، تم جانتی ہو ہم غلط نہیں ہیں، ہمارا مقصد غلط نہیں ہے۔"

معراج صاحب کھنک کا دماغ واش کرنے لگے۔

"پرا سے پورا کرنے کا طریقہ غلط ہے۔"

"اُس نے تمہاری محبت کو ٹھکرایا تھا۔"

"وہ میری محبت کو نہیں جانتا تھا، مجھے نہیں جانتا تھا۔"

"تم نے اس کے لئے اپنے ماں باپ کا دل دکھایا، اور اسی رات کو وہ لوگ مارے گئے۔ بھول گئی ہو وہ منظر.....؟"

کھنک کو منظر یاد آیا جب اُس نے اپنے ماں باپ کی لاشیں دیکھی تھیں۔

"وہ ایک حادثہ تھا۔" کھنک خود کو مضبوط کر کے بولی۔

"اس نے کیا حال کیا تمہارا۔"

"یہ آپ نے کروایا اس سے۔" کھنک چلائی۔

"یہ ایک برا انسان ہے۔"

"اُس نے سب چھوڑ دیا ہے۔"

"خدا نے تمہیں چنا ہے، ہمارا تمہیں اس کام کے لیے چنا اتفاق نہیں تھا۔ خدا تم سے نیکی کروانا چاہتا ہے۔"

"خدا نے آپ لوگوں کو اُس انسان سے فیضان کی موت مانگنے بھیجا جو اُسے بے پناہ اور اس سارے جہان سے زیادہ محبت کرتی ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے.....؟"

اس کا مطلب یہ ہے معراج صاحب کہ خدا فیضان کو مارنا نہیں چاہتا۔ خدا مجھے جانتا ہے، میری

محبت کو جانتا ہے، محبت کے پاک جذبے کو جانتا ہے۔ اور میں اُس بے حد مہربان اور معاف کرنے والے خدا کو جانتی ہوں۔ "کھنک نے یقین سے کہا۔

معراج صاحب کے پاس جواز ختم ہو گئے تھے۔

"محبت کا ایک ہی اصول ہوتا ہے کہ محبت کرنے والا اپنی آخری سانس تک اُس محبت پر ڈٹا رہتا ہے۔

آپ کہتے ہیں آپ دہشت گرد نہیں ہیں، پر لوگوں کو لالچ دے کر، اُن کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر، اس کو نیکی کے خواب دکھا کر، اُن سے خون کروانا دہشت گردی ہی ہے۔ اور خون تو خون ہوتا ہے معراج صاحب، پھر چاہے وہ مجرم کا ہو یا مظلوم کا۔ خدا کے نام پر خدا بننا چھوڑ دیں۔"

کھنک رو کر چلائی۔ احمر کا دل بیٹھ سا گیا، اُسے اپنی زندگی کے سب سے بڑے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ اُس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے پستول کی طرف دیکھا۔

(جو کسی کو مار ڈالے، کیا وہ اچھا انسان ہوتا ہے، کیا خون کرنے والا ظالم نہیں ہوتا.....؟)

احمر کو سبین کا جملہ یاد آیا۔ اُس نے فیضان کو دیکھا جو کھنک کا ہاتھ تھامے اُس کے ساتھ کھڑا تھا۔ احمر سوچنے لگا کہ کبھی اس کی زندگی میں بھی محبت تھی، ایک ساتھی تھا، اولاد جیسی نعمت بھی تھی، اور اب اس کے ہاتھ میں صرف بندوق ہے۔

(نیکی کر کے بھی آج تک تمہیں یہ محسوس نہیں ہوا کہ تم نے نیکی کی ہے۔ کیوں تم خود کو تسلی نہیں دے پائے.....؟)

اگر وہ ظالم ہے تو آج اُس کے ساتھ محبت کیوں کھڑی ہے؟ اور اگر میں مسیحا ہوں تو بے چین کیوں ہوں.....؟

کون ہوں میں.....؟

”سیچایا خونی.....؟“ احمر کے دل میں آواز گونجی۔

”ہمیں جانے دیں پلیز۔“ کھنک نے اُن پر پستول تان رکھی تھی پر پھر بھی التجا کی۔

”ہمیں ہماری زندگی جینے دیں۔“ کھنک نے پھر التجا کی۔

معراج صاحب نے دوپل کھنک کو دیکھا، اور اچانک وہ اپنی کار کی طرف چل دیے جو وہاں سے کافی فاصلے پر پارکڈ تھی۔

”ڈیڈ.....؟“ ظہیر حیران ہوا، فیضان اور کھنک بھی کہ ظہیر موقع دیکھ کر فیضان پر حملہ آور ہوا اور پستول اُسکے سر سے ٹکائی۔

”کھیل ابھی ختم نہیں ہوا۔“ ظہیر نے کہا۔

”چھوڑو اُسے۔“ کھنک چلائی۔ اب بازی ظہیر کے ہاتھ میں تھی اور وہ رحم کرنے کے موڈ میں تو بالکل نہیں لگ رہا تھا۔

”احمر، گن لو اس سے، جاؤ پکڑو اُسے۔“ ظہیر نے احمر کو حکم دیا۔

احمر کھنک کی طرف بڑھا۔

”احمر تم جانتے ہو میرا نشانہ نہیں چوکے گا، مجھے مجبور مت کرو۔“ کھنک چلائی۔

”دُور رہو اُس سے۔“ فیضان غرایا۔

”پلیز رک جاؤ، مجھے خدا کی قسم، میں تمہیں مارنا نہیں چاہتی۔“

تم جانتے ہو محبت کو..... انسان جس سے محبت کرتا ہے اُسے جان سے نہیں مار سکتا..... میں نے صرف محبت کی ہے۔“

احمر آگے بڑھا۔

ایسا لگا کہ احمر کھنک سے پستول چھین کر اُسے دبوج لے گا پر احمر نے پستول کا رخ ظہیر کی طرف

موڑا۔

"جانے دوان کو۔" احمر نے کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم۔" ظہیر چلایا۔

"میں نے کہا جانے دوان کو۔" احمر نے حکم دیا۔

"غداری سو جھی ہے تمہیں یا تم بھی اس لڑکی کے عشق میں پاگل....."

ظہیر زہرا گل رہا تھا کہ احمر اُسکی طبیعت درست کرنے کے لیے اُسکی طرف بڑھا۔ ظہیر نے جب بازی اپنے ہاتھوں سے نکلتی دیکھی تو فیضان کو کھائی کی طرف جھٹک دیا۔

کھنک فیضان کی طرف بڑھی اور فیضان کا ہاتھ پکڑنے میں تو کامیاب ہو گئی پر وہ کھائی کے اُس طرف لٹک گیا اور کھنک اس طرف۔

دوسری طرف وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے کھنک کنارے پر گر گئی۔ اُس کے ہاتھ میں فیضان کا ہاتھ تھا جو کنارے سے لٹک رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے خود کو آگے جانے سے ایک پتھر کا سہارا لے کر روک رکھا تھا۔

کھنک پر اُسکا اونچائی سے ڈرنے کا ڈر حاوی ہونے لگا۔

"فیضان فیضان... " کھنک بمشکل بولی۔

ظہیر اُنکی طرف بڑھا کہ احمر نے اُسے روکا۔ دونوں میں جھگڑا ہونے لگا۔

"مجھے جانے دو کھنک۔" فیضان نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

کھنک فیضان کو اوپر نہیں کھینچ سکتی تھی، نہ طاقت سے اور نہ ٹیکنیک سے، کیونکہ صورتحال بہت خطرناک تھی۔ زمین پر گرا شخص ایک ہاتھ سے دوسرے کو اوپر نہیں کھینچ سکتا چاہے اُس میں بہت طاقت ہو تب بھی نہیں۔ اور فیضان یہ سمجھ گیا تھا۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔"

"میں بھی۔"

کھنک کا سر چکرانے لگا۔

فیضان خود کھنک کا ہاتھ چھوڑنے لگا کہ

"نہیں نہیں فیضان..... خُدا را نہیں... جانا نہیں۔" کھنک نے تڑپ کر کہا۔

"میں تمہارے قابل نہیں ہوں، تمہاری محبت کا حقدار نہیں ہوں، مجھے جانے دو۔"

کھنک کی بازو پتھر سے رگڑنے لگی۔ اُس کا سر چکرار ہاتھ۔ وہ خود ہی دوسرا ہاتھ چھوڑنے لگی کہ

اس طرح وہ خود بھی نیچے گر جائے اور فیضان کے ساتھ اس دُنیا سے چلی جائے پر...

"کھنک میری بچی..... میری طرف دیکھو..... نیچے نہیں، میری طرف دیکھو۔"

کھنک نے آواز سنی اور سامنے دیکھا تو اُسے بادلوں میں شمس صاحب اور یاسمین بی بی کی مدھم سی

صورتیں نظر آئیں، اُنکا مسکراتا ہوا عکس دکھائی دیا۔

وہ دونوں ساتھ تھے اور کھنک کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

"ہمیں تم پر فخر ہے، ہم تم سے بہت محبت کرتے ہیں اور ہمیں تم سے کوئی شکایت نہیں ہے.....

تمہیں جینا ہے اپنی محبت کے لیے، اپنی خوشیوں کے لئے جینا ہے۔" شمس صاحب نے کہا۔

فضا میں گولی چلنے کی آواز آئی۔ شاید ظہیر نے احمر کو مار دیا تھا۔ کوئی کھنک کی طرف بڑھا۔

کسی نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ وہ چونکی اور ڈر کر دیکھا تو وہ احمر تھا۔ گولی ظہیر کو لگی تھی۔

بازو میں وہ ایک طرف بے ہوش پڑا تھا۔

احمر کھنک کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور دونوں نے ملکر فیضان کو اوپر کھینچ لیا۔

فیضان نے کھنک کو گلے لگا لیا، جیسے اُسے ساری دُنیا مل گئی۔ کھنک کی حالت بھی مختلف نہیں تھی۔

اور دونوں رونے لگے۔

احمر نے دونوں کو ساتھ اور خوش دیکھا تو اُسے احساس ہوا کہ جیسے اب اُس نے کوئی نیکی کی ہے۔
دو محبت کرنے والوں کو ملا یا ہے۔

کسی نے احمر کے کندھے پر تھپکی دی۔ وہ اُسکا ضمیر تھا۔
احمر آسمان کی طرف دیکھ کر سکون سے مسکرا دیا۔

☆.....☆.....☆

ایک سال 6 ماہ بعد؛ -

مین ہٹن

اولڈ ہاؤس "ہوپ"

جواب صرف اولڈ ہاؤس نہیں بلکہ ایک یتیم خانہ، خیراتی ہسپتال، این جی او اور ایک بلڈ بینک بھی تھا۔ اولڈ ہاؤس کی اس عمارت کے آس پاس کے سارے میدان خرید کر وہ سب عمارتیں بنائی گئیں تھیں۔

معلوم ہوتا تھا جیسے اُس تنہا عمارت کو ڈھیر سارے سہارے مل گئے تھے۔ اب وہ تنہا نہیں تھی۔
فیضان نے اپنی ساری دولت اس طرف لگا دی، سارے برے کام بند کر دیے۔ ایٹس اب بھی چل رہی تھی جواب لوگوں کے لیے گھر بنایا کرتی تھی۔

جہاں نقشہ سازی کے ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ کھنک تھی اور فیضان خود گھر ڈیزائن کیا کرتا تھا۔

وہ اولڈ ہاؤس اب کھنک، فیضان، اسمتھ، جینی اور احمر کا گھر بھی تھا۔

کھنک پہلے ہسپتال پھر یتیم خانے کی عمارت سے ہوتی ہوئی اولڈ ہاؤس کے کومن روم میں آئی۔
جہاں جیمز ویل چیئر پر بیٹھے انجوائے کر رہے تھے۔ کھنک آگے بڑھی۔

"تو کون جیت رہا ہے.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"میں تو ہار رہا ہوں۔" احمر نے کہا۔ کھنک نے بازی کی طرف دیکھا اور احمر کی طرف سے چال چل دی۔

"اب نہیں۔" کھنک نے مسکرا کر کہا۔

"کھنک!" سب بوڑھے ایک ساتھ بولے۔ یہ کھنک کی پرانی عادت تھی، وہ ہمیشہ دوسروں کی چال چل جایا کرتی تھی۔

"ہار گئے ہم۔" اسٹیو نے کہا۔

"ویسے بازی پر کیا تھا؟" کھنک نے پوچھا۔

سب نے ایک ساتھ دائیں طرف دیکھا۔ کھنک بھی اُس سمت متوجہ ہوئی، وہاں چاکلیٹ سے بھرا ایک باؤل رکھا تھا۔ سب پھوٹ پھوٹ کر ہنسنے لگے۔

"ایک ضروری بات کرنی ہے۔" کھنک نے احمر کو ایک طرف بلایا۔

"ہاں بولو....." وہ متوجہ ہوا۔

"چاکلیٹس میرے ساتھ بانٹو گے.....؟" کھنک نے لالچی نظروں سے باؤل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں۔" احمر بھی کمینی حرکتوں پر اتر آیا۔

"اوکے، نا سہی..... ویسے میں پوچھ رہی تھی کہ اب تو مان جاؤ، آنا بھی انتظار کر رہی ہے۔ تم نے کہا تھا تھوڑا وقت دو..... دو سال ہونے کو ہیں۔" کھنک نے کہا۔ آنا بھی اُنکے ساتھ آگئی تھی۔

"ماموں اور چاچوں بن جاؤں پھر۔" احمر مان گیا۔ کھنک کے ہاں خوش خبری آنے والی تھی۔

"ریلی.....؟" کھنک خوش ہو گئی۔

"ہاں۔" احمر نے کہا اور کھنک کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"خوش رہو۔" احمر نے دعا دی۔

"آمین۔ اور تم بھی۔" کھنک نے سکون سے کہا اور جاتے ہوئے باؤل پر حملہ آور ہو کر وہاں سے چلی گئی۔ احمر بھی ہنس دیا۔

کھنک اسمتھ سے ٹکرائی، دونوں کے سر ٹکرائے۔

"اسمتھ کیا کرتے ہو؟"

"سوری... تم ٹھیک تو ہو.....؟" اسمتھ نے پوچھا۔

"ہاں۔" کھنک نے کہا۔

"اور پیہی گرل.....؟"

"یہ گرل نہیں بوائے ہے۔" کھنک نے بتایا۔

"کیا.....؟ پر رپورٹ میں تو گرل لکھا تھا۔"

"وہ میری رپورٹ تھی۔" جینی وہاں آئی۔

اور کھنک کو دیکھ کر اُسے آنکھوں سے اشارہ کر کے شرم دلائی کہ اکیلی اکیلی چاکلیٹس کھا رہی ہو۔

کھنک نے برے دل سے ایک چاکلیٹ جینی کی طرف بڑھادی۔

اسمتھ دونوں پر ہنس دیا۔ کھنک آگے چل پڑی، وہ باہر آئی اور میل باکس کی طرف بڑھی کہ اُس

کی نظر سڑک پار بیٹھے شخص پر پڑی۔

کھنک سنجیدہ ہوئی اور آگے بڑھی۔

سڑک پار رکھے اُس بیچ پر بیٹھ کر سامنے بنی ساری عمارتیں اور انکا گھر دکھائی دیتا تھا۔

وہ دونوں سامنے دیکھ رہے تھے۔

"محبت.....؟ یعنی تم نے جو کیا محبت کے لیے کیا.....؟" معراج صاحب نے سامنے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں..... محبت....."

کسی کو پسند کرنا اور پھر دن رات خود کو سمجھاتے رہنا کہ آپ محبت میں ہیں محبت نہیں ہوتی۔ وہ محبت نہیں تھی جب میں فیضان پہ دل و جان سے مرتی تھی اُس کے خواب دیکھتی تھی اور صرف اچھا ہی سوچتی تھی۔

محبت وہ بھی نہیں ہوتی کہ میں جذبات اور نفرت میں بہہ کر اُس سے بدلہ لے لیتی اور بدلہ جیت جاتا۔ محبت تو یہ بھی نہ کہلاتی کہ بنا دنیا کی پروا کیے وہ جیسا تھا اُسے ویسا ہی قبول کر لیتی۔ محبت تو یہی تھی کہ جس انسان کو میں چاہتی ہوں اُسے درست راہ پر لے آؤں۔ اُسے جانور سے انسان بنا دوں، برائی نکال دوں اُس کے دل سے۔

میں خوش قسمت تھی کہ خدا نے مجھے محبت کرنے کے لیے چنا، میرا دل ایک نیک جذبے سے بھرا، کسی کو چاہنے کا کام دیا۔ جب مجھے محبت کرنے کے لیے چنا گیا تھا تو میں نفرت کیسے کر سکتی تھی، کیسے خود کو ایسا بد قسمت انسان بنا لیتی جو صرف نفرت کرتا ہے اور ساری عمر یہی کرتا رہتا ہے؟ اپنا دل کیسے آگ سے بھر لیتی جب خدا اُسے محبت کے نور سے بھر چکا تھا؟ کیسے نفرت کرتی اُس انسان سے جس سے میں محبت کرتی تھی؟ "کھنک بہت پُر سکون تھی، سامنے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔"

"پر تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مار دو گی اُس فیضان علی رضوی کو جو ظالم ہے، بُرا ہے۔" معراج صاحب نے کھنک کے الفاظ دہرائے۔

اُسے یاد آیا کہ اُس نے وعدہ کیا تھا۔ اُس نے زندگی بھر وعدوں پر یقین بھی کیا تھا۔

اب کھنک نے معراج صاحب کی طرف دیکھا، وہ بھی متوجہ تھے جب اُن دونوں کو کچھ آوازیں آئیں، بچوں کی مسکراہٹوں کی آوازیں۔ دونوں سامنے بلڈنگ کے گارڈن کی طرف متوجہ ہوئے جہاں سات، آٹھ سال کے بچے اور فیضان کھڑا تھا۔

اُسکے ہاتھ میں بہت سے غبارے تھے۔ بچے فیضان کے ساتھ کھیل رہے تھے، وہ بچوں میں غبارے بانٹ رہا تھا، مسکرا رہا تھا۔

معراج صاحب اُسے دیکھ حیران ہوئے کہ کھنک کی آواز پر چونکے۔

"مار تو دیا.....!!! مار دیا میں نے اُس ظالم فیضان علی رضوی کو جو ایک بُرا انسان تھا، ظالم تھا، بے رحم تھا اور لوگوں کو تکلیف پہنچا رہا تھا۔"

"یہ تو صرف فیضان ہے، میرا فیضان، جو بہت اچھا انسان ہے۔ برے انسان کو ختم کرنا اور برے انسان میں سے برائی ختم کرنا دالگ باتیں ہیں۔"

میں نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے اور محبت نے سب ٹھیک کر دیا۔ اُس نے سارے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔" کھنک نے سکون سے مسکرا کر کہا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ خدا نے اُسے معاف کر دیا ہے.....؟" معراج صاحب نے پوچھا۔

"ہاں..... کیونکہ وہ خدا ہے..... جو اُس سے سچے دل سے معافی مانگتا ہے ناں وہ اُسے معاف کر دیتا ہے۔ یہ خدا کا اپنے بندے سے وعدہ ہے۔ اور بیشک وہ اپنے کسی وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔"

معراج صاحب کی آنکھیں کھل گئیں وہ لا جواب ہو گئے۔

فیضان نے دیکھا سڑک پار کھنک اکیلی بیٹھی تھی۔ اُسے دیکھ کر مسکرائی۔ فیضان اُس کے پاس آیا اور ساتھ بیٹھا، کھنک نے فیضان کے کاندھے پر سر رکھا اور فیضان نے اس کی پیشانی پر بوسہ

دیا۔ وہ دونوں اُس جہاں کو دیکھنے لگے جو انہوں نے مل کر بسایا تھا۔

"خدا نے تمہارے لئے مجھے معاف کر دیا ورنہ میں اتنا خوش قسمت کہاں تھا۔"

"یہ خدا نے ہم دونوں کے لئے کیا ہے، کیونکہ وہ ہم سب کا مالک ہے۔" کھنک نے کہا۔

"بیشک۔" فیضان نے کہا۔ دونوں نے سکون بھری گہری سانس لی۔

"فیضان..... بیٹے کا کیا نام کیا رکھیں گے.....؟" کھنک نے پوچھا۔

"شمس علی رضوی۔" فیضان نے کہا۔ اس طرح اس نام میں اُن دونوں کے والدین کے نام آ گئے تھے۔ 'شمس اور علی رضوی'۔

"ماشاء اللہ۔" شمس صاحب نے نیچے دیکھتے ہوئے سکون سے کہا۔

"میرے بچوں کو کسی کی نظر نہ لگے۔" یاسمین بی بی نے اُنکی بلائیں لیں۔

کھنک سمجھ گئی تھی کہ اُسکے سارے خواب اشارے تھے۔ جو خواب اُس نے ہسپتال میں دیکھا تھا وہ اب سچا ہو گیا تھا۔

وہ بہت خوش تھی۔

"محبت ایک دن سب ٹھیک کر دیتی ہے۔"

If endings are happy, then let's wait for the end.....

☆.....☆.....☆

ختم شد

ناول-----تمیں سوال (2015)

تحریر-----مطیہ جہاں۔

2015 جولائی 23۔۔ مجھے یاد ہے میں اُس دن بہت پریشان تھی۔ آسمان پر کالے بادل چھائے ہوئے تھے اور میری آنکھوں میں اندھیرا۔ رات کو خواب دیکھا تھا کہ میرا ایک ٹوٹا ہوا خواب مجھے خواب میں منہ چڑاتا رہا ہے..... اتنی پریشان تھی کہ 8 سال میں پہلی بار یہ سوچ بیٹھی کہ میں لکھنا چھوڑ دوں گی، ایک خواب کے لیے دوسرے خواب کا گلا گھونٹ دوں گی تو شاید میرے دل کو سکون آجائے گا (دُکھ ایسے ہی منطق تخلیق کرتا ہے۔) بس سوچ بیٹھی کہ ویسے بھی 8 سال سے لکھ کر کونسا تیر مار لیا ہے، بس بہت ہو گیا..... یہاں شکوے ختم نہیں ہوئے تھے کہ وہاں آمد شروع ہوگئی ایک ناول کے پلاٹ کی آمد پر یہ کوئی نئی بات نہیں تھی اور جب لکھنے کا ارادہ ہی ترک کر دیا تو آمد سے کیا سروکار.....؟

پر یہ کوئی معمولی آئیڈیا نہیں تھا، یہ کچھ خاص تھا۔ بس وہی کیا جو کرتی تھی، کاغذ قلم کی طرف بھاگی اور آئیڈیا نوٹ کر لیا۔ پر دل میں وہی غصہ کہ لکھوں گی نہیں۔ اور پھر شروع ہوئے اُس پلاٹ کے کردار..... پھر سے کاغذ قلم کی طرف بھاگی اور پاؤں پھسلنے کی وجہ سے جس ہاتھ سے لکھنا تھا اُسکی کلائی زمین پر جا لگی۔ چوٹ چھوٹی نہیں تھی پر آئیڈیا بھی چھوٹا نہیں تھا۔ "تمیں سوال" تھا۔ کردار نوٹ کیے... کھنک، فیضان، معراج، احمر۔

پر اب لکھنے سے تو چھٹی تھی۔ کلائی نے نہ ہلنے کے قسم کھالی تھی۔ پر ہاں انگلیاں ابھی سلامت تھیں۔ پہلے تو پلاٹ تک بات ختم ہو جاتی تھی، اب تو کردار سین مکالمے سب مل کر پاگل کر رہے تھے۔ (احساس ہوا کہ اگر جلد از جلد نہیں لکھا تو میں یہ سب بھول جاؤں گی۔) پٹی باندھی

قلم اٹھایا لکھنا شروع کیا۔ ہر ایک لفظ پر ایک ٹیس عنایت ہوئی اور لفظ بھی کافی سارے تھے، رجسٹر کے 264 پیجز۔

وہی تھاتیس سوال جو 10 دن میں لکھا۔ کھنک کے کردار میں اپنی الجھن رکھ کر خود سے دُور کی، اُس کردار میں اپنی روح کا ایک حصہ چھپا دیا، اُسکی ہمت سے ہمت حاصل کی اور یوں تیس سوال میری زندگی کا سب سے اہم ناول بن گیا۔ تیس سوال کی جگہ کوئی اور نہیں لے سکتا۔ میں جانتی ہوں میں اس سے بہتر لکھ چکی ہوں، خُدا نے چاہا تو آگے بھی لکھوں گی، شاید لوگ اسے سمجھ نہ سکیں پر میرے لیے تیس سوال ہمیشہ میرا بیسٹ ناول ہی رہے گا اور کھنک میرا بیسٹ کردار۔

میں اس ناول کو اُس خاص انسان کے نام کرتی ہوں جس نے اسکی پہلی ایڈٹ بنائی اور پلاٹ سُن کر واہ کہا۔ "مرحومہ شاحسین"۔ کاش آج وہ اسے پڑھنے کے لیے ہم سب کے ساتھ ہوتیں۔ خُدا اُنکے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

مطیہ جہاں

☆☆☆☆☆